ترمیم شدہ ایڈیشن

نسیم ہدایت کے جھونکے

اسلام قبول کرنے والے نو مسلم بھائیوں کی کہانی خود ان کی زبانی

افادات

داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی

سرپرست ماہنامہ ارمغان و ناظم جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیہ پھلت، مظفرنگر، یوپی، انڈیا

جلد دوم

۲

مرتب

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری، ضلع آکولہ مہاراشٹر انڈیا

نام کتاب

نسیم ہدایت کے جھونکے (جلد دوم)

افادات داعی اسلام حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب مدظلہ

مرتب : مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

معاونین : مولوی الطاف حسین، مولوی محمد الیاس و

حافظ عثمان مدرسین دارالعلوم سونوری

کمپوزنگ : مولوی محمد اسحاق و محمد امجد خان اکولوی

صفحات : ۲۳۷

سن اشاعت : ۲۰۱۰ء

دوسرا ایڈیشن : ایک ہزار

قیمت : ۱۰۰ روپے

﴿مرتب کتاب سے خط و کتابت کا پتہ﴾

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری نیشنل ہائیوے نمبر ۶

ضلع اکولہ، مہاراشٹر، انڈیا

Mufti Mohd. Roshan Shah Qasmi

Mohtamim Darul Uloom Sonori

National Highway No.6

Dist. Akola Pin.444107

Maharashtra, INDIA

Ph:(07256)244204

Mob:09422162298

Email:darululoomsonori@yahoo.in

Name of the Book

Nasim-e-Hidayat ke Jhonke (Part-II)

Ifadat: Daee Islam Hazrat Moulana Mohd. Kalim Siddiqi Sahab

Compiled by

Mufti Mohd. Roshan Shah Qasmi

Pages: 237 Price: Rs.100/- Siz: 23x36/16

کتاب ملنے کے پتے

☆ مکتبہ دارالعلوم سونوری، ضلع اکولہ، مہاراشٹر، انڈیا 444107

☆ جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت، ضلع مظفر نگر، یوپی، انڈیا

☆ دار ارقم، بٹلہ ہاؤس، اوکھلا، نئی دہلی۔ 25

☆ ادارہ اشاعت اسلام جامع مسجد، دیوبند، ضلع سہارنپور، یوپی پن۔ 247554

[illegible]

09420186856 / 09420186853-Ph-07256-245504

نوٹ : انٹرویو لیتے ہوئے مولانا احمد اواہ صاحب ندوی نے لفظ "ابی" کا استعمال کیا ہے اس سے مراد ان کے والد محترم حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی ہیں

فہرست

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
☆	عرض مرتب	۵
☆	مقدمہ: حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی	۷
☆	تقریظ: محدث العصر شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ مدینہ منورہ	۱۱
☆	تقریظ: مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی مدظلہٗ	۱۷
☆	تبصرہ: حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہٗ العالی	۲۰
☆	تبصرہ: حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مظاہر علوم سہارنپور	۲۱
☆	آیئے عہد وفا تازہ کریں	۲۲
۱	ایک خوش قسمت مہاجرہ آمنہ ﴿انجو دیوی﴾ سے ملاقات	۲۵
۲	جناب محمد نعیم صاحب ﴿اتر پال سنگھ چوہان﴾ سے ایک ملاقات	۳۷
۳	جناب رضوان احمد ﴿راجن﴾ سے ایک ملاقات	۴۶
۴	ایک عاشق رسول جناب محمد احمد ﴿رام کرشن شرما﴾ سے ایک ملاقات	۵۵
۵	حکیم عبد الرحمٰن ﴿امت کمار﴾ سے ایک ملاقات	۶۵
۶	محمد سلمان ﴿رام ویر سنگھ﴾ وزیر آباد دہلی سے ایک ملاقات	۷۴
۷	چودھری عبد اللہ سے ایک ملاقات	۸۷

۸	جناب محمد عمر ﴿گوتم﴾ کی آپ بیتی	۹۷
۹	ایک خوش قسمت بہن زینب ﴿چوہان﴾ سے ایک ملاقات	۱۰۵
۱۰	دسترخوان اسلام پر نو وارد بہن خدیجہ ﴿سیما گپتا﴾ سے ملاقات	۱۱۸
۱۱	جناب محمد شاہد ﴿رام دھن﴾ سے ایک ملاقات	۱۳۲
۱۲	شمیم بھائی ﴿شیام سندر﴾ سے ایک ملاقات	۱۴۱
۱۳	محمد امجد صاحب ﴿ونود کمار﴾ سے ایک ملاقات	۱۵۰
۱۴	جناب عبدالحلیم ﴿نرمل کمار﴾ سے ایک گفتگو	۱۶۱
۱۵	ڈاکٹر محمد عمر ﴿راج بیر ٹھاکر﴾ سے ایک ملاقات	۱۶۸
۱۶	محمد اکبر ﴿مہیش چندر شرما﴾ سے ایک ملاقات	۱۷۹
۱۷	عبدالرشید دوستم ﴿سنیت کمار سوریہ ونشی﴾ سے مفید ملاقات	۱۸۹
۱۸	محمد اکرم ﴿وکرم سنگھ﴾ سے ایک دلچسپ ملاقات	۱۹۷
۱۹	جناب شیخ محمد عثمان ﴿ستیش چندر گوئل﴾ سے ایک ملاقات	۲۰۶
۲۰	بھائی علاءالدین ﴿راجیشور﴾ سے ایک ملاقات	۲۱۷
۲۱	جناب محمد اکبر ﴿جتیندر کمار﴾ سے ایک ملاقات	۲۲۶
۲۲	جناب سیٹھ محمد عمر ﴿رام جی لال گپتا﴾ سے ایک ملاقات	۲۳۷
۲۵	ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف	۲۴۵

عرض مرتب

اسلام دین فطرت ہے اس کا ہر شعبہ ہر لحہ فطرت کو اپیل کرتا ہے اس لئے ہر دور اور ہر علاقہ میں اس کی دعوت انسانیت کے ہر مسئلہ کا حل مانی گئی، آج کے اس جدید دور جہالت میں جب کہ ہر طرف الحاد، ارتداد اور لا مذہبیت کی دعوت زور شور سے پیش کی جارہی ہے وہیں اسلام وایمان کی دعوت بھی موثر ثابت ہو رہی ہے اور لاکھوں لوگ پروانہ وار اسلام کی آغوش میں پناہ حاصل کر رہے ہیں۔

اس سلسلہ کی ایک زبردست اور مضبوط کڑی طبیب دل، مرشد روحانی، داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی کی ذات بابرکت ہے جن کی فکرو کڑھن کی بدولت لاکھوں بندے جو کفر وشرک میں مبتلا تھے اللہ نے انہیں ایمان کی دولت سے سرفراز کیا ہے زیر نظر کتاب ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' دراصل انہی اہل ایمان کے حصول ایمان کی پرلطف اور نصیحت آموز حکایاتِ حال ہیں جس کی پہلی جلد اللہ کی توفیق سے ہم نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اللہ نے اسے مقبولیت سے نوازا اور اندازہ سے زیادہ فرزندان توحید اس سے مستفید ہوئے داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہ العالی کے خلوص، دعاؤں اور توجہات کی برکت سے دیکھتے ہی دیکھتے ۲۵ روز کی قلیل مدت میں پہلا ایڈیشن (ایک ہزار) ختم ہوگیا، پہلی جلد کے مطالعہ کے بعد تعلق رکھنے والے حضرات کا اصرار ہوا کہ جتنی جلدی ہو اس سلسلہ کی دوسری جلد حاضر خدمت کردی جائے لہٰذا بلا کسی تاخیر کے ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' کی الحمد للہ دوسری جلد پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

کتاب کا نام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی کا تجویز کردہ ہے
اور مقدمہ بھی حضرت مولانا نے ہی عنایت فرمایا ہے، اللہ حضرت کا سایہ عاطفت تادیر
انسانیت کے سروں پر قائم رکھے اور ہم سب کو ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے
محترم مولانا عبدالمصور صاحب ندوی زید مجدہم ڈونگر گاؤنوی ضلع آکولہ اور برادرم محمد
یعقوب علی ولد جناب میر واجد علی صاحب عادل آبادی نے اس کتاب کے مسودہ پر نظر ثانی
فرما کر مفید مشورے دیئے اور اس کتاب میں انٹرویوز کے عناوین مولانا الیاس بندے
الٰہی صاحب اون، ضلع سورت، گجرات نے لگائے جو ماشاء اللہ بڑے پرکشش ہیں، اللہ
تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دعوتی کارگزاریوں کی اس دستاویز کی طباعت کو
ہدایت عامہ کا سبب اور امت مسلمہ کے لئے دعوت کے کام پر کھڑا ہونے کا ذریعہ بنائے۔

محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سوتوری

۲۶؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ م ۲۰؍جولائی ۲۰۰۹ء، بروز پیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَہ

منبعِ اخلاق، مشفقِ انسانیت، داعیِ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ ومجازِ مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ

خالق کائنات فَعَّالٌ لِمَا يُرِيْدُ، عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، عَلِيْمٌ وَخَبِيْرٌ رب نے اپنے سچے کلام میں ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا: هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورہ التوبہ)

"وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے، گو مشرکین کیسے ہی ناخوش ہوں" حجاز مقدس کی حد تک جناب رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں دین حق دوسرے تمام باطل مذاہب پر غالب آگیا تھا، مگر یہ عالمینی دین سارے عالم میں غالب ہونا ہے، اللہ کے سچے نبی ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ ہر کچے اور پکے گھر میں اسلام داخل ہو کر رہے گا، قرب قیامت کے اکثر آثار ظاہر ہو چکے ہیں، اسلام کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانے کی ذمہ داری ختم نبوت کے صدقے میں ہمیں عطا کی گئی تھی، اس فرض منصبی سے مجرمانہ غفلت کی وجہ سے دین حق اسلام (جو خیر محض ہے) کا تعارف لوگوں کو نہ ہو سکا اور پوری دنیا میں اس عدم واقفیت کی وجہ سے، یا غلط واقفیت کے نتیجہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ اپنے نقطہ عروج پر ہے، مگر اللہ کی شان ہادی اور اس کی ربوبیت کے قربان، کہ اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے خلاف اس پروپیگنڈہ سے عام انسانوں میں اسلام کو جاننے کا تجسس بڑھ رہا ہے، ایک زمانہ تھا کہ لوگ اسلام کو، مسلمانوں کے کردار معاملات اور اخلاق سے جانتے

تھے، مگر اب جدید ذرائع ابلاغ کی کثرت خصوصاً انٹرنیٹ کی ایجاد نے حقیقی اسلام لوگوں کے بستروں تک پہنچادیا ہے، اس کی وجہ سے پورے عالم میں جوق در جوق لوگ اسلام قبول کرتے دکھائی دیتے ہیں اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ قبول اسلام کے واقعات مغربی ملکوں میں زیادہ ہیں جہاں سے خاص طور پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ ہورہا ہے، روحانیت، اہل محبت اور مذہب سے جنون کی حد تک تعلق رکھنے اور مسلمانوں کے بعد مذہب پر سب سے زیادہ قربانی دینے والوں کے ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ پوری دنیا میں بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے والوں کے حالات پر غور کیا جائے تو تین باتیں خاص طور پر حیرت ناک ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ ان خوش قسمت ہدایت یاب ہونے والے نومسلموں کے قبول اسلام میں مسلمانوں کی دعوتی کوشش کا دخل بہت کم ہے، اسلام کی کسی چیز میں کشش محسوس کرکے، اسلام مخالف کسی پروپیگنڈہ سے متاثر ہوکر اسلام کو جاننے کا شوق پیدا ہوا، اسلام کا مطالعہ کیا اور مسلمان ہوگئے، یا اپنے مذہب کی کسی رسم سے انفعال کے نتیجہ میں مذاہب کا تقابلی مطالعہ ہدایت کا ذریعہ بنا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان خوش قسمت دسترخوان اسلام پر آئے ہوئے نومسلم مہمانوں کے ایمان، تعلق مع اللہ، دین کیلئے قربانی اور دعوت کے جذبہ کو دیکھ کر خیر القرون کے مسلمان یاد آجاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا حال اللہ کے اس فرمان کا کھلا مظہر ہے۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ (سورہ محمد)

”اور اگر تم روگردانی کروگے تو اللہ تعالی دوسری قوم پیدا کردے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے“ اشاعت اسلام کے ان واقعات کی کثرت کے ساتھ جب ہم پوری دنیا کے حالات کے تناظر میں غور کرتے ہیں تو انتہائی خطرناک فکر کی بات سامنے آتی ہے کہ جس تیزی کے ساتھ بلکہ جس طرح جوق در جوق نئے لوگ اسلام کے سایہ میں آتے دکھائی

دیتے ہیں اسی کثرت سے مسلمانوں کے مرتد ہونے واقعات بھی دکھائی دیتے ہیں، بعض مرتبہ تو تعداد اور معیار کے لحاظ سے بالکل متوازی تبدیلی کا فیصلہ دکھائی دیتا ہے، کسی علاقہ میں جتنے نئے لوگ مسلمان ہوتے ہیں اتنے ہی مسلمان مرتد ہو جاتے ہیں یا جس معیار کا غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوا اسی معیار کا کوئی مسلمان مرتد ہو گیا۔

دسترخوان اسلام پر آنے والے ان نووارد خوش قسمت نومسلموں کی داستانیں، ہم رسمی اور خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والی اور جھنجھوڑنے والی ہوتی ہیں اور ان سے جہاں ایک طرف یاس میں آس دکھائی دیتی ہے، وہیں اپنے دعوتی فریضہ سے غفلت کی وجہ سے تبدیلی کی وارننگ بھی سنائی دیتی ہے، کسی نہ کسی طرح اشاعت اسلام کے یہ واقعات ایمانی حرارت پیدا کرنے اور غفلت و جمود توڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں، مسلمانوں میں ان خوش قسمت نومسلموں کے حالات پڑھ کر غیرت ایمانی پیدا ہو اور دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو حوصلہ ملے اور ان کی زندگی سے دعوتی تجربات سامنے آئیں، اس مقصد سے الحمدللہ ماہنامہ ارمغان نے چند سالوں سے ہر ماہ ایک نومسلم کی آپ بیتی کا سلسلہ بطور انٹرویو ’’نسیم ہدایت کے جھونکے‘‘ کے عنوان سے شروع کیا تھا، یہ اشاعت اپنے مقصد میں، بہت کامیاب ہوئی، ملک کے مختلف رسائل، اخبارات نے ان کو شائع کیا، ان کے مجموعے شائع ہوئے اور اردو کے علاوہ ملک کی دوسری زبانوں میں ترجمے شائع ہونے لگے، اس سے الحمدللہ ملک بلکہ بیرون ملک میں مسلمانوں میں بڑا دعوتی جذبہ پیدا ہوا اور ایک طرح سے صدیوں کا جمود ٹوٹا۔

یہ انٹرویو اس حقیر کے فرزند میاں **احمد اواہ ندوی** اور ان کی بہنوں **اسماء ذات الفوزین امت اللہ اور مثنیٰ ذات الفیضین سدرہ** نے لئے ہیں، ان آپ بیتیوں کے بعض مجموعے کتابی شکل میں پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں، مگر اب مکمل طور پر کام کرنے کے لئے ہمارے ایک بلند ہمت رفیق، داعی الی اللہ، خادم

قرآن وسنت، محبّ ومکرم جناب مفتی روشن شاہ صاحب قاسمی زید لطفہٗ نے نئی ترتیب کے ساتھ شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے، مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حوصلہ اور بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، انھوں نے لسان تبلیغ حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری نور اللہ مرقدہٗ سے اپنے ذاتی اور طویل تعلق کی بنا پر خاص استفادہ کیا ہے اور ہمارے تبلیغی اکابرین کی تقریروں اور ملفوظات کی ترتیب واشاعت کا مبارک کام اللہ نے ان سے لیا ہے اور بہت کم وقت میں خود الحمدللہ علاقہ میں تعلیم ودعوت کے سلسلہ میں قابل رشک خدمات ان سے لی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو دینی دعوتی خدمات کے لئے بھی بڑے جذبہ اور سلیقہ سے نوازا ہے، انھوں نے نومسلموں کی ان تمام آپ بیتیوں کو جو ارمغان میں شائع ہوئی ہیں ترتیب وار مرتب کر کے اشاعت کا پروگرام بنایا ہے، یقیناً ایک مبارک قدم ہے اور مفتی صاحب موصوف کی طرف سے ملت کے لئے ایک مبارک تحفہ ہے، جسے وہ "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے نام سے ملت کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

میں مفتی صاحب موصوف کو اس اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، بہ دل وجان دعا ہے کہ یہ مجموعہ خیر امت کے افراد کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر پھر ماضی کی عزت اور خیر امت کے منصب پر لانے کا ذریعہ بنے اور مفتی موصوف کے لئے ذخیرۂ آخرت اور سعادت دارین کے حصول کا وسیلہ ثابت ہو۔

خاک پائے خدامِ دین
محمد کلیم صدیقی
جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت ضلع مظفر نگر، یوپی
۲ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

تقریظ

فضیلة الشیخ محدث العصر

محمد عوامه حفظه الله

مدینہ منورہ سعودیہ عربیہ

(عربی نسیم ہدایت کے جھونکے کی تقریظ کا یہ ترجمہ ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا للاسلام وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله، والصلوات التامات والتسلیمات المبارکات علی سیدنا محمد سید السادات، وآله واصحابه ذوی المقامات العلیا وعلیٰ من تبعهم واقتفیٰ اثرهم بالدعوة الی سبیله بالحکمة والموعظة الحسنة. اما بعد

عالم باعمل صاحب بصیرت اور دور اندیش داعی اسلام جناب حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم سے پہلے بھی کئی بار مدینہ منورہ میں شرف ملاقات کی سعادت سے بہرہ مند ہو چکا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی امان میں رکھے، اور آپ کی مخلصانہ مساعی جمیلہ سے مسلمانوں کو استفادہ کا موقع عنایت

فرمائے، اللہ نے ہندوستان میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، احمد بن عبد الرحیم کے مولد و مسکن موضع پھلت میں آپ کی ملاقات وزیارت کا شرف بخشا، اور پھلت کی اس جامعہ میں جس کے آپ بانی مبانی ہیں، اور جو حضرت شاہ ولی اللہ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ جامعہ کے اساتذہ، طلباء سے مل کر آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور دل میں فرحت پیدا ہوئی، الحمد للہ علیٰ ذلک۔

موصوف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نانیہالی خاندان کے چشم و چراغ ہیں، جو خاندان ایک عظیم اور بابرکت خاندان ہے، پیدائشی طور پر آپ عجمی ہیں لیکن اپنی اصل اور خاندانی طور پر خالص عربی ہیں، جناب حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب علم وعمل اور دعوت الی اللہ کے میدان میں ایک ایسی مبارک درخت کی شاخ ہیں جو کہ افراط وتفریط سے پاک ہے، اور یہ درخت باصلاحیت صالح علماء اور دعاۃ کرام کے امام اور پیشوا شیخ ابوالحسن علی ندوی کی ذات گرامی قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت کے سایہ میں ڈھانپے، اور اپنی رضا عطا فرمائے۔ موصوف حضرت مولانا علی میاں ندوی کے مسترشدین میں سے بھی ہیں اور آپ کو ان کو جانب سے خلافت بھی حاصل ہے۔ شیخ ابوالحسن ہی کی ایما پر آپ نے دعوتی جد وجہد شروع فرمائی اور بحسن وخوبی اس کو انجام دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں، آپ اپنے اسلاف کے بہترین جانشین ہیں۔

علوم ومعارف کے راستہ میں زبان ووطن کی اجنبیت اور دوری ایک بڑی رکاوٹ اور حجاب ہوا کرتی ہے، جو علوم سے استفادہ کیلئے مانع ہوتی ہے، اسی بنا پر

جناب مولانا کلیم صدیقی نے بفضلہٖ تعالیٰ عربی زبان میں ایک رسالہ ''الخیر'' اور اردو زبان میں ماہنامہ ''ارمغان'' کے نام سے دعوت اسلام اور تعلیمات اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے، اور دستر خوان اسلام پر آنے والے ان نو وارد اور خوش قسمت حضرات کے انٹرویوز اور کارگذاریاں شائع کرنے کے لئے، جو موصوف محترم کی دعوت سے متأثر ہوکر جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں، جاری کئے ہیں۔ اللہ کے احسان اور اس کی توفیق کے نتیجہ میں شیخ کے دست حق پر اور آپ کے ذریعہ اسلام لانے والے خوش قسمت افراد کے ہاتھوں پر لاکھوں افراد مشرف باسلام ہو چکے ہیں، اور یہ خوش قسمت لوگ ہندوستان کے مختلف طبقات اور مختلف عمروں کے ہیں۔

بہت سے وہ افراد جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت یاب فرمایا ہے اور ان کے قلوب کو نور اسلام سے منور فرمایا ہے، ان کے عجیب و غریب اور عبرت آموز قصے تاریکیوں سے روشنی کی طرف آنے اور گمراہی سے ہدایت پانے کے موصوف نے دو جلدوں میں شائع فرمائے ہیں، پھر عربی زبان میں منتقل شدہ انٹرویوز کو آپ کے فیض یافتہ اور داماد جناب ڈاکٹر محمد اویس صاحب نے ایک کتاب میں یکجا کرنے کا کام شروع کیا ہے، جو کہ حجم کے اعتبار سے مختصر ہے لیکن اس کی زبان سلیس ہے اور ترجمہ بامحاورہ ہے، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر محمد اویس صاحب کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور مزید ہمت اور توفیق بخشے۔ انھوں نے مجھے پہلی جلد ہدیہ کی ہے، جو ۱۷۰ صفحات پر مشتمل ہے، اور جس میں کل بیس خوش قسمت حضرات و خواتین

کے انٹرویوز اور کارگذاریاں جمع کی گئی ہیں، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ برادرم محمد اویس صدیقی نانوتوی ایک جلیل القدر عالم دین، جناب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خاندان کے ایک فرد ہیں، مولانا قاسم نانوتویؒ اسلامی بیداری اور تعلیمات اسلام کے امام ہیں، اور آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں ہی ایک عظیم الشان دارالعلوم موضع دیوبند میں قائم ہوا، پھر اس دارالعلوم کا فیض اولاً ہندوستان میں اور ثانیاً عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں پہنچا۔ اہل علم کے نزدیک دارالعلوم ازہر ہند کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی خاندانی طور پر صدیقی ہیں، آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق سے جاملتا ہے، زیر نظر کتاب ''ہبات من نسیم الہدایۃ'' میں جو ایک خاص قسم کی حلاوت اور شیرینی ہے وہ بغیر اس کے مطالعہ سمجھ میں آنی مشکل ہے۔ اور اس کے تجرباتی مطالعہ کے لئے ایک لمبی مدت درکار ہے لیکن میں ذیل میں کچھ اہم اور قابل ذکر باتیں پیش کررہا ہوں۔

۱) اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قلوب کی زمین بالکل ہموار ہے، اور دلوں میں ہدایت کی طلب اور پیاس موجود ہے، اور دعوت کے لئے میدان بہت کشادہ ہے، لہٰذا مخلصین حضرات اس کوچہ دعوت میں آئیں اور اپنے اپنے جوہر دکھائیں، بقول شاعر:

راستے بند ہیں سب کوچہ دعوت کے سوا

۲) اس کتاب کے مطالعہ سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے، اور یہ

بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام بالکل فطری دین ہے، اس لئے اس کی دلیلیں بھی بالکل فطری ہیں، عقائد، عبادات اور اخلاق وغیرہ کے بیان میں اس کے لئے فلسفیانہ اور مناظرانہ انداز اور دلائل کی بالکل گنجائش نہیں ہے اور داعی اپنے مدعو کے دل کو دستک نہیں دے سکتا ہے، اور نہ اس کے قلب کے پردہ کو اٹھا سکتا ہے، مگر بالکل فطری انداز میں اور مسلسل لگن کے ساتھ۔ ایک عرصہ تک علماء اسلام اپنے ہمعصروں کے ساتھ اپنے فلسفیانہ اور مناظرانہ دلائل اور انداز کے ساتھ میدان دعوت میں مشغول ومصروف رہے۔

۳) کتاب پڑھ کر ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ داعی کے ساتھ ہمیشہ علم و حکمت کا توشہ رہنا چاہئے، تا کہ بوقت ضرورت داعی بحسن وخوبی میدان دعوت میں اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

۴) داعی بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا کردار اسلامی اخلاق کی روشنی میں آراستہ کرے تا کہ وہ دوسروں کے لئے ایک عمدہ نمونہ ثابت ہو سکے، اور صرف قول ہی سے نہیں بلکہ اپنے حال سے بہترین داعی ثابت ہو۔

۵) درج بالا فوائد کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کتاب کے مطالعہ سے اخذ ہوتی ہے کہ دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیابی ایک God Gift (خدائی عطیہ ہے)، اور یہ بات فضیلۃ الشیخ مولانا محمد کلیم صدیقی دامت برکاتہم جیسے دعاۃ کی رہنمائی اور تجربہ سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

اخیر میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں ''ہبات من نسیم الہدایۃ'' کی

دوسری جلد کا ابھی سے منتظر ہوں، اس کے اندر ہماری عقلوں کے لئے غذا اور روح کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ کتاب اسلام اور مسلمانوں کے لئے روشنی اور مستقبل کی بشارت دیتی ہے۔

محمد عوامه

مدینہ منورہ

۶ رجب ۱۴۳۲ھ

تقریظ

حضرت مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی زید مجدہم

استاذ تفسیر وفقہ جامعہ الامام شاہ ولی اللہ و

ایڈیٹر ماہنامہ ارمغان، پھلت، مظفر نگر یوپی

دعوتِ دین مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے، اسی عمل سے ان کی سربلندی اور سرفرازی رہی۔ اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے وہ خدا و خلق کی نگاہ میں بے اعتبار اور بے حیثیت ہوتے گئے، مسلمانوں کو موجودہ زمانہ میں جتنے مسائل درپیش ہیں اور ان کی انفرادی اور اجتماعی حیثیت کے لئے جو چیلنج موجود ہیں ان سب کا حل اور مشترک علاج کارِ دعوت سے عملاً وابستگی ہے، اسپین کے مسلمان دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے کس چیز میں پیچھے تھے؟ مال و دولت کی ان کے پاس کمی نہیں تھی علم وفن فلسفہ وسائنس میں دنیا کی پیشوائی کر رہے تھے، لیکن داعیانہ صفت کے فقدان کے بعد کوئی دنیاوی اور علمی ترقی ان کے قومی اور مذہبی وجود کی ضامن نہیں بن سکی۔

اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کے ہر خطہ میں اپنے مذہب و عقیدہ اور تہذیبی وثقافتی شناخت کے ساتھ باعزت زندگی گزاریں اور انہیں آبرومندانہ پھلنے پھولنے کے مواقع حاصل ہوں تو انہیں سب سے پہلے اس کارِ منصبی کی طرف پوری توجہ کرنی ہی پڑے گی قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں کے سیاق وسباق انکے ظاہر و باطن اور بین السطور پر غور کرنے سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوتی ہے یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:٦٧)

اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچادو، اگر تم نے یہ نہ کیا تو تم نے کار رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تم کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا، ماہنامہ ارمغان (پھلت ضلع مظفر نگر یوپی) جو ایک خالص دینی دعوتی رسالہ ہے اس کے مقاصد میں ابتدا ہی سے یہ جذبہ شامل ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا سے ملانے اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے کے لئے ملت اسلامیہ کو آمادہ کیا جائے اور انہیں ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے اس سلسلہ میں دینی دعوتی ذہن رکھنے والے اہل قلم خصوصاً داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کی مختلف موضوعات کی دعوتی تحریروں کے ساتھ ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' کے عنوان سے ہر ماہ اسلام قبول کرنے والی ایک خوش نصیب شخصیت کے انٹرویوز کا سلسلہ شروع کیا گیا الحمدللہ یہ سلسلہ توقع سے بڑھ کر کارآمد اور مفید ثابت ہوا اور اس نے ملک کی جامد فضا میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا، خصوصاً دعوت کی راہ کے مختلف مسائل کو سمجھنے اور اس سلسلہ کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی راہ ہموار ہوئی اور بڑے پیمانے پر دعوتی ذہن سازی کا کام انجام پایا، ایک ارب سے زائد آبادی کے اس ملک میں جہاں تقریباً ہر پانچواں فرد مسلمان ہے اور خیر امت ہونے کے سبب داعی الی اللہ کے منصب پر فائز ہے، اتنی بڑی تعداد تک یہ پیغام پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر صوبہ اور ہر شہر سے یہ آواز بلند ہو اور چراغ سے چراغ جلتے رہیں، مقامِ شکر ہے کہ ملک کے ایک ممتاز عالم و مصنف اور داعیٔ دین مفتی محمد روشن شاہ قاسمی نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور ان انٹرویوز کو نئی ترتیب و تزئین کے ساتھ پیش کر دیا موجودہ زمانہ میں دعوت کے لئے ماحول بہت سازگار ہے، پوری دنیا میں قبول اسلام کی لہر چل رہی ہے اور لوگ از خود اسلام کی خیر کی طرف لپک رہے ہیں اس لئے اگر تھوڑی سی دردمندی اور انسانیت کو دوزخ سے بچانے کی تڑپ اور فکر کے ساتھ دعوت پیش کی جائے تو

توقع سے بڑھ کر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں، ان تمام انٹرویوز کا یہی مشترکہ پیغام ہے، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی اس دردمندانہ گفتگو پر یہ تحریر ختم کی جاتی ہے: کیا اسلام کے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ وہ اقوام بھی دریوزہ گری چھوڑ کر اپنے روایتی استغناء اور غیرت مندی کی بنیادوں پر کھڑی ہوں اور اپنے اساسی مقصد (دعوت الی اللہ) کو سنبھالے جس سے اس کی حقیقی برتری کا جلوہ دنیا پھر ایک بار دیکھ لے جو صرف دعوتِ دین ہی کے راستے سے نمایاں ہو سکتا ہے۔"

(دینی دعوت کے قرآنی اصول، مؤلفہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ ص:۱۶)

وصی سلیمان ندوی

۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

تبصرہ: از حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہٗ
خلیفہ مجاز: حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ
داماد: حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ امیر جماعت تبلیغ
امین عام: جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہٗ ناظم جامعہ امام ولی اللہ پھلت، مظفر نگر کو حق تعالیٰ شانہٗ نے دین کی دعوت اور اسلام کے عالم گیر پیغام اخوت کو برادران وطن تک پہنچانے کے لئے ایک خاص سلیقہ اور مخصوص جذبہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر کثرت کے ساتھ ان کے ذریعہ قبول اسلام کا سلسلہ رواں دواں ہے، اور جس کے نتیجہ ہندوستان اور بیرون ہند میں تبلیغ اسلام کی ایک عظیم اور جدید تاریخ مرتب ہو رہی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ مولانا موصوف کی حفاظت فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

پیش نظر کتاب ایسے ہی قبول اسلام کرنے والے نومسلم بھائیوں کی کہانی ہے جو خود انہی کی زبانی انٹرویو کے طور پر مرتب کی گئی ہے، مولانا مفتی محمد روشن شاہ قاسمی، اکولہ، مہاراشٹر، اس کتاب کے مرتب ہیں، کتاب اپنے مضامین کی اثر انگیزی اور دین کے خاطر جان و مال، عزت و آبرو کی قربانی دینے والوں کے عبرت انگیز حالات کی وجہ سے اس درجہ تاثیر اور کشش اپنے اندر رکھتی ہے، کہ مختصر سے مختصر عرصہ میں اس کے متعدد ایڈیشن (ہندوستان و بیرون ہند) سے شائع ہوئے، جب کہ حال ہی میں اس کا جدید ایڈیشن کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مبارک شاہ سہارنپور سے بھی شائع ہو کر آچکا ہے، کتاب چھ حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۰۸؍ برادران وطن کے قبولیت اسلام کی تاریخ اور حیرت انگیز داستان آگئی ہے، خدا کرے یہ سلسلہ دراز تر ہو اور اس مبارک جدوجہد کے ثمرات کی مزید تاریخ اور داستان امت مسلمہ کو پڑھنے بلکہ نصیحت اور اثر پذیری کے لئے ملتی رہے۔

(ماہنامہ یادگار شیخ محلہ مفتی سہارنپور جون، جولائی ۲۰۱۰ء)

نسیم ہدایت کے جھونکے پر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مفتی،

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مدظلہ کا تبصرہ

مذکورہ کتاب کوئی مستقل تصنیف وتالیف تو نہیں مگر اپنی افادیت اور اثر آفرینی کی باعث مستقل تصنیف وتالیف سے بڑھ کر ہے در اصل یہ کتاب ان نو مسلم بھائیوں کی داستانِ حیات ہے جنہوں نے کفر وشرک سے بیزار ہو کر بالواسطہ یا بلا واسطہ داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم کے دست حق پرست پر کفر وشرک سے توبہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ **بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے حالت کفر میں مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے ہراول دستہ کی قیادت کی اور اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے اس میں جی جان سے لگے تاکہ ان کی آتما (روح) کو سکون وچین ملے مگر انہیں** سکون کے بجائے بے سکونی، بے چینی، ڈر اور خوف ملا۔ اور بالآخر انہیں چین وسکون اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں نصیب ہوا اور پھر اسلام لانے کی پاداش میں ہر تکلیف کو برداشت کیا مگر کوئی تکلیف بھی ان کے پاؤں کو متزلزل نہیں کر سکی۔ **درحقیقت ان نو مسلم بھائیوں کی یہ داستانِ ایمان ہم جیسے خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے جھنجھوڑتی اور ہماری حقیقت کو آئینہ دکھاتی ہے اور بلاشبہ بعض مرتبہ اپنے اوپر شک گذرنے لگتا ہے کہ ہم مسلمان بھی ہیں یا نہیں۔**

اس لئے کتاب کی خوبیوں کا اندازہ تو صرف پڑھنے ہی سے ہوگا کتاب ہر خاص وعام کے پڑھنے کی ہے خصوصاً دعوتی کام کرنے والوں کے لئے تو بہت ہی اہم ہے کیونکہ اس سے نیا عزم وحوصلہ ملے گا نئی راہیں کھلیں گی اور دعوتی کام میں آنے والی ہر تکلیف کو برداشت کرنا آسان ہو جائے گا۔

(ماخوذ از ماہنامہ مظاہر علوم جنوری ۲۰۱۰ء ص ۴۷)

آغاز سخن

آیئے عہدِ وفا تازہ کریں

زمین وآسمان کے مالک جس نے اس پوری کائنات کو اپنے حکم سے پیدا فرمایا اس کو خوبصورتی عطا کی اور اپنی ان گنت مخلوقات سے اس کو آباد کیا، اس نے اس پوری کائنات کو اپنے تعارف، پہچان اور شناخت کا ذریعہ بنا دیا، اسی نے اس کی حکمرانی، پاسبانی اور نگرانی کے بطور انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس عالم میں اپنا نائب بنایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (ترجمہ: میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں) اور حضرت انسان کی رہنمائی اور رہبری اور رشد وہدایت کی راہ پر لانے کے لئے نبیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری فرمایا جو حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر آکر ختم ہوا تا کہ یہ انسان وہ عہد الست بھول نہ جائے جو اس نے عالم بالا میں اپنے پروردگار سے کیا تھا، اللہ کے یہ برگزیدہ بندے اپنے اپنے دور میں قوموں، قبیلوں اور خاندانوں میں بھیجے گئے اور دین کا، ایمان کا، اخلاق کا، انسانیت کا سبق بھٹکے ہوئے انسانوں کو دیتے رہے اور اخیر میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کارزار عالم میں اس سلسلہ کی آخری کڑی بن کر تشریف لائے اور دنیا کے باطل ایوانوں میں توحید خداوندی کی ایک پراثر آواز سے لرزہ پیدا کر دیا اور انسان کو انسانیت کا وہ سبق جو اس نے بھلا دیا تھا پوری قوت، طاقت، ہمت اور قربانی کے ساتھ یاد دلایا آپ ﷺ کی یہ آواز کہ "اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہہ دو کامیاب ہو جاؤ گے" مکہ کے ایک حجر پہاڑ کی چوٹی سے بلند ہوئی اور پورے عالم میں پھیل گئی آپ ﷺ اپنے ساتھ خدا کی طرف سے ایسا دستور العمل اور قانون وشریعت لیکر آئے جو انسانی فطرت کا ہمراز اور دمساز تھا، زمین وآسمان نے کبھی اتنے موثر اور ہمہ گیر قانون کا تجربہ نہیں کیا تھا، لہٰذا باطل کے

سارے نظام ان کے نظام کے سامنے فیل ہو گئے اور قرآنی تعلیمات، اس کی آیات اور نشانات کے ذریعے انسان نے انسانیت کا ایسا سویرا دیکھا جس میں ساری تاریکیاں کافور ہو گئیں۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورہ الصف آیت:۹) ترجمہ: وہی ہے جس نے ہدایت اور سچا دین دیکر اپنے رسول ﷺ کو بھیجا تاکہ دین کے تمام بناوٹی شکلوں پر اس سچے دین کو غالب کر دے چاہے مشرک لوگ کتنا ہی برا مانتے رہ جائیں' یہ لازوال ابدی ہدایت کا سرچشمہ وہ قرآن مجید ہے جس کے بارے میں خود اسکے بھیجنے والے نے یہ کہا'' یہ ایک پیغام ہے تمام انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا اس لئے کہ ان کو اس کے ذریعے خبردار کیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس ایک ہی ہے۔''

محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے صرف رہبر انسانیت ہی بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ان کو شرافت اور زندگی کے لئے صلاح وفلاح اور صفات حسنہ کا نمونہ بھی بنا کر بھیجا مزید یہ کہ انسانیت کو راہ راست اور معیار اعلیٰ پر لانے کے لئے ایسی کاوش کے ساتھ بھیجا جس سے انسانوں کو جانوروں جیسی بے مہار زندگی سے نکل کر خیر و کامیابی کی زندگی میں داخل ہونے کی راہ ملی، رب العالمین نے اسی بنیاد پر ان کو رحمت للعالمین کی صفت عطا فرمائی، وہ امت جس کی طرف آپ بھیجے گئے اس کو بھی دعوت الی اللہ اور کلمہ توحید کو عام کرنے کے لئے ایسے مکلف بنایا گیا کہ جس کے کرنے پر ہی اسکی خیر و فلاح اور کامیابی و کامرانی کو مقدر کیا گیا، كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ... الخ، لہٰذا تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امت نے جب جب دعوت کی ذمہ داری کو پورا کیا وہ کامیاب رہی اور جب جب اس فریضہ سے غافل ہوئی امت ذلت و رسوائی سے دوچار ہوئی، انفرادی اعتبار سے ہو یا اجتماعی اعتبار سے جب جب پیاسی قوموں تک حق و صداقت کی بات اور کلمہ توحید کی دعوت پیش کی گئی، ایمان و اسلام کی بارشیں برسیں، نسیم ہدایت کے جھونکے چلے اور اسکے دامن میں سلگتی، سسکتی، تڑپتی، کراہتی

انسانیت نے راحت وآرام چین وسکون اور اطمینان کی سانس لی آج کے اس پُر آشوب دور میں بھی الحمد للہ جو لوگ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں سرفروشانہ جدوجہد کر رہے ہیں، خداوند عالم اپنے فضل اور ان کی محنتوں سے بھٹکتے انسانوں کو جادہ حق وصراط مستقیم سے ہم کنار کر رہا ہے لہذا ضروری ہے کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی تڑپ کڑھن سوز واضطراب اور انکا درد لیکر پوری انسانیت کو مخلوق پرستی کی لعنت سے نکال کر خالق سے جوڑنے اور کفر اور شرک کی بھول بھلیوں سے نکال کر توحید کی شاہ راہ پر لانے کی کوشش کریں، اسی کے ساتھ یہ موازنہ بھی کریں کہ اس فرض منصبی کو ادا کرتے میں ہم کہاں تک اپنی ذمہ داریوں کو نبھار ہے ہیں، اور جو واقعات آپ ﷺ کی زندگی میں پیش آئے ہمیں ان سے کہاں تک مناسبت ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اس ذمہ داری کو پس پشت ڈال دیا کہیں ایسا تو نہیں کہ دھکے کھا کھا کر جس پیغام کو رسول اللہ ﷺ نے ہم تک پہنچایا تھا اسے ہم دھکے دے دے کر اپنے گھروں سے نکال رہے ہیں کیا کسی کو کفر وشرک کی حالت میں دیکھ کر ہمارا دل بے چین ہوتا ہے، کیا کسی کو کفر کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے دیکھ کر ہماری آنکھیں نم ہوتی ہیں، کیا طائف کے واقعہ کی کوئی جھلک ہماری زندگی میں پیش آئی کیا خواب میں بھی دعوت کے لئے کسی گھاٹی میں نظر بندی کی سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے، پھر ہم کیسے آپ کے امتی ہیں امت کے کندھوں پر ڈالی گئی ان آفاقی ذمہ داریوں کا تقاضہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے فرض منصبی کو سمجھیں اور ایک لمحہ ضائع کیے بغیر دعوت الی الایمان کے لئے متحرک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد کو وفا کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں اور امت کی زبوں حالی پستی و ذلت کا علاج اسی نسخہ شفاء سے کریں جسے رسول اللہ ﷺ نے امت کے ہر فرد کے ہاتھوں میں دیا تھا، اللہ ہم سب کو اپنا فرض منصبی ادا کرنے کی توفیق دے،

محمد روشن شاہ قاسمی

(۲۱) آشرم میں لڑکی کی شرم اور اسلام

ایک خوش قسمت نومسلمہ آمنہ ﴿انجو دیوی﴾ سے ملاقات

میرے حضرت جی (مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی) کی تقریر میں نے سنی، کہ اللہ نے ہدایت اتار دی، ہر کچے پکے گھر میں اسلام کو داخل کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے اب اگر مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری نہ نبھائی تو اللہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مسلمانوں کے محتاج نہیں ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ رشی کیش کے گڑھ سے مجھے ہدایت ملنا اس کی طرف سے مسلمانوں کو تنبیہ ہے کہ تمہیں اپنے داعیانہ منصب پر کھڑا ہو جانا چاہئے۔

سدرۃ ذات الفیضین

سدرۃ ذات الفیضین : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آمنہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : بہن آمنہ! اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا کرشمہ ہے کہ اللہ نے آپ کو بت پرستی کے گڑھ میں اپنی شان ہدایت دکھا کر ہدایت عطا فرمائی، آپ سے ملاقات کا بہت اشتیاق تھا، آپ کو دیکھ کر اور مل کر بہت خوشی ہوئی، ابی آج کل اپنی تقریروں میں آپ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔

جواب : (روتے ہوئے) سدرہ بہن! بلاشبہ میرے کریم رب کیسے کریم ہیں، کہ مجھے کس طرح دردر کی پوجا کی ذلت سے نکال کر اپنے در پر لگا لیا، بس آپ دعا کیجئے کہ مرتے دم تک اللہ ہمیں ایمان پر رکھے اور مجھ سے راضی رہے۔

سوال : ابی نے آپ کو یہاں، خاص طور پر بلایا ہے تا کہ میں ارمغان کے لئے

آپ سے کچھ باتیں کروں، ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ''ارمغان'' نکلتا ہے اس میں چند سالوں سے اسلام قبول کرنے والے لوگوں کے انٹرویو شائع کئے جا رہے ہیں، ادھر کچھ روز سے مردوں کے انٹرویو ہی چھپ رہے ہیں، اس لئے ابی نے آپ کو خاص طور پر بلایا ہے، آپ سے مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں، عام طور پر اسماء باجی یہ انٹرویو لیتی ہیں، میں پہلی بار آپ سے انٹرویو لے رہی ہوں؟

جواب: مجھے بھی حضرت مولانا نے یہی بتایا ہے، آپ بتائیں کہ میں کیا بتاؤں؟

سوال: سب سے پہلے آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب: پوری دنیا میں شرک و بت پرستی کے سب سے بڑے ملک کے، سب سے بڑے شرک و بت پرستی کے مرکز رشی کیش میں، میں پیدا ہوئی، رشی کیش میں چار بڑے آشرموں میں سے ایک، بڑے آشرم کے ذمہ دار میرے پتا جی (والد صاحب) ہیں جو بہت مشہور ہیں اور ہندوستان کے بڑے پنڈت جانے جاتے ہیں، میں ۲۰/ اپریل ۱۹۸۵ء کو رشی کیش میں پیدا ہوئی میرا نام میرے گھر والوں نے انجو دیوی رکھا، میرے ایک بڑے بھائی اور بڑی بہن ہے، ابتدائی تعلیم رشی کیش کے ایک انگلش میڈیم اسکول میں ہوئی، جو ہمارے پتا جی کی ٹرسٹ چلا رہی ہے، میں نے ہائی اسکول کے بعد سائنس سے انٹر میڈیٹ اس کے بعد بی ایس سی کیا، اس سال ایم ایس سی کر رہی ہوں

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: بہن کیا بتاؤں، میرا رب جس کی شان ہدایت نے مجھے اپنی گود میں اٹھالیا، اس کی شان یہ ہے کہ روز رات کے اندھیرے سے دن کو نکالتا ہے ایسے ہی میری زندگی کو بھی بت پرستی کے اندھیرے سے اس رب کریم نے ایمان کے اجالے میں نکالا، ہمارے آشرم میں ایک گھناؤنا حادثہ پیش آیا، ایک ہندو بہن اپنی جوان بچی کے ساتھ

پوجا کے لئے گئی، ایک سادھو جو ابھی چند مہینوں سے وہاں رہتا ہے، نے ان کو کچھ دینے کے بہانے سے بلا کر اپنے ساتھی کے ساتھ ان دونوں سے منہ کالا کیا، بعد میں بات کھل گئی پورے آشرم میں چرچا ہوا، مجھے بھی معلوم ہوا، میں نے اپنے پتاجی سے کہا کہ اس آشرم کو ان تمام سادھوؤں کے ساتھ آگ لگا دینی چاہئے بلکہ آپ کو اور ہم کو سب کو سزا کے طور پر جل جانا چاہئے کہ آشرم کے ذمہ دار آپ ہیں، اس کی وجہ سے مجھے آشرم سے نفرت ہوگئی اور پوجا کے لئے جانا بند کر دیا، ایک رات میں سوئی تو خواب دیکھا کہ میں آشرم میں پوجا کے لئے گئی تو میرے پیچھے دو سادھو لگ گئے، وہ مجھے پکڑ کر اپنے کمرے میں لے جانے لگے، میں کسی طرح چھوٹ کر بھاگی، وہ بھی میرے پیچھے دوڑے، میں دوڑتی رہی، بیسوں میل تک وہ بھی میرے پیچھے مجھے پکڑنے کے لئے دوڑتے رہے، ان سب میں سے ایک جو مہاراج کہلاتے ہیں پچاس سال کی عمر کے باوجود میرے پیچھے دوڑ رہے ہیں، میں تھک کر ہلکان ہو رہی ہوں اور خیال آیا کہ بس اب میری ہمت جواب دے چکی ہے یہ مجھے ضرور پکڑ لیں گے اور میری عزت جائے گی، عین اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی مسجد کے دروازے پر ایک مولانا چشمہ اور ٹوپی لگائے کھڑے ہیں اور بولے بیٹا رکو! ادھر آجاؤ، یہاں مسجد کے اندر آجاؤ، میں جان بچا کر مسجد کے اندر داخل ہوگئی فوراً انھوں نے دروازہ بند کر دیا اور بڑی محبت سے بولے بیٹا اب یہ تمھارا گھر ہے، یہاں تمھیں کوئی بری آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا میری آنکھ کھل گئی میری عجیب سی کیفیت تھی، رات کے تین بج رہے تھے، اس کے بعد صبح تک میری آنکھ نہیں لگی، مجھ پر اس خواب کا ایسا اثر تھا، جیسے یہ واقعہ میرے ساتھ جاگتے میں ہوا ہو، عجیب بے تابی سی مجھ پر سوار تھی، دن میں دس بجے میرے دل میں خیال آیا کہ ان پنڈتوں سے میری عزت بچنے والی نہیں، مجھے مولویوں کو تلاش کرنا چاہئے، شاید اسلام میں میری عزت بچے گی، میں نے اپنے آپ کو سمجھایا کہ یہ

سپنا(خواب) تھا کوئی حقیقت تو نہیں تھی، مگر جیسے اندر سے مجھے کوئی جھنجھوڑ رہا تھا، یہ خواب تھا مگر سو سچائیوں کا سچا، اس کشمکش میں میرے دل میں خیال آیا کہ میں اپنے موبائیل سے ایسے ہی فون ملاؤں، اگر وہ فون کسی مسلمان کے فون پر مل گیا تو میں سمجھوں گی کہ اسلام میں میری عزت بچے گی مجھے مسلمان ہوجانا چاہئے، اور اگر فون کسی ہندو کا ملا تو میں سمجھوں گی کہ یہ خواب ہے۔ میں نے ویسے ہی من من میں اپنے مالک سے پرارتھنا (دعا) کی ،میرے مالک! میرے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردے، یہ دعا کرکے میں نے فون ملایا، گھنٹی بجی تو میں نے پوچھا کہ آپ کون صاحب بول رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں محمود بول رہا ہوں۔ میں نے کہا: کہاں سے بول رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: مظفر نگر ضلع کے فلاں گاؤں سے بول رہا ہوں میں نے کہا: مجھے مسلمان ہونا ہے۔ وہ بولے: مسلمان کیوں ہونا چاہتی ہو؟ میں نے کہا کہ اسلام سچا دھرم ہے اور اسلام ہی میں ایک لڑکی کی عزت بچ سکتی ہے۔ وہ بولے: تم کہاں سے بول رہی ہو؟ میں نے کہا رشی کیش سے، انھوں نے بتایا کہ مسلمان ہونے کے لئے آپ کو پھلت ہمارے حضرت کے پاس جانا ہوگا ان کا نام مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب ہے، پھلت ضلع مظفر نگر میں کھتولی کے پاس گاؤں ہے، میں ان کا فون نمبر آپ کو دے دوں گا، میں نے کہا دے دیجئے، انھوں نے کہا کہ ابھی میرے پاس نہیں ہے، ایک گھنٹہ بعد تم فون کرلینا میں تلاش کرلوں گا، میں نے ان سے کہا کہ میں اگر اسلام قبول کروں گی تو میرے گھر والے تو مجھے نہیں رکھ سکتے، میں پھر کہاں رہوں گی؟ انھوں نے کہا: میرا ایک بڑا بیٹا تو ایکسیڈینٹ میں انتقال کرگیا ہے، میرا ایک لڑکا ہے جس کی عمر ابھی پندرہ سال ہے، اگر تو مسلمان ہوگئی تو میں تمہاری اس سے شادی کردوں گا اور تم میرے گھر میں رہنا۔ میں نے کہا کہ وعدہ یاد رکھنا۔ انھوں نے کہا کہ یاد رہے گا۔ مجھے بے چینی تھی، مجھے ایک گھنٹہ انتظار کرنا مشکل ہوگیا، پچاس منٹ کے بعد میں نے فون کیا، مگر

ان کو مولانا کا فون نہ مل سکا، اس کے بعد گھنٹہ آدھ گھنٹہ بعد ان کو فون کرتی رہی اور معذرت بھی کرتی رہی کہ آپ کو پریشان کر دیا مگر مجھ سے بغیر اسلام کے رہا نہیں جاتا، انہوں نے کہا کہ صبح کو میں خود تمہیں فون کروں گا۔ بڑی مشکل سے صبح ہوئی نو بجے تک میں انتظار کرتی رہی، نو بجے کے بعد میں نے پھر فون کیا فون اب بھی نہ ملا تھا، انہوں نے بتایا کہ میں نے آدمی بھیجا ہے بڈولی، وہ وہاں سے فون نمبر لے کر آئے گا، ساڑھے گیارہ بجے فون ملا، میں نے فون نمبر لے کر مولانا صاحب کو فون کیا، فون کی گھنٹی بجی، مولانا صاحب نے فون اٹھاتے ہی کہا: السلام علیکم، میں نے کہا: جی سلام، کیا آپ مولانا کلیم ہی بول رہے ہیں؟ انہوں نے کہا جی کلیم بول رہا ہوں، میں نے کہا کہ مجھے مسلمان ہونا ہے، مولانا صاحب نے کہا آپ کہاں سے بول رہی ہیں؟ میں نے کہا رشی کیش سے، مولانا نے کہا کہ آپ کیسے آئیں گی؟ میں نے کہا، اکیلے ہی آوں گی، مولانا نے کہا، فون پر ہی آپ کلمہ پڑھ لیجئے، انہوں نے کہا کہ فون پر بھی مسلمان ہو سکتے ہیں، کہا کہ ہاں کیوں نہیں ہو سکتے، بس اپنے مالک کے لئے جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے اس کو حاضر ناظر جان کر سچے دل سے کلمہ پڑھ لیجئے کہ اب میں مسلمان بن کر قرآن اور اسکے سچے نبی کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق زندگی گذاروں گی، میں نے کہا، پڑھائیے! مولانا صاحب نے کلمہ پڑھایا اور کہا کہ اب ہندی میں اس کا ارتھ (ترجمہ) بھی کہہ لیجئے، ابھی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ میرے فون میں پیسے ختم ہو گئے اور بات کٹ گئی، میں جلدی سے بازار گئی اور فون میں پیسے ڈلوائے، مگر اس کے بعد مولانا صاحب کا فون نہیں مل سکا، میں بہت تلملاتی رہی اور اپنے کو کوستی رہی کہ ”انجو' تیرے من میں ضرور کوئی کھوٹ ہے، تبھی تو تیرا ایمان ادھورا رہا، میں اپنے مالک سے دعا کرتی رہی، میرے سچے مالک! آپ نے کہاں اندھیرے میں میرے لیے ایمان کا نور نکالا، میں تو گندی ہوں، میں ایمان کے لائق کہاں ہوں، مگر آپ تو داتا ہیں جس کو چاہیں

بھیک دے سکتے ہیں، تیسرے روز میں نے آنکھ بند کر کے رو رو کر دعا کی اور فون ملایا تو فون مل گیا، میں بہت خوش ہوئی میں نے کہا مولانا صاحب میری گندی آتما کی وجہ سے میرا ایمان ادھورا رہ گیا تھا، فون میں پیسے ختم ہو گئے تھے، اس کے بعد لگاتار آپ کو فون کر رہی ہوں مگر ملتا نہیں، مولانا صاحب نے بڑے پیار سے کہا بیٹا آپ کا ایمان بالکل پورا ہو گیا تھا، میں خود سوچ رہا تھا کہ میں ادھر سے فون ملاؤں مگر میں اس وقت نوئیڈا میں ایک پروگرام میں جا رہا تھا، ہمارے ساتھی ایک بات کر رہے تھے اس کی وجہ سے میں فون نہ کر سکا، پھر ایسی مصروفیت رہی کہ فون بس برائے نام کھولا، میں نے کہا پھر بھی آپ مجھے دوبارہ کلمہ پڑھا دیجئے، فون دوبارہ کٹ گیا، میرا حال خراب ہو گیا، میری ہچکیاں بندھ گئیں، میں اپنے مالک سے فریاد کر رہی تھی میرے مالک کیا آج بھی میرا ایمان ادھورا ہی رہ جائے گا، کہ اچانک مولانا کا فون آیا، میں نے خوشی سے رسیو کیا، مولانا نے بتایا کہ میں نے فون کاٹ دیا تھا کہ پتہ نہیں کہ آج بھی تمہارے پاس فون میں پیسے ہوں گے کہ نہیں، اس لئے اپنی طرف سے فون کروں، کلمہ پڑھ لو، میں نے کلمہ پڑھا، ہندی میں عہد کیا اور پھر کفر و شرک اور سب گناہوں سے مجھے توبہ کرائی اور اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کا عہد کرایا، مولانا صاحب نے مجھ سے معلوم کیا کہ یہ فون نمبر آپ کو کس نے دیا ہے، میں نے کہا مظفر نگر کے فلاں گاؤں کے محمود صاحب نے، مولانا صاحب نے پوچھا کہ اب تم کیا کرو گی؟ میں نے کہا کہ میں نے سب سوچ لیا ہے اور محمود صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ سب میری ذمہ داری سنبھالیں گے، مولانا صاحب نے مجھے دعائیں دیں اور کہا، کوئی مشکل ہو تو جب چاہے مجھے فون کر لینا۔

سوال: اس کے بعد آپ نے کیا کیا؟

جواب: میں نے محمود صاحب کو جو اَب میرے ابا ہیں، ان کو فون کیا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، انھوں نے معلوم کیا کیسے؟ میں نے کہا حضرت صاحب نے مجھے فون

پر کلمہ پڑھوایا اور بتایا کہ فون پر اور سامنے کلمہ پڑھنے میں کوئی فرق نہیں ہے، میں نے ابا جی سے کہا کہ اب میں رشی کیش میں نہیں رہ سکتی، ابا جی نے مجھ سے کہا کہ بیٹی نہ تم نے ہمیں دیکھا، نہ ہم نے تمہیں دیکھا، تم کون ہو؟ تمہارے باپ کیا کرتے ہیں؟ میں نے کہا میرے پتا جی کا بہت بڑا آشرم ہے اور میں ایم ایس سی کر رہی ہوں۔ ابا جی نے کہا کہ بیٹی تم ایسے بڑے گھرانے کی لڑکی ہو، میں تو بالکل غریب آدمی ہوں۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے یہاں آکر مزدوری کر کے گذارہ کرلوں گی، انھوں نے کہا: میرا لڑکا پندرہ سال کا ہے، وہ ابھی کچھ نہیں کرتا، میں نے کہا میں اسے پال کر پرورش کرلوں گی، انہوں نے کہا کہ تم گوشت کھاتی ہو؟ میں نے کہا گوشت سے مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے، مگر میں گوشت کھانے لگوں گی، انہوں نے کہا کہ میری مرغے کی دکان ہے، 100 روپئے کماتا ہوں اور میں قصائی ہوں، تم کیسے ہمارے یہاں رہوگی؟ میں نے کہا کہ میں بھی قصائی بن جاوں گی، میں نے کہا کہ بیٹی تو ایسے بڑے گھرانے کی بچی ہے تو کیسے ہمارے یہاں گذارا کرے گی؟ پوری زندگی گزارنا دو چار دن کی بات نہیں ہے، میں نے کہا وعدہ توڑنا اسلام میں کعبہ کو ڈھا دینا ہے، انہوں نے کہا کہ ہم حضرت سے مشورہ کر کے پھر تمہیں بتائیں گے۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: ابا جی نے حضرت صاحب کو فون کیا کہ بہت ضروری ملنا ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ لگا تار سفر میں ہوں، بمشکل ابھی دو ہفتہ آنا نہیں ہوگا، انہوں نے کہا کہ بمبئی بھی ہوگے تو میں وہیں آجاؤں گا مجھے بہت ضروری ملنا ہے، حضرت صاحب نے کہا آپ کے قریب کاندھلہ کے قریب ایک گاؤں رٹھوڑہ ہے، وہاں آجانا، ابا جی وہاں پہنچے مولانا صاحب کو پورا ماجرا بتایا، حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں آپ اس لڑکی کو لے کر آیئے اور آپ کو پورے گھرانے کو جان دینی پڑے تو

ایسی سچی مومنہ کی ایمان کی حفاظت کرنا چاہئے اور ان سے کہا کہ میرا نام بھی آمنہ رکھنا اور شادی کی قانونی کارروائی اور وکیلوں کے پتے وغیرہ دیئے، میرے لیے شرک کے ماحول میں منٹ مہینے سے لگ رہے تھے، مجھ سے رہا نہیں گیا اور دو روز بعد میں خود اکیلی پتہ معلوم کرکے ابا جی کے گھر پہنچ گئی، دو روز میں وہاں رہی، اس کے بعد وہ مجھے لے کر میرٹھ گئے اور راستہ میں پھلت حضرت صاحب سے مل کر جانا طے ہوا، میری خوش قسمتی تھی کہ حضرت صاحب پھلت میں تھے، سدرہ بہن! میں بیان نہیں کرسکتی کہ حضرت صاحب کو دیکھ کر میرا کیا حال ہوا، میں حضرت صاحب سے بچوں کی طرح چمٹ گئی، میں نے حضرت صاحب کو دیکھا خواب میں مسجد میں جن صاحب نے میری ان سادھوؤں سے جان بچائی تھی وہ چشمہ اور ٹوپی لگائے مولانا صاحب، مولانا کلیم ہی تھے، میں بے اختیار بول اٹھی: آپ ہی تھے، آپ ہی تھے، میں انہیں دیکھ کر ایسی جذباتی ہوگئی، یہ بھی خیال نہیں رہا کہ پہلی بار ایک انجانے مرد سے میں جوانی میں مل رہی ہوں۔ مجھے ایسا لگا جیسے کوئی بچی اپنی ماں سے مل رہی ہو، میرٹھ میں نکاح اور قبول ایمان کی قانونی کارروائی پوری کرا کے ہم گاؤں پہنچے، ایک مہینہ میں میں نے نماز یاد کی، روزانہ فضائل اعمال پڑھتی، گھر کے لوگ مجھ سے بہت محبت کرتے، گاؤں کی عورتیں میرے ساتھ رہتیں۔

ہمارے ابا جی کے ایک رشتہ دار کی ہمارے ابا جی سے بہت لڑائی ہے انہیں معلوم ہوگیا، انہوں نے تھانے میں شکایت کردی کہ یہ لوگ رشی کیش سے ایک لڑکی کو اغوا کرلائے ہیں، تھانے نے رشی کیش رابطہ کیا، وہاں پر ایف آئی آر لکھی ہوئی تھی، رشی کیش پولیس آگئی، اور مقامی پولیس کے ساتھ دس بجے مجھے اور میرے ابا جی کو اٹھا کر لے گئی، جیپ میں، میں اور ابا جی بیٹھے تھے، میں نے ابا جی سے کہا، میں ڈرائیور کو آواز دیتی ہوں، جیسے یہ گاڑی ہلکی ہو آپ فوراً کود جانا، ابا جی نے کہا تمہارا کیا ہوگا؟ میں نے کہا اللہ پر بھروسہ

رکھنے ، میرے اللہ مجھے میرے گھر بھیج دیں گے، میں نے ڈرائیور کو آواز دی، ڈرائیور صاحب! ذرا رکئے، گاڑی ذرا ساٹھ کلومیٹر پر آئی تو اباجی کود گئے، گرے اور چوٹ لگی، پیچھے سے گاؤں والے پتھراؤ کر رہے تھے، اس لئے پولیس نہیں رکی اور بھاگ گئی۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اسکے بعد میرے اللہ نے میرا ایمان بنایا، فضائل اعمال کے حکایات صحابہ کے قصے، میں نے سب پڑھ لئے تھے، ان کا مزہ لیا، میرے گھر والوں نے مجھے بہت سزائیں دیں اور لیڈیز پولیس نے مجھے بری طرح اذیتیں دیں اور مارا، میں نے ہر بار ان سے کہہ دیا، میرے جسم کی بوٹی بوٹی کرلو، تب بھی جو کلمہ اور ایمان روئیں روئیں اور خون کے قطرے قطرے میں بس گیا ہے وہ نکل نہیں سکتا، میرے جسم سے خون نکلتا دیکھ کر دیکھنے والے رونے لگتے، پیٹنے والے میرے حال کو دیکھ کر رونے لگتے مگر مجھے تکلیف کے بجائے مزہ آتا، مجھے لگتا جس اللہ کی محبت میں میں ستائی جارہی ہوں وہ مجھے دیکھ رہا ہے، وہ کتنا خوش ہو رہا ہوگا، میری ماں نے دو دفعہ میرا گلا گھونٹا، میرے بڑے بھائی مجھ پر بار بار چڑھتے، بس ایک میرے رشتہ کی خالہ تھیں جنہیں اللہ نے نرم کر دیا تھا، بار بار مجھے چھڑاتیں میری شادی کرنے کا پروگرام بنایا گیا، میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ شادی میری ہو چکی ہے، اب جس کی میں ہوں اس کے علاوہ مجھے کوئی چھو بھی نہیں سکتا، یہ مسلمان کی جان ہے کوئی آپ کے آشرم کے عیاشوں کی چاہت نہیں ہے، میں یہاں شرک میں ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی، یا مجھے ماردو یا مجھے جانے دو، اگر مجھے اس گھر میں رکھنا چاہتے ہو تو بس ایک راستہ ہے کہ گھر والے مسلمان ہو جائیں، مار مار کر لوگ تھک گئے اور ہار گئے، کئی بار مجھے زہر دینے کا پروگرام بنایا، ایک دو بار میرے اباجی کو بھی ہار کر فون کیا کہ اس کی لڑکی کو لے جاؤ، وہ آنے کی تیاری کرتے مگر پھر ان کو منع کر دیتے، ایک روز میرے پتاجی (والد صاحب)

نے اباجی کو فون کیا کہ ہم اس لڑکی کو رخصت تو کر دیتے مگر کس طرح کریں کہ آپ مسلمان اور ہم ہندو ہیں، اباجی نے کہا کہ اس کا علاج تو بہت آسان ہے کہ آپ مسلمان ہو جائیں، اور اگر آپ مسلمان ہو جائیں گے اور آپ لڑکی کو رخصت نہ کرنا چاہیں تو میں اپنا اکلوتا لڑکا رخصت کر کے آپ کو دے دوں گا وہ چپ ہو گئے۔

ایک روز میرے گھر والے مجھے مار رہے تھے، میری خالہ نے مجھے چھڑایا، جب سب لوگ چلے گئے تو میری خالہ نے کہا انجو تو جس مالک پر ایمان لائی ہے اگر وہ تجھے چاہتا ہے تو اس سے کہتی کیوں نہیں؟ کہ مجھے یہاں سے نکال لے، خالہ یہ کہہ کر چلی گئیں میں نے وضو کیا، کمرہ بند کیا اور دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھی اور خوب اپنے رب سے فریاد کی، میرے اللہ مجھے نہ کوئی شکایت ہے اور نہ کوئی شکوہ ہے، میرے لیے آپ کا یہ کرم کیا کم ہے کہ مجھ گندی کو شرک کی نگری میں ایمان نصیب کیا اور مجھ گندی کو اپنے نبی کے مظلوم صحابہ کی طرح مار کھانا نصیب ہوا، میرے اللہ آپ نے میرے لیے ساری تکلیفوں کو مسرت کی چیز بنا دیا، میں کہاں اور ایمان کہاں، مگر میرے اللہ میری خالہ یہ سوچیں گی کہ اس کا خدا اسے نہیں چاہتا ، یا وہ کچھ نہیں کرسکتا، میرے مولا! آپ مجھے میرے شوہر کے گھران کے ذریعہ پہنچا دے۔

سوال: پھر کیا ہوا؟

جواب: میرے پتاجی (والد صاحب) نے عاجز آکر آشرم کے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے مشورہ کیا کہ لڑکی ادھرم ہوگئی ہے، اب دھرم میں آسکتی، اب جتنا اس کو مارا جائے گا پورے رشی کیش میں رورو ہوگی، اس لئے اچھا ہے کہ اس کو اس کے شوہر کے گھر خاموشی سے پہنچا دیا جائے، میرے پتاجی نے میرے اباجی کو فون کیا، آپ ہم سے ڈر رہے ہو ہم آپ سے ڈر رہے ہیں، ہم دونوں ایک درمیان میں جگہ طے کریں وہاں ہم انجو کو لے کر آجائیں اور آپ وہاں آجائیں، سہارنپور طے ہوگیا، اباجی نے اپنے جاننے والے کا

پتہ دیا، اگلے روز صبح کو میرے پتاجی (والد صاحب) اور خالہ مجھے لے کر سہارنپور آگئے، ہمارے اباجی بھی آگئے اور خوشی خوشی ہم لوگ اپنے شوہر کے یہاں آگئے، میں نے اپنی خالہ سے کہا: خالہ! آپ نے دیکھا، ادھر میں نے اپنے اللہ سے کہا، ادھر اللہ نے میری سنی، خود میرے پتاجی کو مجبور کیا کہ مجھے پہنچادیں، کیا میری خالہ ایسے اللہ پر ایمان کے بغیر جینا اچھا ہے، میری خالہ بہت حیرت میں آگئیں، میں نے سہارنپور میں ان کو ایمان قبول کرنے کے لئے کہا وہ تیار ہوگئیں، چلتے چلتے میں نے ان کو کلمہ پڑھوایا۔

سوال: گاؤں میں پہنچ کر کیا ہوا؟

جواب: گاؤں والوں کو خبر ہوگئی تھی، پورا گاؤں استقبال کے لئے باہر آگیا، پورے گاؤں میں عید ہوگئی، اور اب میں خوشی خوشی رہ رہی ہوں، میں ملنے کے لئے ایک پروگرام میں حضرت صاحب کے یہاں آئی، حضرت صاحب نے مجھے پورے گاؤں کی عورتوں میں کام کے لئے کہا، الحمدللہ بہت سی مسلمان عورتیں جو پہلے نماز، روزے اور دین سے دور تھیں، وہ نماز کی پابند ہوگئیں، میرے اللہ کا کرم ہے، پانچ نماز کے علاوہ تہجد اور اکثر نفلی نمازیں پڑھنے لگیں، کوشش کرتی ہوں نفلی روزے بھی شروع کروں، قرآن شریف پڑھ رہی ہوں، میرے گھر والے مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔

سوال: گوشت آپ کھانے لگی ہیں؟

جواب: میرے اللہ نے گوشت حلال کیا ہے، میرے اللہ نے کھانوں کا سردار گوشت کو رکھا ہے، اب گوشت میرے لیے مرغوب غذا ہے، اسلام تو کہتے ہی اس کو ہیں کہ اپنے اللہ اور اس کے رسول کی پسند کو اپنی پسند بنالے، میرے اللہ کا کرم ہے مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ میرے نبی کو یہ پسند ہے، بس اب وہ مجھے پسند ہوجاتا ہے اور دل سے پسند ہوجاتا ہے، مجھے پہلے میٹھا اچھا نہیں لگتا تھا، اپنے اسکول کی لڑکیوں کے ساتھ مل کر اصل میں

کہ میرا ذائقہ بگڑ گیا تھا کہ میں میٹھا نہیں کھاتی تھی مگر مجھے معلوم ہوا کہ میرے نبی میٹھے کو پسند کرتے تھے بس اب مجھے میٹھا پسند ہو گیا اور اب مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میٹھا مجھے پہلے بھی پسند تھا۔

سوال: آپ کے گھر والوں سے آپ کا رابطہ ہے؟

جواب: میرے والد اور بہن کے فون آتے رہتے ہیں، انہوں نے آنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

سوال: ان کو آپ نے دعوت نہیں دی؟

جواب: ابھی ان کے لئے دعا کرنی شروع کی ہے، سچی بات یہ ہے کہ دعا بھی کی نہیں، بس ارادہ ہے ایک دعا جس کو دعا کہتے ہیں ہو جائے، تو پھر وہ ایمان میں ضرور آجائیں گے، اصل میں دعا بھی اللہ ہی کراتے ہیں، بس اللہ وہ دعا کروا دے اس کا انتظار کر رہی ہوں؟

سوال: آمنہ بہن! ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ پیغام آپ دیں گی؟

جواب: میرے حضرت جی کی تقریر میں نے سنی، کہ اللہ نے ہدایت اتار دی ہے، ہر کچے پکے گھر میں اسلام کو داخل کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے، اب اگر مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری نہ نبھائی تو اللہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مسلمانوں کے محتاج نہیں ہیں حضرت فرماتے ہیں کہ رشی کیش کے گڑھ سے مجھے ہدایت ملنا اس کی طرف سے مسلمانوں کو وارننگ ہے، اس سے پہلے کہ دوسرے راستوں سے ہدایت کا کام لیا جائے، مسلمانوں کو اپنے داعیانہ منصب پر کھڑا ہو جانا چاہئے۔

سوال: بہت بہت شکریہ ! آپ سے حالات سن کر ایمان تازہ ہو گیا۔

جواب: بہن! بس دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ موت تک ایمان پر ثابت قدم رکھے

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، جون ۲۰۰۸ء

۲۲ یا ھادی یا رحیم کا جاپ اور اسلام

جناب محمد نعیم صاحب (اتر پال سنگھ چوہان) سے ملاقات

مجھے ایسا لگتا ہے کہ اسلام پوری دنیا کی پیاس ہے، وہ لوگ جن کے پاس اسلام ہے اگر وہ اس کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو پیاسے ہیں تو وہ ایسی ہی محبت سے اسلام کو لیں گے، بلکہ پئیں گے جیسے پیاسا پانی پیتا ہے، مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ہم ان کو ان کی پیاس بجھانے کے بجائے مخالف سمجھتے ہیں، یہ بات اسلام سے میل نہیں کھاتی خدا کے لئے ہمیں پیاسوں پر ترس کھا کر ان کی پیاس بجھانی چاہئے، ان کی ناسمجھی پر برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دینا چاہئے،

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نعیم محمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ احمد صاحب

سوال: آپ خیریت سے ہیں نعیم صاحب؟

جواب: الحمد للہ! میرے اللہ کا شکر ہے بالکل خیریت سے ہوں۔

سوال: ابی کا فون آپ کے پاس آیا ہوگا، مجھے آپ کے پاس انھوں نے بھیجا ہے؟

جواب: جی حضرت کا فون آیا تھا، میں آپ کا انتظار کر رہا تھا، حضرت نے فرمایا کہ ارمغان میں انٹرویو چھپوانا چاہتے ہیں، میں نے کہا میرے لئے اس سے خوشی کی کیا بات ہوگی کہ دین کے کسی کام میں میرا حصہ ہو جائے، وہ بھی اپنے حضرت کے حکم کی تعمیل میں۔

سوال: تو بہتر ہے نعیم بھائی، اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب : میں اب سے ۵۰ رسال پہلے بہرائچ کے ایک راجپوت خاندان میں پیدا ہوا، میرے والد سرکاری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے، اسکول میں میں نے بہرائچ سے انٹر پاس کرنے کے بعد انجینئرنگ میں داخلہ لیا، دہلی میں جامعہ سے سِول میں بی ای کیا، اس کے بعد ڈی ڈی اے میں میری ملازمت لگ گئی مزاج گرم تھا، خاندانی مزاج زمین داری کا تھا، رشوت لینا دینا ہمارے پتاجی (والد) نے سب سے بڑا پاپ پڑھایا تھا، افسروں اور نیتاؤں سے جھگڑے ہوتے، اس لئے سسپنڈ (معطل) ہونا پڑا اور پھر ایک روز جھنجھلا کر ریزائن کر دیا، بعد میں ایک کنسٹرکشن کمپنی ایک صاحب کی پارٹنرشپ میں بنائی، پرائیویٹ ٹھیکے لے کر کام کئے، کام اچھا چلا، کام بڑھا تو ڈی ایل ایف کے کام لینے لگے، کئی بڑی کمپنیوں کے کام کئے، کام ذرا اور بڑھا تو ہم نے دہلی میں ایک شاپنگ مال کا ٹھیکہ لیا، اس میں اچھے نفع کی امید تھی، لیکن ساتھی کی نیت میں فرق آ گیا مالکوں نے بھی دھوکہ دیا اور اچانک پوری کمپنی خسارہ میں آ گئی، لوہے اور سیمنٹ کے بھاؤ بڑھنے نے اور جلتی پر آگ کا کام کیا، دہلی کے نو پلاٹ، سات فلیٹ بیچ کر نقصان پورا نہ ہوا، پھر مقدمہ عدالت میں شروع ہوا، گاڑی بھی بیچنی پڑی، ۲۵۰۰۰ روپے کی ایک کھٹارہ ماروتی خریدی، قرضداروں نے جینا دوبھر کر دیا، بس اچانک میرے مالک کو مجھ پر ترس آیا اور زندگی کے آخری اندھیرے سے ایمان کا نور پھوٹا اور اس کالے کلوٹے بندے کی زندگی میرے مالک نے روشن کر دی۔

سوال : اپنے اسلام قبول کرنے کا حال بتایئے؟

جواب : ۱۳ر اکتوبر کی تاریخ میری زندگی کی تاریک ترین تاریخ تھی، مجھے پولیس والے قرض والوں کے دباؤ میں اٹھا کر لے گئے اور میرے ساتھ میرے قرض والے نے ایسی بدتمیزی کی کہ میں بیان نہیں کر سکتا میں نے اپنے پندرہ سالہ بیٹے کے ساتھ بیوی اور

دونوں بچیوں کو، عزت بچانے کے لئے گھر بھیج دیا، ۱۴/اکتوبر کی صبح میں کچھ مقدموں کے لئے جامعہ نگر میں غفار منزل ایک وکیل سے مشورہ کیلئے صبح صبح پہنچا، ساڑھے نو بجے مشورہ کے بعد واپس ہو رہا تھا غفار منزل کے باہر جامعہ کی باؤنڈری کے پاس میں اکیلا گاڑی سے جا رہا تھا تو آپ کے والد پیدل سڑک کی طرف جا رہے تھے، میں نے ان کو دیکھا تو لگا کہ وہ کوئی دھارمک آدمی ہیں، مجھے خیال ہوا کہ پیدل جا رہے ہیں کیوں نہ میں ان کو گاڑی میں بٹھا لوں، شاید یہ مجھے کوئی اپائے (علاج) بتا دیں، میں نے گاڑی روکی، میں نے کہا آیئے، سڑک تک باہر میں آپ کو چھوڑ دوں! حضرت نے کہا: نہیں بہت بہت شکریہ، اصل میں، میں آج صبح مارننگ واک نہیں کر سکا تھا اس لئے پیدل جا رہا ہوں، میں نے کہا: ہمیں کچھ سیوا کا موقع مل جائے گا آیئے پلیز بیٹھ جایئے، وہ میرے ساتھ برابر کی سیٹ پر بیٹھ گئے، میں نے ان سے معلوم کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا مجھے بٹلہ ہاؤس خلیل اللہ مسجد کے پاس جانا ہے۔ جامعہ کے باہر مین روڈ پر پہنچ کر انھوں نے اترنا چاہا میرا دل چاہا کہ میں کچھ اور وقت ان کے ساتھ گزار دوں، میں نے کہا پانچ منٹ کی بات ہے میں آپ کو بٹلہ ہاؤس پہنچا دوں گا، وہ منع کرتے رہے مگر میں نے گاڑی نہ روکی، انھوں نے میرا نام معلوم کیا: میں نے بتایا اتر پال سنگھ چوہان میرا نام ہے، میرا نام معلوم ہونے پر انھوں نے میرا بہت شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ آپ نے میرے ساتھ محض انسانی ہمدردی میں احسان کیا ہے، مجھے بہت اچھا لگا، دل میں آتا ہے اس جیون اور اس کے بعد آنے والے جیون میں کام آنے والا ایک تحفہ آپ کو دوں، وہ مالک سنسار کو چلانے والا اور بنانے والا ہے اس کے اچھے اچھے نام ہیں ان ناموں میں سے دو نام ہیں یا ھادی اور یا رحیم، ہادی کے معنی ہیں منزل تک پہنچانے والا، رحیم کے معنی ہیں سب سے زیادہ دیا اور رحم کرنے والا، صبح اٹھ کر اشنان کرنے یا منھ دھونے کلی کرنے کے بعد یہ خیال کر کے

کہ میں اپنے مالک کو یاد کر رہا ہوں سو بار یا ھادی سو بار یا رحیم پڑھ لیا کریں اور پھر کاروبار کی فیملی کی یا کسی طرح کی کوئی مشکل ہو اپنی مالک سے سیدھے کہیں (دعا کریں) انشاء اللہ فوراً مشکل حل ہوگی، یہ مالک کی ہاٹ میل لائن، فون لائن میں نے آپ کو بتا دی، میں نے کہا میاں صاحب میں آج کل بہت پریشان ہوں شاید آپ میری مشکل سنیں تو آپ رو پڑیں، یہ کہہ کر میرے آنسو نکل گئے، حضرت نے کہا بس مجھ سے کہہ کر اور سنا کر کیا کریں گے ہم سب مشکلوں میں گھرے ہیں، جو خود مشکل میں پھنسا ہو اس کو سنانے سے کیا فائدہ؟ بس آپ یہ پڑھ کر اپنے اس اکیلے مالک کو سنائیں، جس کو سنا کر نہ کبھی ذلت ہوگی نہ شرمندگی اور جس کے بس میں سب کچھ ہے، بس اس جاپ کا ایک پرہیز ہے اس اکیلے کے علاوہ کسی اور کی پوجا، کسی اور کے آگے سر نہ جھکائیں، ہاتھ نہ جوڑیں، نہ کسی پیر کے، نہ دیوی کے نہ دیوتا کے، اچھا ہے کہ گھر میں اگر مورتیاں ہوں تو ان کو گھر سے باہر پہنچا دیں، میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور رخصت کے لئے ہاتھ جوڑے، وہ بولے: بس یہی تو بد پرہیزی ہے اور پرہیز علاج کے لئے دوا اور غذا سے زیادہ ضروری ہے، میں نے سوری کہہ کر معذرت کی۔

اگلے روز صبح کو میں نے اشنان (غسل) کیا اور آنکھیں بند کر کے سو بار یا ہادی اور سو بار یا رحیم پڑھا، مولانا احمد صاحب! میں بیان نہیں کر سکتا مجھے کیسا محسوس ہوا، مجھے ایسا لگا جیسے میرا مالک میرے سامنے ہے، میں نے پوری دکھ بھری داستان اس کو سنائی اور دعا کی، مالک آپ کو کیا سنانا، آپ تو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور آدھا گھنٹہ میں روتا رہا، مگر آدھا گھنٹے کے بعد اگرچہ میرے سارے حالات جوں کے توں تھے مگر میرے دل اور دماغ سے جیسے بوجھ اتر گیا اور ایسا لگا جیسے میں نے اپنا مقدمہ کسی دوسرے کے سپرد کر دیا ہو، قرض والے اس دن بھی آئے مگر انھوں نے میرے ساتھ شرافت سے بات کی، میرا

دل چاہا کہ شام کو بھی میں یہ پڑھوں مگر مجھے حضرت نے صرف ایک بار ہی بتایا تھا خیال ہوا مالک کا نام ہے چاہے جتنی بار لے لیکن خیال ہوا کہ حکیم کے بتانے طریقہ پر دوا استعمال کرنی چاہئے، حضرت صاحب کا نہ میں نے نام معلوم کیا نہ پتہ نہ فون نمبر، میں جامعہ نگر کی طرف گاڑی لے کر چلا، شام کو تین بجے سے رات تک اوکھلا اور اس کے آس پاس چکر لگا تا رہا، مگر حضرت صاحب نہ ملے، دن چھپنے کے بعد واپس آیا اور صبح کا انتظار کرتا رہا، صبح کو سویرے نہا کر پھر یا ہادی یا رحیم پڑھا، بہت ہی اچھا لگا ایک ہفتہ تک روزانہ پڑھتا رہا، بے اختیار دن بھر کبھی بھی یا ہادی یا رحیم زبان پر جاری ہو جاتا، تین دن کے بعد گھر سے ساری مورتیاں اٹھا کر مندر میں رکھ آیا، ۲۱/ اکتوبر کو شاپنگ مال کے مالک سے ایک مقدمے کا فیصلہ تھا مقدمہ ہائی کورٹ میں تھا، فیصلہ ہمارے حق میں ہو گیا اور عدالت نے پچاسی لاکھ روپے ایک مہینے کے اندر ادا کرنے کا حکم سنایا، میری خوشی کی کوئی حد نہ تھی، اس کے بعد میں ۲۲/ اکتوبر کو گرین پارک میں ایک پارٹی سے میٹنگ کے لئے پہنچا لوگ مسجد میں جا رہے تھے، میں نے سوچا کہ مسجد کے مولانا صاحب سے کچھ اور پڑھنے کو معلوم کروں یا ہادی یا رحیم زیادہ پڑھنے کی اجازت لوں، میں نے ایک صاحب سے معلوم کیا کہ مسجد کے مولانا سے میری ملاقات ہو سکتی ہے انھوں نے کہا آدھے گھنٹہ کے بعد نماز کے بعد آپ مل لیجئے، میں انتظار کرتا رہا، لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے تو ایک صاحب مجھے مولانا صاحب کے کمرے میں لے کر گئے، میں نے بتایا کہ ایک میاں صاحب نے مجھے یا ہادی یا رحیم بتایا تھا، اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا، اب میں کچھ زیادہ پڑھنا چاہتا ہوں کچھ ہوگا تو نہیں اگر میں سو سے زیادہ بار پڑھ لوں، انھوں نے کہا آپ پڑھ لیجئے اور انھوں نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ اوکھلا جا کر مولانا کلیم صاحب سے مل لیں وہ آپ کو زیادہ اچھی طرح بتا سکتے ہیں، میں نے ان سے معلوم کیا کہ ان کا پتہ کیا ہے، تو انھوں نے بتایا کہ بٹلہ ہاؤس کی

جامع مسجد کے امام صاحب سے جا کر معلوم کریں، وہیں پر ان کا دفتر ہے۔

میں وہیں سے بٹلہ ہاؤس گیا، امام صاحب نے بتایا کہ سامنے حضرت کا دفتر دارارقم ہے، وہاں پر کوئی ہوگا معلوم کرلیں، دارارقم گیا تو وہاں ایک حافظ صاحب ملے انھوں نے کہا، آپ خلیل اللہ مسجد کے پاس ان کا مکان ہے وہاں معلوم کرلیں، شاید حضرت تو سفر پر گئے ہیں، میں خلیل اللہ مسجد گیا کافی دیر کے بعد حضرت کا فلیٹ معلوم ہوا، وہاں گھر سے ایک بچے نے آکر بتایا کہ حضرت مدراس کے سفر پر گئے ہیں، ایک ہفتے کے بعد آئیں گے، میں نے گھر سے فون نمبر لیا، مسجد کے باہر گاڑی کھڑی کی، وہاں ایک ملاجی ٹھیلی پر کتابیں بیچ رہے تھے، خیال ہوا یہ اسلامی کتابیں بیچ رہے ہیں ان سے کتابیں لے لوں، میں نے ملاجی سے کہا، دعاؤں کی اچھی سی کتاب ہندی میں دے دو، انھوں نے دو چھوٹے چھوٹے سائز کی کتابیں ''مسنون دعائیں'' اور ''اللہ کے رسول کی دعائیں'' دکھائیں، میں نے دونوں خرید لیں، پھر خیال ہوا کوئی اچھی سی اسلامی بک بھی لے لوں، ان سے معلوم کیا تو انھوں نے ''اسلام کیا ہے؟'' اور ''جنت کی کنجی'' اور ''دوزخ کا کھٹکا'' ہندی میں دیدی، ان پانچ کتابوں کے ساتھ ملاجی نے ایک کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی کہ یہ کتاب ہم فری میں دیتے ہیں، آپ اس کو پڑھ کر اور سمجھ کر دعا پڑھیں گے تو زیادہ فائدہ ہوگا، میں نے کتاب پر نام دیکھا تو میں نے کہا: میں مولانا کلیم صاحب سے ملنے ہی یہاں آیا تھا، مگر وہ ملے نہیں، انھوں نے کہا ان کا ملنا بہت مشکل ہے مگر آپ ان سے ضرور ملیں آپ کو بہت اچھا لگے گا، کتابیں لے کر میں گھر گیا، موبائل پر مولانا صاحب سے فون کرنے کوشش کی، موبائل نہ مل سکا، میں نے رات کو آپ کی امانت سب سے پہلے پڑھی، کتاب ہاتھ میں لی، چھوٹی سی کتاب ہے ایک ایک لفظ جب تک پڑھ نہ لیا دل نہ بھرا، ایک بار پڑھ کر دوبارہ پڑھی، مجھے اس کتاب کو پڑھ کر

ایسا لگا کہ جیسے سخت پیاسے کو سیر ہو کر پانی مل گیا ہو،اب مجھے حضرت صاحب سے ملنے کا اور بھی شوق ہو گیا،فون پر خدا خدا کر کے چوتھے روز بات ہوئی آواز سن کر مجھے ایسا لگا کہ یہ صاحب کہیں وہ ہی تو نہیں جو گاڑی میں بیٹھ کر یا ہادی یا رحیم بتا رہے تھے،ان کی کتاب کے پیچھے یا ہادی یا رحیم لکھا تھا۔

چار روز کے بعد حضرت صاحب واپس آئے،نومبر کی چار تاریخ کو وہ دن آیا،جب ساڑھے دس بجے خلیل اللہ مسجد میں حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی،یہ دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ آپ کی امانت اور دوار ارقم والے مولانا کلیم وہی میاں صاحب ہیں جن کو میں نے غفار منزل کے باہر اپنی گاڑی میں بٹھایا تھا اور انھوں نے یا ہادی یا رحیم پڑھنے بتایا تھا،میں نے اپنے حالات بتائے اور ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا،مولانا صاحب نے پوچھا: آپ کی امانت پڑھ کر آپ نے کیا فیصلہ کیا؟ میں نے کہا اس کا ایک ایک حرف میری انتر آتما پر لکھا گیا ہے،حضرت نے کہا پھر آپ نے کلمہ پڑھا،میں نے کہا کتاب میں،تو میں نے پڑھ لیا ہے،اب آپ پڑھا دیں،مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا میرا نام نعیم محمد رکھا اور مجھے بتایا کہ زندگی کا ہر پل اس ہادی اور رحیم مالک کی مرضی سے گزارنا ہے،جس کے سامنے آدمی کو اپنا رونا رو کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے اپنا بوجھ اتار دیا۔

سوال: ماشاء اللہ،اللہ تعالی مبارک فرمائیں،اس کے بعد دین سیکھنے کا آپ نے کچھ سوچا؟

جواب: حضرت صاحب کے مشورے سے میں نے ایک مولانا صاحب کو ٹیوشن کے لئے طے کیا اور الحمد للہ نماز یاد کی اور اب قرآن شریف پڑھ رہا ہوں تیسرا پارہ میرا لگ گیا ہے،

سوال: کیا یہ تمام باتیں اپنے گھر والوں کو آپ نے بتادیں؟

جواب: الحمد للہ اس کے بعد تین مقدمے میرے حق میں ہو گئے میں نے دوبارہ

گھر خریدا گھر والوں کو بلایا، میرے ساتھ جوجھتے ہوئے میرے نئے حالات میرے گھر والوں کے لئے بہت اچھے لگے اور بس دو تین دنوں میں میرے تینوں بچے اور میری بیوی مسلمان ہوگئی، مولانا صاحب نے میری اہلیہ کا نام خدیجہ رکھا اور بیٹیوں کا نام آمنہ، فاطمہ اور بیٹے کا نام محمد عمر رکھا ہے۔

سوال: آپ نے کبھی اسلام کا مطالعہ بھی کیا یا نہیں؟

جواب: میرا خاندانی پس منظر بہت مذہبی تھا، بابری مسجد کی شہادت کے وقت اور بھی زیادہ اسلام مخالفت بڑھ گئی، ہمارے خاندان کے ایک پولیس ڈی آئی جی، مسلمان ہوکر حذیفہ بن گئے تھے اس کی وجہ سے خاندان میں اسلام اور مسلمانوں سے دوری بڑھ گئی تھی، میرا کاروبار بڑھا تو مذہبی اور قومی فریضہ سمجھ کر میں نے بہت سا پیسہ بجرنگ دل کو دیا، جامعہ میں بھی کچھ اس طرح کے مسلمان لوگوں سے میرا واسطہ رہا جن کی وجہ سے بظاہر بول چال پر تو اثر پڑا مگر اسلام اور مسلمانوں کی امیج کچھ اچھی نہ بنی، بلکہ ان لوگوں کی وجہ سے میں مسلمانوں سے کچھ دور ہی ہوا۔ اب اسلام اور اسلام والوں کے ساتھ میرا دوسرا ہی واسطہ تھا، میرے دل ودماغ کے پردے کھلتے چلے گئے، اسلام مخالفت مجھے، اسلام کو نہ سمجھنے کے علاوہ کچھ اور نہ لگی، اسلام میرے اندر کی ضرورت اور میرے اندر کی مایا تھی جو مجھے مل گئی، مجھے ایسے لگا جیسے میں اپنے نیچر اور اپنے گھر سے کھویا ہوا تھا، مجھے اپنا گھر مل گیا۔

سوال: اب آئندہ خاندان والوں تک اسلام پہنچانے کے بارے میں آپ نے کیا سوچا؟

جواب: الحمدللہ میں نے تین بار تین روز جماعت میں لگائے ہیں، میں نے مولانا صاحب سے کہا ہے کہ میں نئے سال سے ایک لاکھ روپے ماہانہ دین کو اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے لئے خرچ کرنا چاہتا ہوں، حضرت نے کہا کہ جان مال اپنا لگے، آپ اپنا

مال خود خرچ کریں یہ زیادہ بہتر ہے کہ آپ یہ مال کسی اور کو خرچ کرنے کے لئے دیں، تو میں نے حضرت کے مشورہ سے ایک 'آپ کی امانت سنٹر' کھولنے کا پروگرام بنایا ہے، اس کے لئے ایک فلیٹ خرید لیا ہے، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے ارادہ کو پورے کرادے۔

سوال: مسلمانوں اور ارمغان کے لئے آپ کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: چند ماہ کا مسلمان اس لائق کہاں کہ کچھ پیغام دے، البتہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اسلام پوری دنیا کی پیاس ہے، وہ لوگ جن کے پاس اسلام ہے اگر وہ اس کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو پیاسے ہیں تو وہ ایسی ہی محبت سے اسلام کو لیں گے، بلکہ پئیں گے جیسے پیاسا پانی پیتا ہے۔

مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ہم ان کو ان کی پیاس بجھانے کے بجائے مخالف سمجھتے ہیں، یہ بات اسلام سے میل نہیں کھاتی خدا کے لئے ہمیں پیاسوں پر ترس کھا کر ان کی پیاس بجھانی چاہئے، ان کی ناسمجھی پر برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دینا چاہئے۔

سوال: بہت بہت شکریہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب: شکریہ تو آپ کا، آپ نے آکر مجھے اس بھلے کام میں شامل کرلیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، فروری ۲۰۰۹ء

۲۳ کام کے نقصان سے میں مورتیوں سے بدظن ہوا

جناب رضوان احمد (راجن) سے ایک ملاقات

اس وقت پوری دنیا بقول ہمارے کلیم مولانا صدیقی صاحب کے، اسلام کی پیاس میں اس طرح لائن میں لگی ہے، جیسے گاؤں اور قصبوں میں لوگ راشن کی دکان پر مٹی کے تیل کے لئے لگے رہتے ہیں، کہ یہ لیٹر دو لیٹر تیل ان کی جھوپڑیوں اور کچے مکانوں میں روشنی کر دے گا، اسی طرح دل و دماغ کی اندھیری کوٹھریوں کو مسلمان داعیوں کے رحم و ترس کی ضرورت ہے، ہمیں انسانیت پر ترس کھا کر ان کی اندر کی اندھیاری کو ایمان و اسلام کی شمع جلا کر روشن کرنے کو اپنا مقصد سمجھنا چاہئے،

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

رضوان احمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : رضوان صاحب آپ خیریت سے ہیں، سفر میں آپ کو کچھ پریشانی تو نہیں ہوئی

جواب : الحمدللہ، بہت اچھا سفر رہا، پھلت آ کر تو مجھے سفر کی تکان کا احساس بھی نہیں رہا، اللہ کا شکر ہے اللہ تعالیٰ نے پھلت دکھا دیا، حضرت مولانا کلیم صاحب سے ملاقات ہوگئی اور خوب اطمینان کی ملاقات ہوگئی اور میرے دونوں نئے بھائیوں کی بھی ملاقات ہوگئی، مولانا صاحب بھی خوب خوش ہوئے بار بار گلے لگایا اور خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

سوال : اصل میں ابی نے ہی مجھے آپ کے پاس گھر سے بھیجا ہے کہ رضوان صاحب کو تھوڑی دیر میں ہی گھر جانا ہے، میں آپ سے انٹرویو لوں، ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین نکلتا ہے جس کا مقصد مسلمانوں میں دعوتی شعور پیدا کرنا ہے اس کے

لئے آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: ضرور کیجئے ابھی مولانا صاحب مجھے حکم کر گئے ہیں کہ میں احمد میاں کو بھیج رہا ہوں آپ ذرا ان سے بات کیجئے تا کہ آپ پر اللہ کی رحمت وہدایت کی کہانی لاکھوں لوگوں تک پہنچے اور پھر دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور ہمارے اور آپ کے حصہ میں ثواب آئے، آپ حکم کیجئے کہ میں کیا بتاؤں۔

سوال: آپ پہلے اپنا خاندانی تعارف کرائیے۔

جواب: میں بنارس کے ایک برہمن خاندان میں ۳ رجنوری ۱۹۵۹ء میں پیدا ہوا، میرے والد صاحب نے میرا نام راجن رکھا، ابتدائی تعلیم محلہ کے اسکول میں ہوئی اور بعد میں بی کام تک کئی کالجوں میں تعلیم حاصل کی، میرے والد صاحب شری سرجن کمار جی بھی پرانے زمانہ کے گریجویٹ تھے اور نائب تحصیل دار سے ریٹائرڈ ہوئے، وہ بڑے صاف گو آدمی ہیں، اس لئے افسروں سے نہیں بنی اس لئے نوکری میں پریشانیاں اٹھاتے رہے، میں نے بی کام کے بعد تجارت شروع کی شروع میں گارمنٹس کی بزنس کی، ایک کے بعد ایک کئی کام بدلے، پھر ایک دوست کے ساتھ گوا چلا گیا، وہاں پر کپڑے کی تجارت الحمدللہ سٹ ہو گئی، میری شادی الہ آباد کے اچھے گھرانے میں ہوئی، میرے خسر مغل سرائے میں جج ہیں، میری بیوی پوسٹ گریجویٹ ہے، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں، بڑے بیٹے کو بھی ایک دوکان کرادی ہے اور ہمارا خاندان اب گوا میں سٹ ہو گیا ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے۔

جواب: مولانا احمد صاحب میرا قبول اسلام اپنے بہت گندے بندے پر رحیم وکریم اور ہادی خدا کی رحمت کی نشانی ہے، میرے اللہ کے قربان جاؤں کہ کیسے برے کے لئے ہدایت بھیج دی، میں حیرت میں ہوں بس اللہ تو اللہ ہی ہے، اس کی شان کو کون سمجھ سکتا ہے

سوال: آپ کا واقعہ ابی نے بھی گھر میں بتایا تھا اس لئے مجھے اور بھی دلچسپی ہوگئی ہے کہ آپ کی زبانی سنوں؟

جواب: احمد! جنوری ۲۰۰۰ء میں مجھے تجارت میں کئی جگہ سے لاکھوں روپے کا نقصان ہوگیا ایک دو میرے کسٹمر دوکان بند کر کے فرار ہوگئے اور کئی طرح کے حادثات ہوگئے، میں بہت پریشان ہوا میرے دوستوں نے مشورہ دیا کہ مجھے ٹریڈنگ کرنی چاہئے، ایک خاکہ بنا کر دہلی اور لدھیانہ، مال کا سروے کرنے کے لئے سفر کا ارادہ کیا، ہم لوگ سناتن دھرم سے تعلق رکھتے تھے گھر میں شیو جی اور ہنومان کی مورتیاں رکھی تھیں، یوں تو پہلے بھی ان کی پوجا کرتے ہوئے دل میں آتا تھا کہ یہ مورتیاں جو مردہ ہیں یہ پوجا کے لائق نہیں مگر تجارت کے نقصان در نقصان نے مجھے اور بھی ان مورتیوں سے دور کر دیا، اس سفر پر جانے سے پہلے میرے دل میں آیا کہ ان بھگوانوں کی وجہ سے ہی ہمارے گھر میں نحوست آرہی ہے جتنی ہم ان کی پوجا کرتے ہیں نقصان زیادہ ہوتا ہے میں نے وہ دونوں مورتیاں اور گنیش کے فوٹو ندی میں ڈال کر ان کی پوجا بند کر کے خدا کو یاد کیا اور دعا کی: ہے سرویاپی، سروشکتی مان مالک! بس میں اب سے آپ کو پوجوں گا اور آپ میرے اس سفر میں ایسا نفع مجھے پہنچا دیں جو سنسار کا سب سے بڑا نفع ہو اور اب مجھے سدا کے لئے نقصان سے بچا دیں، رات کا ریزرویشن تھا احمد بھائی میں بیان نہیں کرسکتا، ایسا کرنے سے مجھے ایسا لگا کہ میں نے کانٹوں کا تاج اتار دیا، میں نے ٹرین سے سفر کیا، دہلی پہنچا دہلی میں مجھے بہت اچھا رسپونس ملا، ٹریڈنگ کی کئی لائنیں سامنے آئیں، مجھے ڈیلکس ایکسپریس سے لدھیانہ جانا تھا، دہلی سے ٹرین میں سوار ہوا میں نے محسوس کیا کہ جس سیٹ پر میرا ریزرویشن تھا اس میں خوشبو آرہی ہے، خوشبو مجھے ایسی اچھی لگ رہی تھی کہ میں بیان نہیں کرسکتا میرے دل و دماغ میں وہ خوشبو بس سی گئی، اندر سے میرا دل کہتا تھا کہ یہ خوشبو کسی

خوشی کی خوشبو ہے خیال تھا کہ کوئی بڑے لوگ اس سیٹ پر سوار ہوئے ہوں گے ان کی خوشبو گاڑی میں بس گئی ہے، مجھے معلوم نہیں تھا کہ اصل میں یہ ہدایت کی خوشبو ہے، پانی پت گاڑی پہونچی تو مجھے سستی وتکان سی محسوس ہوئی، میں نے ساتھ کی سواریوں سے اجازت لے کر درمیان کی سیٹ کھولی، سیٹ کی پاکٹ میں موبائل رکھنا چاہا تو دیکھا اس میں ایک کتاب رکھی ہے، کتاب نکالی، کتاب کا نام تھا ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' یہ کتاب ہندی میں تھی اور ممبئی میں چھپی تھی، مجھے کتاب کا نام بڑا اچھا لگا، لیٹے لیٹے کتاب کھولی دو شبد پڑھے کتاب چھوڑنے کو دل نہ چاہا اور سونا بھول کر پوری کتاب پڑھ گیا، میری نیند اڑ گئی، سستی وتکان جیسے تھا ہی نہیں، میری زندگی جاگتی سی محسوس ہوئی، میں سیٹ بند کر کے نیچے اتر آیا کتاب ایک بار اور پڑھی، دوبار میں دل نہ بھرا تو تیسری بار پڑھی اصل میں لا الہ تو میرے اللہ نے میرے گھر پر تجارت کے اندر نقصان ہونے سے پڑھوادیا تھا، محمد رسول اللہ کی رہنمائی میں الا اللہ اس ہدایت کی خوشبو نے پڑھا دیا، گویا میں اندر سے مسلمان ہوگیا تھا۔

گاڑی راجپورہ سے آگے نکل گئی تھی اب مجھے اس کتاب کے لکھنے والے مولانا کلیم صدیقی سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا، میں نے کتاب میں ان کا پتہ دیکھنا چاہا مگر ان کا نام اور پھلت صرف لکھا تھا اور ممبئی سے ایک چھپوانے والے کا نام، میں لدھیانہ سے واپس ہوا اور تجارتی لحاظ سے سفر بہت کامیاب رہا، لدھیانہ میں بھی میں نے ایک مسجد کو دیکھ کر اس میں جانا چاہا مگر معلوم ہوا کہ یہ ۴۷ء سے پہلے یہ مسجد تھی اب یہ کسی پنجابی کا گھر ہے، مجھے بے چینی تھی کہ میں اندر سے مسلمان ہوگیا ہوں، باہر سے کس طرح سے مسلمان بنوں، گوا پہنچ کر میں سیدھے ایک مسجد گیا وہاں کے مولانا صاحب سے میری ملاقات ہوئی مولانا صاحب نے مجھے دوسرے مفتی صاحب کے پاس بھیجا وہ میرٹھ کے رہنے والے تھے انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا وہ مولانا کلیم صاحب کو اچھی طرح جانتے تھے، انہوں نے مجھے انکا پتہ

لکھوایا اور مجھ سے وعدہ کیا کہ فون نمبر لیکر مجھے دے دیں گے، انہوں نے فون نمبر حاصل کیا مگر وہ نمبر سیکڑوں بار کی کوشش کے باوجود نہیں لگ پایا، میں جب وقت ملتا ان کے پاس دین سیکھنے جاتا، میں نے قاعدہ پڑھا اور پھر چھ مہینے میں قرآن مجید بھی پڑھ لیا اور تھوڑی تھوڑی اردو بھی پڑھی اور دو تین بار دس دن کی جماعت میں بھی گیا۔

سوال : ممبئی بھی آپ آئے تھے، آپ کو ابی کی ممبئی آمد کی خبر کیسے پہونچی؟

جواب : مجھے مفتی عادل صاحب میرٹھی نے بتایا کہ ممبئی میں دعوت کا کیمپ لگ رہا ہے اور مولانا محمد کلیم صاحب وہاں آرہے ہیں، میں نے فوراً وہاں کا پروگرام بنایا، مرکز العارف کا پتہ معلوم کرنے میں مجھے پورا دن لگ گیا اور رات میں وہاں پہنچا، وہاں پر کیمپ کا اختتامی اجلاس ہورہا تھا، پروگرام کے بعد مولانا صاحب سے ملاقات ہوئی میں بیان نہیں کرسکتا کہ مولانا صاحب سے مل کر میں کتنا خوش ہوا میں نے مولانا صاحب سے ایک بار ایمان کی تجدید کرانے کی درخواست کی، مولانا صاحب نے کہا ہم سبھی کو بار بار ایمان کی تجدید کرتے رہنا چاہئے، کلمہ پڑھوایا اور بتایا کہ ممبئی کا سفر ہوا تھا ایک دوست نے آپ کی امانت مجھے دی تھی جو انہوں نے چھپوائی تھی وہ انہوں نے ہی شیروانی جیب میں رکھ لی تھی اور رات کو ٹرین میں سونے لگے، شیروانی لٹکائی تو اس میں سے نکال کر سیٹ کی جیب میں رکھ دی تھی، صبح کو ساتھیوں کے بیٹھنے کی وجہ سے سیٹ کھول دی اور وہ سیٹ کے نیچے دب گئی، مولانا صاحب نے بتایا کہ میں جب اسٹیشن سے اترا تو مجھے یاد بھی آیا مگر اچانک میرے دل میں آیا کہ کیا خبر کوئی مسافر پڑھ لے اور اس کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے اس لئے وہیں چھوڑ دی، میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ مفتی صاحب نے میرا نام رکھ دیا ہے مگر میری خواہش ہے کہ آپ میرا نام رکھیں، انہوں نے میرا نام معلوم کیا میں نے راجن بتایا تو مولانا صاحب نے کہا رضوان احمد آپ کا نام رکھتے ہیں، رضوان کے معنی ہیں اللہ کی رضا

اور رضوان جنت کے داروغہ کا نام بھی ہے، مجھے رضوان نام بہت اچھا لگا، اس کے معنی کی وجہ بھی اور اس لئے کہ مولانا صاحب نے رکھا ہے۔

سوال: آپ کے گھر والوں کا کیا ہوا؟ آپ نے گھر پر بتادیا؟

جواب: سب سے پہلے میں نے اپنی بیوی سے سارا حال بتایا ایک بار اس کو آپ کی امانت پڑھ کر سنائی وہ بولی بھی کہ میں پڑھی لکھی ہوں میں خود پڑھ لوں گی، مگر میں نے کہا ایک بار میری زبان سے سن لو مجھے تم سے محبت ہے اس محبت کا حق ادا کرنے کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں، پھر میں نے ان کو پڑھنے کے لئے دی اس کے بعد "مرنے کے بعد کیا ہوگا؟" اور "اسلام کیا ہے؟" ان کو پڑھوائی ایک رات کو میں نے ان سے اپنی مجبوری بتائی کہ اسلام میرے روئیں روئیں میں بس گیا ہے اب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ اسلام سے پھر جاؤں، اس لئے میں کھل کر مسلمان بننا چاہتا ہوں، اب صرف اس حال میں تم میرے ساتھ رہ سکتی ہو جب تم مسلمان ہوجاؤ اور اگر تم مسلمان نہیں ہوتی ہو تو میرے لئے اسلام کے قانون سے تم اجنبی عورت ہو جس کے ساتھ رہنا تو درکنار تم سے بات کرنا بھی میرے لئے پاپ (گناہ) ہے، اب کل تمہارے لئے سوچنے کا آخری دن ہے، اگر تم مسلمان نہیں ہوپاتی ہو اور اتنی سچائی سمجھ جانے کے بعد اسے قبول نہیں کرتی ہو، تو میں یہ تو نہیں کروں گا کہ تمہیں گھر سے نکال دوں میں اتنا ضرور کروں گا کہ تمہارے گھر کو چھوڑ دوں گا، پھر چاہے کہیں رہوں، وہ یہ سن کر رونے لگی اور بولی رشتے داروں اور سماج سے کیسے لڑیں گے ایسے دھارمک (مذہبی) پریوار ہم دونوں کے ہیں، میں نے کہا کہ کل آخرت میں اللہ سے لڑائی مول لینا زیادہ خطرناک ہے یا پریوار سے؟ اگر اللہ کے لئے ہم اس کو مانیں گے تو پریوار کو بھی ہمارے ساتھ کردے گا، رات کے ایک بجے تک میں انہیں سمجھاتا رہا ایک بج کر بیس منٹ پر وہ تیار ہوگئیں اور انہوں نے کلمہ پڑھا، اگلے روز مفتی صاحب کے یہاں جاکر ہم نے دوبارہ نکاح کروایا، بیوی کے مسلمان

ہو جانے کے بعد بچوں پر کام آسان ہوا، میرا بیٹا تو مسلمانوں سے ہی دوستی رکھتا ہے، وہ بہت آسانی سے مسلمان ہو گیا، بڑی بیٹی نے چند دن لگائے، میرے اللہ کا کرم ہے، اب میرا خاندان تو پورا مسلمان ہے، میں نے اپنے بیٹے کو جماعت میں ایک چلہ بھی لگوا دیا ہے۔

ممبئی میں ملاقات پر مولانا صاحب نے پھلت آنے کو کہا تھا، مجھے پھلت دیکھنے کا بہت شوق تھا، جس انسان کی خوشبو نے میرے دل و دماغ کو ہدایت سے معطر کر دیا اس کا گھر میرے لئے دنیا میں جنت کی طرح تھا، اللہ کے لئے محبت میں سفر کی برکت میرے اللہ نے سفر میں دکھا دی، میں نے ''آپ کی امانت'' گوا میں ایک ہزار چھپوائی ہے، میرے یہ دو ساتھی جو میرے ساتھ آئے ہیں ان میں سے یہ ایک میرا دوست ہے جو بنارس کا رہنے والا ہے اور میرے گوا میں آنے کی وجہ سے وہ بھی گوا میں رہنے لگا ہے اور انہوں نے وہیں پر بیکری کھول لی ہے، یہ گوئل خاندان سے لالہ ہیں، ان سے میں تقریباً آٹھ مہینے سے بات کر رہا تھا اور ان کو اسلام کی دعوت دے رہا تھا، کسی طرح میں نے ان کو پھلت کا سفر کرنے کے لئے تیار کر لیا، ہم دونوں گوا ایکسپریس سے سفر کر رہے تھے، ہمارے ساتھ میں یہ تیسرے صاحب جو اعظم گڈھ کے رہنے والے ہیں ساتھ میں سفر کر رہے تھے، تعارف ہوا تو یو پی کے تھے، اپنی طرف کی بات چیت ہونے لگی، یہ گورنمنٹ انٹر کالج میں لکچرار ہیں، میں نے ان کو آپ کی امانت کتاب پڑھنے کیلئے دی، یہ بہت متأثر ہوئے رات بھر باتیں ہوتی رہیں، متھرا آکر یہ کلمہ پڑھنے کے لئے تیار ہو گئے، میں نے ان کو کلمہ پڑھوایا تو میرے دوست انل کمار بھی تیار ہو گئے اور متھرا میں ہی انہوں نے کلمہ پڑھا، گاڑی بیس منٹ متھرا میں رکی تھی، گاڑی چلی تو میں نے ان دونوں سے کہا کہ اللہ کا کیسا کرم ہے کہ آپ دونوں متھرا میں شرک و کفر کو چھوڑ رہے ہیں، یہاں کی چیز یہاں ہی چھوڑ دینا اچھا ہے۔

سوال: کیا آپ نے اور بھی دعوت کا کچھ کام گھر والوں پر اور جاننے والوں پر

کرنے کی سوچی ہے؟

جواب: ممبئی میں مولانا صاحب سے ملاقات سے پہلے تو گھر کے تینوں بچوں اور دوست انل کمار کے علاوہ کسی پر کام نہیں کیا مگر ممبئی میں مولانا صاحب نے بہت فکر دلائی، اب ملاقات ہوئی راستہ بھر کی سفر کی روداد مولانا صاحب نے سنی بہت خوش ہوئے، کئی بار کھڑے ہوکر گلے لگایا، خوشی سے رونے لگے، ہاں یہ بھی کہا کہ آپ نے اپنے دوستوں سے متھرا میں یہ صحیح نہیں کہا کہ شرک وکفر متھرا کی چیز ہے، متھرا ابھی اللہ کی زمین ہی میں ہے، یہاں پر بسنے والے سب اللہ کے بندے، ہمارے رسول ﷺ کے امتی اور ہمارے باپ حضرت آدم کی اولاد، وہ ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں، ان کے ماں باپ بھی ایمان وتوحید ہے، شرک یہاں کی چیز نہیں، یہاں کے لوگوں کی بیماری ہے، اب آپ مسلمان ہوگئے تو آپ داعی ہیں اور داعی کی حیثیت طبیب اور ڈاکٹر کی ہے وہ کسی جگہ بیماری چھوڑتا نہیں بلکہ ہر بیمار کی فکر کرتا ہے۔

سوال: آپ کے گھر والوں کو آپ کے اسلام کا علم ہو گیا؟

جواب: ہم نے خسر صاحب کو گوا بلایا تھا اور ہم دونوں نے صاف ان کو بتا دیا اور ان کو دعوت بھی دی۔

سوال: وہ غصہ تو نہیں ہوئے۔

جواب: وہ بہت ٹھنڈے مزاج کے آدمی ہیں انہوں نے کہا آج نیا دور ہے دھرم اپنا ذاتی معاملہ ہے اس کے لئے ہمیں زیادہ سخت نہیں ہونا چاہئے، البتہ یہ ضرور ہے کہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہئے اور جو فیصلہ کرو بس اس پر جمو، کبھی ادھر کبھی ادھر یا آدھا ادھر آدھا ادھر یہ ٹھیک نہیں، مجھے امید ہے کہ وہ ضرور اسلام لے آئیں گے، انشاء اللہ، مولانا صاحب نے ہم سے کہا کہ تہجد میں ان کیلئے اور سب خاندان والوں کے لئے دعا کرنی ہے، انشاء اللہ ہم دعا کریں گے۔ میرے اللہ میرے خاندان والوں کو ضرور ہدایت دیں گے۔

سوال: ان دونوں کے نام بھی رکھ دیے یا نہیں۔

جواب: اتل کمار کا نام تو مولانا صاحب نے محمد عادل رکھا ہے اور رمیش چندر جی کا رئیس احمد، ان کو دہلی میں اترنا تھا مگر ان کی خواہش ہوئی کہ ہم بھی پھلت چلیں گے تینوں نے مرتے دم تک اللہ کے لئے ساتھ ساتھ دعوت کا کام کرنے کا مولانا صاحب کے سامنے عہد کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ہمیں قائم رکھے۔

سوال: کوئی پیغام ارمغان کے قارئین کیلئے آپ دیں گے؟

جواب: اس وقت پوری دنیا بقول ہمارے کلیم مولانا صدیقی صاحب کے، اسلام کی پیاس میں اس طرح لائن میں لگی ہے، جیسے گاؤں اور قصبوں میں لوگ راشن کی دکان پر مٹی کے تیل کے لئے لگے رہتے ہیں، کہ یہ لیٹر دو لیٹر تیل ان کی جھونپڑیوں اور کچے مکانوں میں روشنی کر دے گا، اسی طرح دل و دماغ کی اندھیری کوٹھریوں کو مسلمان داعیوں کے رحم و ترس کی ضرورت ہے، ہمیں انسانیت پر ترس کھا کر ان کی اندر کی اندھیاری کو ایمان و اسلام کی شمع جلا کر روشن کرنے کو اپنا مقصد سمجھنا چاہئے۔

سوال: بہت شکریہ رضوان بھائی۔

جواب: آپ کا شکریہ مولانا احمد صاحب آپ نے مجھے ایک اچھے کام میں شریک کیا اور اس قابل سمجھا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سوال: وعلیکم السلام، استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم یہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں رخصت ہوتے وقت دعا بتائی ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے: میں تمھارے دین، امانت اور خاتمۂ اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور رخصت ہوتا ہوں۔

جواب: کیسی پیاری دعا ہے، ہمارے لئے واقعی ایسی ہی دعا کی ضرورت ہے۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، فروری ۲۰۰۸ء

۲۴ خواب اسلام کا ذریعہ بنا

عاشق رسول جناب محمد احمد (رام کرشن شرما) سے ایک ملاقات

اصل میں مجھے یہ خیال ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی سب سے بڑی سنت دعوت ہے، اس کے لئے آپ ﷺ قرآن مجید پڑھ کر سناتے تھے اور آپ حافظ قرآن تھے، تو مجھے خیال ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ کی اس سنت سے میں محروم کیوں رہوں؟ جب کہ میرے اللہ نے مجھے اتنا اچھا ذہن دیا ہے، اس لئے میں نے حفظ شروع کیا، اللہ کا شکر ہے کہ تین مہینے میں سولہ پارے حفظ کر لئے ہیں، اب مجھے بس قرآن مجید حفظ کرنے کی دھن ہے اس لئے سب سے زیادہ وقت میں قرآن مجید حفظ کرنے میں لگا رہا ہوں،

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد احمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: بھائی محمد احمد صاحب، بہت خوشی ہوئی آپ آ گئے، ابی آپ کا ذکر کر رہے تھے اور مجھ سے چھ مہینے پہلے آپ کا انٹرویو لینے کے لئے فرمارہے تھے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ ان کا انٹرویو ربیع الاول میں شائع کرواؤں حسن اتفاق ہے کہ آپ ایسے وقت میں ہمارے یہاں تشریف لائے کہ ربیع الاول کے شمارہ کی تیاری چل رہی ہے۔

جواب: کل میں جماعت میں وقت لگا کر نظام الدین واپس آیا، حضرت کو فون کیا تو خوشی ہوئی کہ دہلی تشریف رکھتے ہیں، بٹلہ ہاؤس میں پروگرام بھی تھا، الحمد للہ اس میں شرکت ہوگئی اور ملاقات بھی ہوگئی، حضرت تو ابھی لوگوں سے ملاقات کر رہے ہیں مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے پاس پہنچوں اور ارمغان کیلئے انٹرویو دوں، فرمائیے اب میرے لئے

کیا حکم ہے۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں ۲۱؍جنوری ۱۹۶۵ء میں ہریدوار میں ایک پنڈت خاندان میں پیدا ہوا میرے والد ایک بڑے مہنت تھے ان کا نام کیشو رام شرما جی تھا، میرا نام انھوں نے رام کرشن شرما رکھا، میرے خاندان میں ایک بڑے ہندو مذہب کے بڑے گیانی (بڑے عالم) پنڈت شری رام شرما جی ہوئے ہیں، وہ گائتری سماج کے ایک طرح فاؤنڈر (بانی) تھے، شانتی کنج ہریدوار میں ان کا آشرم تھا، ہندو مذہب سے ذرا واقفیت رکھنے والا ان کا نام ضرور جانتا ہوگا، ہمارے دور کے رشتہ سے دادا ہوتے تھے، حضرت نے مجھے بتایا کہ انھوں نے مولانا شمس نوید عثمانی کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ لیا تھا، مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ ضرور مسلمان ہو گئے ہوں گے، وہ بہت حق پرست آدمی تھے ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے سادھی لے لی تھی، ان کے مرنے پر لوگوں نے بتایا کہ ان کا پورا جسم نیلا ہو گیا تھا، مولانا صاحب نے بتایا کہ ان کے شاگردوں نے ان کو زہر دے دیا تھا۔

ہمارا خاندان آریہ سماجی رہا ہے شروع کی تعلیم میری ایک سرسوتی اسکول میں ہوئی، بعد میں ہریدوار گروکل میں میں نے داخلہ لیا ہندی سنسکرت بہت اچھی طرح سیکھی، ویدوں کو پڑھا بعد میں دو سال کے لئے اعلیٰ تعلیم کے لئے گروکل میں رہا میں نے پورے گروکل کو ٹاپ کیا اس کے بعد دہلی کے قریب بوپورہ گروکل میں سنسکرت کا استاذ ہو گیا میرے مضامین شانتی کنج کی میگزینوں اور ویش کی دوسری مذہبی میگزینوں میں شائع ہوئے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں ذرا بتائیے؟

جواب: میں دہلی گروکل میں پڑھا رہا تھا وہاں پر دو مسلمان شدھی ہو کر آئے ان میں سے ایک سہارنپور ضلع کا بدنصیب اور بدبخت جوان تھا جس نے اپنا نام محمد طیب کی

جگہ شیو پرشاد رکھا تھا، وہ دارالعلوم دیوبند سے دوسال قرأت کا کورس کرکے اپنے کو پہلے محمد طیب قاسمی لکھا کرتا تھا اور دوسرا بہار کا ایک مزدور، جاہل، ادھیڑ عمر کا آدمی جو جاوید اختر سے دیانند بنا تھا، ایک نوجوان مولانا جن کا نام شمس الدین ندوی تھا، لکھنؤ سے پڑھے ہوئے تھے ان کو کسی نے ان دونوں کے مرتد ہونے کے بارے میں بتایا وہ سونی پت حضرت مولانا کلیم صاحب کے پاس گئے، مولانا صاحب نے گروکل جاکر ان کو سمجھانے کے لئے کہا اور بڑی فکرمندی کا اظہار کیا دو تین دفعہ وہ ہمارے یہاں آئے، میں نے ان کو بار بار آتے دیکھا، تو شیو پرشاد سے وجہ معلوم کی، اس نے مجھ سے کہا یہ مجھے واپس مسلمان بننے کے لئے کہہ رہے ہیں، آپ ان سے بات کرلیں اور اسلام میں تو کچھ ہے نہیں، میں نے ان کو بلایا ہے آپ ان سے بات کریں تو اچھا ہے، یہ بھی ہندو ہوسکتے ہیں، اگر یہ ہندو ہوگئے تو بہت کام کے ہندو ثابت ہوں گے۔

احمد بھائی جب بھی میں اس کمینے بدبخت شیو پرشاد سے بات کرتا تو وہ ہمارے پیارے نبی، کروڑوں درود وسلام ہوں آپ پر اور اللہ کی رحمتیں، بہت ہی برے الزامات لگاتا تھا خاص کر ان کے پریوارک جیون (معاشرتی زندگی) کے بارے میں بڑی گھناونی باتیں کرتا تھا، اصل بات یہ ہے احمد بھائی، یہ باتیں مجھے اس وقت بھی بری لگتی تھیں، ایک ہفتہ کے بعد شمس الدین صاحب آئے معلوم ہوا کہ وہ تو مولوی ہیں، ان سے میں نے بات کی تو انھوں نے حضرت مولانا کلیم صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا اور بڑی نرمی سے کہا کہ وہ ہمارے بڑے ہیں اور بڑے حق پرست آدمی ہیں آپ ان کو اگر سمجھا سکیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں، اس طرح انھوں نے کوشش کرکے میری ملاقات ان سے امرتسر بائی وے پر رسوئی گاؤں کی مسجد میں طے کرائی، میں اپنے ایک دو ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچا مولانا صاحب بہت اخلاق سے ملے اور جب میں نے ان کو ویدک دھرم میں آنے کی

دعوت دی اور ان سے کہا ویدک دھرم سب سے بڑا مذہب ہے اور ہمارے پورو جوں یعنی بڑوں کا مذہب ہے، اگر ہمارے لئے مالک کو اسلام پسند ہوتا تو ہمیں بھارت میں پیدا نہ کرتے، یہاں کے حالات کے لحاظ سے ویدک مذہب ہی مناسب ہے اور پھر میں نے شیو پرشاد سے پیارے نبی کی شان میں جو باتیں سنی تھیں ان میں سے کچھ دوہرائیں، مولانا صاحب نے گاڑی میں سے اپنا بیگ منگوایا اور چھوٹی سی کتاب ہندی میں "اسلام کے پیغمبر حضرت محمد" (ﷺ) پروفیسر کے ایس رامارا ؤ کی نکال کر مجھے دی اور مجھے بتایا کہ یہ ایک ہندو بھائی کی لکھی ہوئی کتاب ہے میری درخواست ہے کہ آپ اس کو پڑھیں، بس اتنی سی بات ہے کہ آپ اسلام اور مسلمانوں کے پیغمبر سمجھ کر اس کو نہ پڑھیں، حضرت محمد ﷺ کے فرمان حدیث اور قرآن میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ حضرت محمد ﷺ مسلمانوں کے پیغمبر ہیں بلکہ وہ پوری انسانیت کے لئے اللہ کے انتم سندیشٹا (آخری رسول) ہیں۔

آپ جب اس کتاب کو دو تین بار پڑھ لیں پھر آپ کے پاس میں خود ملنے گروکل آشرم میں آؤں گا، مولانا صاحب کو ایک سفر کی جلدی تھی آدھا گھنٹہ کی ملاقات کے بعد میں چلا آیا، میں نے آکر اس کتاب کو پڑھا ایک دفعہ کتاب کو پڑھ کر مجھے ایسا لگا کہ حضرت محمد ﷺ پوری انسانیت کے نہیں بلکہ صرف میرے رسول ہیں، مگر گروکل کا ماحول اور میرا خاندان اور اس کی ہندو مذہب کے لئے عقیدت مجھے جھنجھوڑنے لگی، میں نے اس کتاب کو چھت پر پھینک دیا اور پھر حضرت محمد ﷺ پر جو مخالفت میں لکھی گئی کتابیں ہیں ان کو پڑھنے کا خیال ہوا، تا کہ جو محبت اس کتاب کی وجہ سے ہمارے نبی ﷺ سے مجھے ہوگئی تھی اس کا جادو کچھ ختم ہو، میں نے شیو پرشاد سے مشورہ کیا، اس نے کہا کہ غیر مسلموں کی کتابوں کی ضرورت نہیں بلکہ خود بعض نام نہاد مسلمانوں نے ان کے خلاف کتابیں لکھی ہیں اور تسلیمہ

نسرین اور سلمان رشدی کی کتابوں کا ذکر کیا، میں نے ان سے کتابیں لانے کے لئے کہا، وہ دہلی گیان جانے کسی جاننے والے سے ان دونوں کی چار کتابیں لا کر دیں، میں نے ان چاروں کتابوں کو پڑھا، مگر راما کرشنا راؤ کی چھوٹی سی کتاب جو سچائی سے بھری تھی، اس نے جو اثر مجھ پر چھوڑا تھا ان چار نفرت اور جھوٹ سے بھری ہوئی کتابوں نے اس کا اثر کچھ کم نہیں کیا، بلکہ پیارے نبی کے کردار کی سچائی مجھے اور دکھائی دینے لگی اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی خدا کی طرف سے دھتکارے ہوئے لوگ ہیں، جن پر بدبختی کی مار پڑی ہے کہ انھوں نے اپنے قلم کو ایسے عظیم محسن کے خلاف استعمال کیا ہے، ایک رات میں سویا تو میں نے اپنے دادا جن کو ہم ہندوستان کی زبان میں دیوتا سے کم نہیں سمجھتے، پنڈت سری رام شرما جی کو خواب میں دیکھا بولے پیارے بیٹے تو کہاں بھٹک گیا ہے، حضرت محمد ﷺ ہمارے وہ نراشنش ہی تو ہیں جن کو کلکی اوتار بھی کہا گیا ہے، ان کو ماننے اور ان کی مانے بنا مکتی (نجات) ہو ہی نہیں سکتی، میری مکتی بھی ان کا کلمہ پڑھ کر ہی ہوئی ہے، دھوکہ چھوڑ دے، مولانا کلیم کے پاس جا اور حضرت محمد ﷺ کا کلمہ پڑھ لے اور جلدی کر، دیر مت کر۔

میری آنکھ کھلی تو میرے دل کا حال عجیب تھا، پیارے نبی ﷺ کی محبت میں میں مجنوں ہوا جاتا تھا، اپنی تسکین کے لئے اس کتاب کو دوبارہ پڑھنے کے لئے صبح چار بجے میں چھت پر چڑھا، رات میں ہلکی بارش ہوگئی تھی، وہ کتاب بالکل بھیگ گئی تھی، میں نے اس کو اٹھایا، آنکھوں سے لگایا، چوما، نیچے اترا، کچھ کاغذ جلائے کتاب کو سکھایا اور پڑھنا شروع کیا، مجھے بہت رونا آیا، کچھ دیر رک کر روتا رہا، روتے روتے سو گیا تو میں نے خواب میں حضرت مولانا کلیم صاحب کو دیکھا، کہہ رہے ہیں پنڈت رام کرشن جی چلئے آپ کو آپ کے رسول ﷺ سے ملوا دوں، میں نے کہا، میں اسی لئے آپ کے پاس آیا ہوں، وہ مجھے لے کر ایک

مسجد میں گئے، وہاں تکیہ لگائے ہمارے پیارے نبی ﷺ تشریف فرما تھے، اتنا خوبصورت چہرہ احمد بھائی میں بیان نہیں کرسکتا، کیسا حلیہ تھا، میں جا کر قدموں سے چمٹ گیا، آپ نے مجھے بیٹھے بیٹھے گلے لگایا اور کچھ پیار بھرے الفاظ فرمائے، جو مجھے یاد نہیں رہے، میری آنکھ کھل گئی، صبح ہوئی تو میں نے پھلت جانے کی سوچی، مجھے پتہ معلوم نہیں تھا، پہلے میں سونی پت عید گاہ گیا، وہاں ایک ماسٹر صاحب نے مجھے پھلت کا پتہ بتایا، شام تک پھلت پہنچا مولانا صاحب موجود نہیں وہاں مجھے ایک صاحب ماسٹر اسلام نامی نے، جو خود گڑھ مکتیشور کے اودھت آشرم چلانے والے مہاراج کے بیٹے تھے، ان کے والد کا بھی مسلمان ہوکر گڑھ مکتیشور چھوڑ کر پھلت میں انتقال ہوا تھا، ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' کتاب دی، جو میں نے کئی بار پڑھی، تیسرے روز ۲۰۰۴ء کی بیس اپریل تھی، مولانا صاحب دوپہر کے بعد آگئے آپ کی امانت نے مجھے مسلمان تو کر ہی دیا تھا، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا، میں نے مولانا صاحب سے کہا، کیا کوئی مسلمان پیارے نبی کے نام پر بھی اپنا نام رکھ سکتا ہے، مولانا صاحب نے کہا ضرور! آپ کا نام میں محمد احمد ہی رکھتا ہوں۔

سوال : اس کے بعد کیا ہوا ؟

جواب : مولانا صاحب نے مجھے قبول اسلام کی قانونی کاروائی پوری کرنے کا مشورہ دیا، اس کے بعد مجھے ۴۰ روز کی جماعت میں مرکز سے بھیج دیا، میرا چلہ بھوپال میں لگا الحمدللہ نماز وغیرہ میں نے یاد کرلی، ایک چلہ میں دس بار مجھے پیارے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی،

سوال : گرو کل آشرم والوں نے آپ کو تلاش نہیں کیا؟

جواب : انھوں نے مجھے تلاش کیا ہوگا، مگر مولانا صاحب نے جماعت سے آنے کے بعد گرو کل جا کر کام کرنے کا مشورہ دیا میں نے شیو پرشاد کو واپس اسلام کی طرف لانے

کی کوشش کی، مگر سچی بات یہ ہے احمد بھائی، پوری دنیا میں (دھاڑ دھاڑ کی لیتے ہوئے) اس کمینہ جیسا بدبخت آدمی کوئی نہیں ملا، اس کا نام مجھے تڑپائے رہتا ہے، میرا حال اب یہ ہے کہ جس کو میرے نبی ﷺ سے محبت نہ ہو میں اس کو خود اللہ کا دشمن سمجھتا ہوں، ہمارے نبی کی شان میں گستاخی کرنے والے پر تو میں اللہ کا قہر سمجھتا ہوں اور جس طرح عذاب کی جگہ سے ہمارے نبی ﷺ نے تیزی سے گزرنے حکم دیا ہے، اسی طرح سے ایسے آدمی کے پاس جانا بھی خطرہ کی بات سمجھتا ہوں۔

سوال: آپ نے اس پر کام نہیں کیا؟

جواب: اصل میں میں نے اس کی تہ میں جانے کی کوشش کی کہ اللہ کا عذاب اس پر کیوں آیا، تو پتہ چلا کہ اصل میں اس نے اپنی ماں کو بہت ستایا تھا، ایک بار اس نے اپنی ماں کو ایک لات بھی ماری تھی، اس کی سزا میں اللہ نے دنیا میں اس کو بدبخت بنایا اور پیارے نبی کی اہانت کی سزا میں میں نے اس کو دیکھا کہ کتے کی موت مرا، گروکل آشرم والوں نے اس کا کریا کرم کرنے سے منع کر دیا، اس کو پولیس والے پاؤں میں رسی ڈال کر گھسیٹ کر لے گئے اور ایک گندے نالے میں ڈال کر کوڑے میں دبا دیا، مجھے اس سے تسلی ہوئی کچھ غم نہیں ہوا، میرے دل میں پیارے نبی کی شان میں بے ادبی کرنے والے کے لئے کوئی ترس کی جگہ بھی نہیں ہے، میں اپنے اندر سے مجبور ہوں۔

سوال: گروکل آشرم کے لوگوں نے آپ کو اس حلیہ میں دیکھ کر مخالفت نہیں کی؟

جواب: میں نے جماعت میں سے آکر حضرت مولانا کے ہاتھوں پر بیعت کی اور حضرت مولانا صاحب کے مشورہ سے اسوہ رسول اکرم ﷺ اور شمائل ترمذی خریدی، الحمد للہ اپنی بساط بھر سنتوں پر عمل شروع کیا، عمامہ، بال ہر چیز میں نبی ﷺ کی پیروی کی کوشش کی، اس حلیہ میں جہاں تک گیا میری عزت ہوئی، آج تک چار سال ہونے والے

ہیں، کسی نے مجھے اس حلیہ میں بے ادبی کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔

سوال: آپ پچھلے سال عمرہ کے لئے گئے تھے، وہاں کا سفر کیسا رہا؟

جواب: مجھے ہمارے نبی ﷺ کی یاد بہت بہت ستاتی تھی، مدینہ کی یاد بہت آتی تھی، الحمد للہ میں نے اردو پڑھی، کچھ عربی بھی پڑھی، قرآن مجید کے ترجمہ کی کلاسیں بھی میں نے ناگپور جا کر کیں، اب میں سیرت پاک کی کتابیں پڑھتا ہوں، الحمد للہ سو سے زیادہ کتابیں سیرت پاک کی پڑھ چکا ہوں، جیسے جیسے مدینہ کی باتیں میں پڑھتا، مدینہ کی یاد مجھے بہت آتی، ایک روز میں نے رات کو تہجد میں بہت دعا کی، میرے اللہ کے قربان جاؤں میرے اللہ نے سن لی، اللہ نے اپنے فضل سے مجھے بغیر پاسپورٹ اور بغیر ویزا بلکہ بغیر جہاز کے میرے حضرت کی برکت سے مجھے مدینہ پہنچایا اور مکہ معظمہ میں عمرہ بھی کیا۔

سوال: وہ کس طرح، ایسا کس طرح ممکن ہے؟

جواب: جہاز، پاسپورٹ بھی اسباب ہیں جو اللہ پیدا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایک سبب کے پابند تو ہیں نہیں، وہ بغیر اسباب کے کرنے پر قادر ہیں، جہاز اور گاڑیوں کے علاوہ بھی اللہ نے بہت سی چلنے والی چیزیں پیدا کی ہیں، کیا وہ کسی دوسرے سبب کو ذریعہ نہیں بنا سکتا؟

سوال: وہ کیا سبب تھا ہمیں بھی تو بتائیں؟

جواب: احمد بھائی ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔

سوال: اچھا وہاں کی کچھ باتیں تو بتائیں؟

جواب: وہاں میں ایک مہینہ رہا، میں نے دو عمرے مدینہ منورہ سے کئے اور سات مکہ معظمہ سے، مدینہ منورہ میں میں نے بہت ہی اللہ کی رحمتوں کا ظہور دیکھا، میرے اللہ نے مجھ گندے پر نبی ﷺ کی محبت کی برکتیں ظاہر کیں۔

سوال: ان میں سے کچھ سنایئے؟

جواب: وہ کسی دوسری مجلس میں انشاء اللہ عرض کروں گا۔

سوال: آج کل آپ کہاں رہ رہے ہیں؟

جواب: میں آج کل بنارس میں رہ رہا ہوں، وہاں سے دعوت کے لئے ہریدوار، رشی کیش، اجین، پشکر، الہ آباد، ایودھیا وغیرہ تیرتھوں میں جاتا ہوں۔

سوال: وہاں پر کچھ نتائج بھی آئے ہیں؟ کیا کچھ لوگوں کو ہدایت بھی ہوئی ہے؟

جواب: الحمد للہ بہت اچھے نتائج برآمد ہو رہے ہیں، انشاء اللہ جب وہ سامنے آئیں گے تو ہر مسلمان فخر کرے گا، میرے اللہ کا کرم ہے کہ مجھ گندے کو کہاں سے نکال کر کہاں لائے ہیں۔

سوال: آپ نے شادی کرلی ہے ؟

جواب: اصل میں اسلام قبول کرنے سے پہلے میرا شادی کا خیال نہیں تھا اور اسلام کے بعد مجھے خاندانی ذمہ داریوں کا بوجھ مشکل لگتا تھا، مگر دو مہینے پہلے مولانا صاحب سے ملنے آیا تھا تو انھوں نے مجھ سے شادی کرنے کے لئے کہا اور حدیث پاک سنائی، حدیث پاک سن کر میں بہت تڑپ گیا، میں نے حضرت سے کہا کہ اب میں حاضر ہوں چاہے میری آج اور ابھی شادی کردیں، اب مولانا صاحب جلد انشاء اللہ اس سلسلہ میں کچھ کرنے والے ہیں، دعا کیجئے کہ کوئی نیک ساتھی مل جائے اور میں اپنی اس زندگی کو بھی سنت کے مطابق گزار سکوں۔

سوال: آج کل سب سے زیادہ وقت آپ کہاں لگا رہے ہیں؟

جواب: اصل میں مجھے یہ خیال ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی سب سے بڑی سنت دعوت ہے، اس کے لئے آپ قرآن مجید پڑھ کر سناتے تھے اور آپ حافظ قرآن تھے تو مجھے

خیال ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ کی اس سنت سے میں محروم کیوں رہوں؟ جب کہ میرے اللہ نے مجھے اتنا اچھا ذہن دیا ہے، اس لئے میں نے حفظ شروع کیا، اللہ کا شکر ہے کہ تین مہینے میں سولہ پارے حفظ کر لئے ہیں، اب مجھے بس قرآن مجید حفظ کرنے کی دھن ہے اس لئے سب سے زیادہ وقت میں قرآن مجید حفظ کرنے میں لگا رہا ہوں۔

سوال بہت بہت شکریہ! آپ کی گاڑی کا وقت ہو رہا ہے، کاشی سے آپ جانے والے ہیں،

جواب جی ہاں! انشاء اللہ پھر کسی دوسری ملاقات پر بات ہوگی۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۸ء

(۲۵) اسلام کی ہر ادا پیاری ہے

حکیم عبدالرحمٰن (امت کمار) سے ایک ملاقات

لوگوں نے مجھ سے یہی سوال کیا ہے کہ آپ کو کس چیز نے متاثر کیا؟ میں لوگوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام کے اندر کون سی چیز ایسی ہے جو متاثر نہیں کرتی، مثال کے طور پر سنت کے مطابق لباس، چہرہ پر داڑھی کا ہونا، پانچ وقت کی نماز کا پڑھنا اور کم درجہ میں غیر ایمان والوں کے ساتھ اپنے معاملات جس کو کہ معاشرہ کا دین کہا جاتا ہے، اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا یہ سب سے اچھا لگا، کہ ان میں برادری بازی نہیں ہوتی جب کہ ایک ماں باپ کی اولاد اور ایک گھر کے پلے ہوئے ایک دوسرے کا جھوٹا پانی تک نہیں پیتے تھے، خود میرے والد بھی میرے جھوٹے گلاس میں پانی تک نہیں پیتے تھے، اور نہ میں ان کے گلاس میں پیتا تھا، یہ سب باتیں بہت اچھی ہیں اور متاثر کرنے والی ہیں، انھیں کو دیکھ کر میں نے اسلام قبول کیا۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبد الرحمن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: عبدالرحمٰن بھائی، ارمغان میں انٹرویو کا سلسلہ کافی عرصہ سے جاری ہے جس کے ذریعہ لوگوں تک اپنے نومسلم بھائیوں کے اسلام قبول کرنے کا قصہ اور ان کے اسلام قبول کرنے کے ذریعہ کو پیش کیا جاتا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان بھائیوں میں ان کی روداد کو سن کر اسلامی زندگی اپنانے کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ان کے اندر بھی غیر مسلموں کو دعوت دینے کی فکر اور قوت پیدا ہو جائے، اسی سلسلہ میں ابھی ابھی

کا فون آیا تھا کہ تمھارے انٹرویو کی وجہ سے ابھی تک ارمغان چھپنے کے لیے نہیں گیا ہے، میں نے عبدالرحمٰن کو پھلت میں ہی روک رکھا ہے، تم جلدی سے جا کر ان سے انٹرویو لے لو اور مولانا وصی صاحب کو دے آؤ۔

جواب: جی احمد بھائی! مجھے معلوم ہے اور میں ان انٹرویوز کو پڑھتا بھی ہوں اور مجھے بھی ابی نے انٹرویو دینے کے لئے افتخار بھائی سے کہلوایا تھا، میں بھی آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا اس کے بعد مجھے بھی اجمیر جانا ہے۔

سوال: آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: میرا اسکول کا نام امت کمار تھا اور گھر میں مجھے سب لوگ جگنو کے نام سے یاد کرتے تھے، کھتولی کے پاس ایک جگہ کھیلسی ہے وہاں کا رہنے والا ہوں، میرے والد صاحب کا نام ڈاکٹر موہن کمار صاحب ہے اور ہم چار بہن بھائی ہیں، جن میں تین بھائی ہیں اور ایک بہن ہے۔

سوال: آپ کی تعلیم کیا ہے؟

جواب: میں نے ہائی اسکول کیا ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیں؟

جواب: احمد بھائی میں بچپن میں بہت شیطانی کیا کرتا تھا اور اسکول کا کام بھی وقت پر نہیں کرتا تھا اس لئے مجھے اپنا ہوم ورک پورا کرنے کے لئے اپنے دوستوں سے کاپی لینی پڑتی تھی، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ میں نے اسکول کا کام پورا نہیں کیا جس کی وجہ سے میں اپنے ایک اسکول کے ساتھی، شاید ان کا نام مستقیم ہے، کے پاس گیا، وہ گھر پر نہیں تھے، ان کے گھر والوں نے بتایا کہ وہ مسجد میں ہیں، میں ان کے پاس مسجد میں پہنچا تو انھوں نے مجھے کہا کہ تم مسجد میں کیسے آگئے تم ناپاک ہو، باہر نکلو، میں کہنے لگا کہ تم

سے اچھے اور صاف کپڑے پہن رکھے ہیں تو ناپاک کیسے، وہ کہنے لگے نہیں تم ناپاک ہو، باہر نکل جاؤ، مجھے ان پر بہت غصہ آیا وہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے، میں نے کہا تجھ سے اسکول کی چھوٹی چھوٹی کتابیں تو پڑھی نہیں جاتیں اتنی موٹی کتاب لے کر بیٹھا ہے ،وہ کہنے لگے یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے بارے میں مجھے سمجھانے لگے، مجھے ان پر غصہ تو بہت تھا لیکن کاپی لینی تھی، اس لئے کچھ نہ کہا اور کاپی لے کر گھر چلا آیا، اگلے دن تین چار لڑکوں کو لے کر ان کا گریبان پکڑ لیا کہ چودھری ہونے کے باوجود تیری ہمت کیسے ہوئی مجھے مسجد سے باہر نکالنے کی، تیرے باپ کی مسجد ہے، تو ہمارے مندر میں چل، اگر تجھے کسی نے بھگایا یا کچھ کہا تو ہم دیکھیں گے اسے، وہ کہنے لگے کہ بھائی یہ اللہ کا گھر ہے اور اس میں ناپاک آدمی نہیں جاتے ہاس نے مجھ سے کہا کہ تم مندر میں کیا پڑھتے ہو تو میں نے اس کو اشلوک پڑھ کر سنایا پھر میں نے اس سے پوچھا تو بتا تو کیا پڑھ رہا تھا، وہ کہنے لگا، وہ اللہ کا کلام تھا، تیری سمجھ میں نہیں آئے گا، اس کو دل سے پڑھتے ہیں تو فائدہ ہوتا ہے، پھر اس نے مجھے کلمہ پڑھوادیا، احمد بھائی مجھے ایسا لگا جیسے کوئی نور میرے اندر داخل ہو گیا ہو۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد میں نے پیکٹ انٹر کالج کھتولی میں ایڈمیشن لیا، وہاں پر جمعہ کے دن نماز کے لئے کلاس میں اعلان کیا جاتا تھا کہ جو لوگ جمعہ کی نماز پڑھنا چاہتے ہیں ہاتھ اٹھائیں، جو اسٹوڈنٹ ہاتھ اٹھاتے تھے، ان کی چھٹی کر دی جاتی تھی، میں بھی اپنا سر نیچا کر کے ہاتھ اٹھا دیتا تھا اور باہر جا کر ادھر ادھر گھومتا تھا، ایک مرتبہ جب جمعہ کی نماز کی چھٹی لے کر باہر نکلا تو میرے مسلمان ساتھیوں نے کہا تم نماز کی ہر بار چھٹی لیتے ہو اور نماز نہیں پڑھتے اس لئے وہ جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے مجھے ساتھ لے گئے اور انھوں نے مجھے نیت وغیرہ باندھنی سکھائی۔

سوال : پھر کیا ہوا؟

جواب : اسکے بعد میں جین انٹر کالج مظفر نگر چلا گیا، وہاں پر کھالہ پار ایک جگہ ہے، میں لسی پینے کے لئے جایا کرتا تھا وہاں پر ایک صاحب مجھ سے کہا کرتے، یار تو اتنا تو خوب صورت ہے لیکن تو آگ میں جلے گا، میں نے کہا میں کیوں آگ میں جلوں گا؟ وہ کہنے لگے، سوا نیزہ پر سورج ہوگا، وہاں لوگوں کی کھوپڑیاں پکتی ہوئی ہوں گی، لیکن اس شخص کی نہیں پکیں گی جو ایمان والا ہوگا، وہ مجھے بہت سمجھایا کرتے اور میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتے لیکن میں نے ان کی بات پر زیادہ توجہ نہیں دی، لیکن جب میں کھتولی میں بڈھانہ روڈ پر نوزل پلنجر کا کام کرنے لگا، تو میری وہاں انعام بھائی سے ملاقات ہوئی، انھوں نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور مجھے مولانا شکیل صاحب کے پاس بھاوڑی لے جا کر کلمہ پڑھوایا پھر اس کے بعد میں مسلسل نماز پڑھنے لگا۔

سوال : آپ پھلت میں کئی سال سے نظر آتے ہیں، یہاں آپ کو کس نے بھیجا؟

جواب : ہاں احمد بھائی، کھتولی میں ریاض الدین صاحب ہیں وہ مجھ سے کہنے لگے کہ عبدالرحمٰن کام وغیرہ تو چلتا ہی رہتا ہے، ہر آدمی کام سیکھ بھی لیتا ہے، لیکن سب سے پہلے آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ اسلام کو سیکھیں، سمجھیں اور جانیں اور اس پر عمل کریں، میں نے کہا بہت اچھا، پھر انھوں نے مجھے سیکھنے کے لئے پھلت بھیج دیا۔

سوال : اچھا آپ نے اسلام کب قبول کیا؟

جواب : اسلام تو میں نے پیر کے روز ۱۴ر جنوری ۱۹۹۱ء میں قبول کیا تھا، لیکن چودہ سال تک میں نے کچھ نہ سیکھا اور اسی طرح گھومتا رہا، لیکن جب سے ابی کے پاس آیا ہوں، الحمد للہ میں نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے۔

سوال : ابی سے آپ کی کیسے ملاقات ہوئی اور کب ہوئی؟

جواب: تین سال پہلے میری ابی سے ملاقات ہوئی، احمد بھائی، میں پھلت میں ایک صاحب کے یہاں رہتا تھا، ان کے ساتھ میری ان بن ہوگئی، تو میں ان کے پاس سے گھر چلا گیا، گھر جانے کا میرا مقصد کچھ اور تھا لیکن لوگوں نے افواہ پھیلا دی کہ عبدالرحمٰن مرتد ہوگیا جب کہ ایسا کچھ نہیں تھا، جب میرا کام ہو گیا تو میں پھلت ابی کے پاس آیا اس وقت میں بہت جنون میں تھا اور ہتھیاروں سے لیس بھی تھا اور پھلت میں میرے آنے کا مقصد یہی تھا کہ میں ان کے گولی ماردوں، لیکن میری یہ بات ابی کو میرے کسی ساتھی کے ذریعہ معلوم ہوگئی انھوں نے مجھے سمجھایا اور آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی قربانی کا میرے سامنے تذکرہ کیا، تو میں نے صبر کیا اور جب سے میں ابی کے پاس آیا ہوں تب سے میری زندگی میں سکون ہے۔

سوال: اسلام کے بارے میں آپ نے اب تک جو کچھ جانا، اس کا ذریعہ کیا ہے؟

جواب: لوگوں نے مجھ سے یہی سوال کیا ہے کہ آپ کو کس چیز نے متأثر کیا؟ میں لوگوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام کے اندر کون سی چیز ایسی ہے جو متأثر نہیں کرتی، مثال کے طور پر سنت کے مطابق لباس، چہرہ پر داڑھی کا ہونا، پانچ وقت کی نماز کا پڑھنا اور کم درجہ میں غیر ایمان والوں کے ساتھ اپنے معاملات جس کو کہ معاشرہ کا دین کہا جاتا ہے اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا یہ سب سے اچھا لگا کہ ان میں برادری بازی نہیں ہوتی جب کہ ایک ماں باپ کی اولاد اور ایک گھر کے پلے ہوئے ایک دوسرے کا جھوٹا پانی تک نہیں پیتے تھے، خود میرے والد بھی میرے جھوٹے گلاس میں پانی تک نہیں پیتے تھے اور نہ میں ان کے گلاس میں پیتا تھا، یہ سب باتیں بہت اچھی ہیں اور متأثر کرنے والی ہیں، انھیں کو دیکھ کر میں نے اسلام قبول کیا۔

سوال: میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ اسلام کے بارے میں ابھی تک جو باتیں آپ نے سیکھی ہیں وہ کس سے یا کہاں سے سیکھی ہیں، اس کا کیا ذریعہ رہا ہے؟

جواب: اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ حضرت نے مجھے جماعت میں بھیجا وہاں جا کر میں نے نماز وغیرہ ٹھیک سے سیکھی اور اسلام کے بارے میں بہت کچھ جانا اور الحمد للہ تین چلے میں جماعت میں لگا چکا ہوں اور آج اگر انسانیت میرے اندر ہے تو وہ صرف ابی کی وجہ سے ہے، ابی نے مجھے ایسی باتیں بتائیں کہ میں اسلام کو کافی حد تک سمجھتا ہوں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

سوال: آج کل آپ کیا کر رہے ہیں؟

جواب: میں نے حکمت سیکھی ہے اور مطب کھولنا چاہتا ہوں۔

سوال: حکمت کی طرف آپ کا کیسے رجحان ہوا؟

جواب: احمد بھائی! ابی نے مجھ سے کہا کہ عبد الرحمٰن کچھ کام کرلو خالی رہنا اچھی بات نہیں ہے، میں نے ابی سے کہا کہ میں ڈرائیونگ سیکھنا چاہتا ہوں وہ کہنے لگے یہ کوئی کام تو ہے نہیں، میں نے کہا کہ مدرسہ میں کینٹین کھول لیتا ہوں، ابی کہنے لگے کہ میں کہیں رشتہ لے کر جاؤں گا وہ کہیں گے کہ لڑکا کیا کام کرتا ہے تو ان کو بتانا پڑے گا کہ چائے کی دوکان کرتا ہے اور گلاس دھوتا ہے، کوئی ایسا کام کرو، جس سے ہمیں بھی خوشی ہو، تو میں نے کہا اگر آپ کی اجازت ہو تو میں حکمت سیکھنا چاہتا ہوں، ابی نے مجھے اسی دن دیو بند حکیم آصف کے پاس بھیج دیا، وہاں پر کچھ دن میں نے حکمت سیکھی، اس کے بعد ڈاکٹر نذر الاسلام نے مجھے کام سکھایا، ایک سال کے بعد ابی نے مجھے حکیم جمیل کے پاس روڑکی بھیج دیا، میں وہاں سے ایک سال کے بعد لوٹ کر آیا ہوں اور اب یہ ارادہ ہے کہ انشاء اللہ قوم کو نفع پہنچانا ہے۔

سوال: آپ کی اپنے والدین سے ملاقات ہے؟

جواب: ہاں احمد بھائی میں ان کے پاس گیا تھا تو انھوں نے مجھے سمجھایا کہ اپنے مذہب میں آجاؤ، کہاں ان ملاؤں کے چکر میں پڑ گئے، میں نے کہا میں ملاؤں کے چکر میں نہیں ہوں بلکہ ایک سچے مذہب کو مانتا ہوں اور آپ کو بھی کہتا ہوں کہ اسلام قبول کر لیجئے، ایک روز گھر پر دودھ نکال رہا تھا، میری سوتیلی ماں ہے، جس کے برے برتاؤ کی وجہ سے میں نے گھر چھوڑا تھا اور اسلام کی طرف راغب ہوا تھا اگر وہ نہ ہوتی تو شاید ہی میں اسلام قبول کرتا اس طرح اس کا مجھ پر بڑا احسان ہے، کہنے لگی کہ واپس آجاؤ ابھی بھی موقع ہے، میں نے اس سے کہا یہ دودھ جو میں نے بھینس کے تھن سے نکالا ہے، جیسے اس کو واپس تھن میں نہیں ڈالا جا سکتا ویسے ہی میں اسلام کو چھوڑ کر واپس نہیں آسکتا، اس سائنسی دور میں تو اس دودھ کو واپس تھن میں ڈالنے کے بارے میں سوچا بھی جا سکتا ہے، لیکن میرے واپس آنے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں، اس کے بعد گھر والوں نے سوچا کہ یہ تو مانے گا نہیں، اس کا کام تمام کر دیں، نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری، یہ بات مجھے میری چھوٹی بہن نے بتائی کہ گھر والوں کا یہ پروگرام ہے، اس لئے یہاں سے بھاگ جاؤ، میں رات کو ہی گھر سے نکل گیا، گھر والے میرا پیچھا کرتے ہوئے آگئے، مجھے آیت الکرسی یاد تھی میں نے پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا اور ایک جگہ چھپ کر کھڑا ہو گیا، احمد بھائی وہ میرے پاس سے کئی مرتبہ گزرے لیکن مجھے دیکھ نہیں پائے، اس کے بعد وہ واپس چلے گئے، میں نے صبح ان کو فون کیا تو کہنے لگے، اس بار تو بچ گیا، اگلی مرتبہ نہیں چھوڑیں گے۔

سوال: اس کے بعد آپ کی ان سے کبھی ملاقات ہوئی؟

جواب: نہیں احمد بھائی، ملاقات تو کبھی نہیں ہوئی، کیونکہ وہ غازی آباد میں شفٹ ہو گئے ہیں، لیکن ایک مرتبہ والد صاحب کو دور سے کھتولی میں دیکھا تھا۔

سوال: کیا آپ نے والدہ کو دعوت نہیں دی؟

جواب: دعوت تو دی اور ایک مرتبہ تو وہ اسلام قبول کرنے کو راضی بھی ہو گئی تھیں اور وہ اسلام کو سمجھنے کے لئے پھلت بھی آ گئی تھیں لیکن جہاں میں پہلے رہتا تھا وہ میری والدہ سے بات کر رہے تھے لیکن شاید اس وقت ہدایت ان کے نصیب میں نہیں تھی، ان کے پاس ایک نیتا جی آ گئے اور وہ میری والدہ کو چھوڑ کر چلے گئے، میری والدہ نے دو گھنٹے تک انتظار کیا لیکن وہ نہیں آئے، میں نے ان کا خوب خیال رکھا اور ان کی خدمت بھی کی، لیکن وہ بدظن ہو کر چلی گئیں اور اس کے بعد مجھ سے فون تک پر بات نہیں کی، لیکن آج کل میری والد صاحب پر کوشش چل رہی ہے، والد صاحب نے گنگوہ میں کلینک کر رکھی ہے میں ابھی جماعت میں گیا تھا تو ہماری جماعت کے امیر صاحب گنگوہ ہی کے تھے میں نے ان سے بات کی، آج کل وہ والد صاحب پر کام کر رہے ہیں بس آپ سے اور قارئین ارمغان سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد سے جلد ایمان قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، جن میں سب سے زیادہ مشکل یہ ہے کہ میرے گھر پر بہت ساری بھینس وغیرہ تھیں لیکن میں نے کبھی ان کا گوبر نہیں اٹھایا گھر چھوڑنے کے بعد مجھے یہ سب کام کرتے پڑے، جھیلنا پڑا، یہاں تک کہ میں نے مزدوری بھی کی۔

سوال: اور کوئی زندگی کا اچھا سا واقعہ سنایئے؟

جواب: میری نظام الدین سے کولہا پور جماعت جا رہی تھی، اس میں شریک تھا، سفر میں نکلنے سے پہلے کچھ ہمیں سفر کے آداب بتائے گئے اور یہ بھی بتایا گیا کہ سفر میں

جو بھی دعا مانگی جاتی ہے قبول ہوتی ہے،ہم ٹرین میں بیٹھے تو مجھے ان کی یہ بات یاد آئی،میرے پیر میں زخم تھا،میں نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اے اللہ تیرا نیک بندہ ہمیں یہ بات بتا رہا تھا کہ سفر میں جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے میں بہت گناہگار ہوں،میری بھی دعا قبول فرما لے،میرے پیر میں جو زخم ہے اس کو ٹھیک کر دے،احمد بھائی کولہا پور اسٹیشن سے پہلے پہلے میرا یہ زخم بالکل ٹھیک ہوگیا،آج جو بھی میں اللہ سے مانگتا ہوں الحمدللہ ملتا ہے۔

سوال: قارئین ارمغان کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: مسلمان بھائیوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ خود بھی دین پر رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا "اے ایمان والو ایمان لے آؤ" میں سترہ سال پہلے جو بات ایمان والوں کے اندر دیکھتا تھا وہ اب نظر نہیں آتی، مجھے جن لوگوں نے اسلام کی دعوت دی تھی آج میں ان کو دیکھتا ہوں کہ وہ نماز تک نہیں پڑھتے، میں نے ان سے کہا کہ تم نے مجھے یہاں تک پہنچایا اور خود کہاں پہنچ گئے، ایمان کے اندر پورے کے پورے داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسول کی سنت اور اللہ کے حکم کے تابع ہو جائیں اور دوسروں کو دین پر چلنے کی دعوت دیں،اس سے بڑا اللہ نے ہمیں کوئی کام نہیں دیا،باقی سب تو اخراجات پوری کرنے کی بات ہے۔آج جوابی کا کام ہے وہ یہی ہے اور ان کی سوچ اور کڑھن بھی یہی ہے اور رات دن ان کا محنت کرنا وہ سب دین کے لئے ہے، کیوں نہ ہم سب ایمان والے ایسے ہی بن جائیں تو انشاءاللہ میں سمجھتا ہوں کہ کفر کا نام اس دنیا سے ختم ہو جائے گا اور ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آنے لگے گا۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اپریل ۲۰۰۸ء

۲۶ کئی دھرموں میں ادھرم کو دیکھ کر اسلام قبول کیا

محمد سلمان (رام ویر سنگھ) وزیر آباد دہلی سے ایک ملاقات

پوری انسانیت حق کی پیاسی ہے، سراب دیکھ کر ان کو پانی کا گمان ہوتا ہے، کبھی اس مذہب میں، کبھی اس مذہب میں، کبھی اس ست سنگ میں، کبھی اس ست سنگ میں، کبھی جے گرو دیو، کبھی شرڈی والے بابا، مگر سب اندھیرے میں ہیں، صرف اور صرف اسلام ہی ان کے سکون اور درد کا مداوا اور ان کی بے چینی کا علاج ہے، آج دولت کی ریل پیل اور سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی نے انسانیت کو پہلے سے بہت زیادہ بے چین کر دیا ہے، خدارا بے چین انسانیت پر ترس کھائیں، اسلام کے مزے سے آشنا ہونے کے لئے بھی اور دکھی اور بے چین انسانیت پر ترس کھا کر بھی اپنے دعوتی منصب اور فریضہ کا حق ادا کریں۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد سلمان : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : سب سے پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب : مجھے ہندو مذہب میں رام ویر سنگھ کہا کرتے تھے لیکن جب ۱۹۹۴ء میں میں نے بودھ مذہب قبول کیا تو میں نے اپنا نام ویر تھنگور رکھا، پھر ۱۹۹۷ء میں عیسائیت کو قبول کیا وہاں پر ان لوگوں نے بپ ٹائپ (Beptipe) کرا دیا تھا نام نہیں بدلا تھا اور میرا اسلامی نام محمد سلمان ہے، ہم لوگ میرٹھ کے رہنے والے ہیں لیکن اب دہلی میں رہ رہے ہیں، میرے والد بہت کم عمری میں دہلی آ گئے تھے اور دہلی کو ہی اپنا وطن بنا لیا تھا، میری پیدائش بھی دہلی کی ہی ہے اور اب ہم دہلی کے محلہ وزیر آباد میں رہ رہے ہیں۔

سوال: آپ کی تعلیم ؟

جواب: میں نے انگلش اور مارشل آرٹ میں ایم اے کیا ہے، میں تین سال تک دہلی صوبہ کا مارشل آرٹ کا چمپین بھی رہ چکا ہوں، میں مشرقی دہلی میں ایک کوچنگ انسٹی ٹیوٹ چلاتا ہوں انگلش اسپیکنگ کورس خاص طور پر میرا شوق رہا ہے۔

سوال: آپ نے اسلام کب قبول کیا؟

جواب: میں نے ۶ر اپریل ۲۰۰۷ء کو اسلام قبول کیا۔

سوال: آپ نے بدھ مذہب اور عیسائیت کو کب اور کیسے قبول کیا؟ کیا کسی نے آپ کو دعوت دی تھی؟

جواب: احمد بھائی، اصل میں حق میری پیاس تھی، اس کی تلاش مجھے در در لئے پھری، مجھے دنیا میں سکون کی تلاش تھی، میرے اللہ کا کرم ہے کہ اللہ نے مجھے کتنے باطل کے مزے چکھائے، اب اسلام میرے لئے تحقیقی مذہب ہے تقلیدی نہیں۔ میں نے ۱۹۹۴ء میں بدھ مذہب اختیار کیا میرے گھر سے تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر دور بدھ کے ویر چھتو (امام) رہتے ہیں ان کے نام پر ہی میں نے اپنا نام ویر سنگھ سے ویر چھتو رکھا تھا انھوں نے مجھے بدھ مذہب کی دعوت دی اور کسی فارن کنٹری میں بھیجنے کا لالچ دیا، میں نے ان کی بات مان لی اور یہ مذہب قبول کرلیا۔

سوال: آپ نے اس مذہب کو کیسے چھوڑا؟

جواب: میرا ان کے گھر پر آنا جانا تھا اور وہاں میں بے تکلفی سے رہا کرتا تھا ایک مرتبہ میں نے ان کا فریج کھولا، تو پورک (خنزیر) کا گوشت رکھا ہوا تھا میں اس کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ اس مذہب کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ لوگ پورک کھاتے ہیں اور یہ بات میں ان سے کہہ کر چلا آیا کہ امن کا ڈھونگ بھرتے ہیں اور

گوشت کھاتے ہیں، وہ بھی گندے جانور کا۔

سوال: آپ نے عیسائیت کو کیسے قبول کیا؟

جواب: میری والدہ مستقل چرچ میں جایا کرتی تھیں، ان کے ساتھ مجھے بھی جانا پڑتا تھا، وہاں پر جو پادری تھے وہ مجھے عیسائیت کے بارے میں سمجھاتے تھے اور میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا کرتے تھے، کبھی مجھے گلے لگاتے اور کبھی بہت محبت کا اظہار کرتے مجھے ان کی یہ باتیں بہت اچھی لگیں اور میں ان سے بہت متاثر ہوا کہ کتنے اچھے لوگ ہیں، انھوں نے مجھ سے اتنی محبت کا اظہار کر کے عیسائیت کی طرف مائل کر لیا اور میں نے عیسائیت کو قبول کر لیا، وہ بھی بڑے دیر جھوٹو کی طرح مجھ سے کہا کرتے تھے کہ تم ہمارے ساتھ رہو، ہم تمھیں باہر ملک میں لے جائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کو کہیں بھیجنا منظور نہ تھا اس لئے اس نے مجھ سے اس مذہب کی حقیقت کو کھول دیا اور میں نے وہی ہندو مذہب کی طرح کی مورتی پوجا کو دیکھ کر اس مذہب کو چھوڑ دیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا، آپ کے اسلام کی طرف مائل ہونے کا کیا راستہ بنا؟

جواب: اصل میں حق میری پیاس تھی، دور دور تک مجھے بے چینی اور ڈھونگ کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دیا، میں روحانیت اور سچ کی تلاش میں تھا، میرے ایک ہندو دوست نے مجھے بدایوں کے ایک پیر صاحب سے ملوایا، جو دہلی آیا کرتے تھے، مجھے بدایوں جانے کو کہا، میں بدایوں ان کی درگاہ میں گیا، وہاں لوگ مرید ہو رہے تھے، وہاں کے کچھ لوگوں نے مجھے بھی کپڑا پکڑوا دیا اور مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے حضرت صاحب سے مرید ہو گئے، انھوں نے کلمہ اور اللہ کا ذکر بتایا، احمد بھائی! مجھے کلمہ اور اللہ کے ذکر میں تو مزا آتا تھا، مگر ان پیر صاحب کا سارا نظام ہندوؤں کی طرح ہی لگتا تھا، بس مورتی کی جگہ پیر بدل گیا تھا، پیر صاحب کو سب سجدہ کرتے تھے، مجھے بھی

نہ چاہتے ہوئے یہ سب کرنا پڑتا تھا، میں چند بار بدایوں گیا مگر مجھے گھر پر رہ کر ذکر میں تو چین سا ملتا تھا، مگر وہاں جا کر پھر وہی بے چینی ہو جاتی تھی۔

سوال: کیا پیر صاحب نے آپ کو کلمہ پڑھایا اور باقاعدہ مسلمان بنایا؟

جواب: نہیں، ان کے یہاں اپنے مذہب میں رہ کر ہی سب ان کے مرید رہتے ہیں

سوال: پھر اسلام قبول کرنے کا کیا واقعہ ہوا؟

جواب: ہمارے گھر میں تعمیر کا کام چل رہا تھا، مجیب بھائی سے میں نے کچھ سامان خریدا مجیب بھائی نے ایک بار مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی میں نے اپنی حق کی تلاش اور در بدر مارے مارے پھرنے کی داستان سنائی اور پیر صاحب سے بیعت ہونے کی بات بھی بتائی، انھوں نے مجھ سے اسلام قبول کرنے کے بارے میں سوال کیا تو میں نے بتایا کہ پیر صاحب اپنے مذہب میں رہ کر سب کو مرید کرتے ہیں، تو وہ بہت ہنسے اور میرا مذاق سا اڑایا اور مجھ سے حضرت مولانا کلیم صاحب صدیقی کا تعارف کرایا اور بتایا کہ سچے پیر ایسے ہوتے ہیں آپ ان سے ملیں تو پھر آپ کو در در بے چین پھرنا نہیں پڑے گا، میں نے وعدہ کرلیا اور تین روز کے بعد ہم پھلت کے لئے چلے راستہ میں مجیب بھائی نے اسلام کے بارے میں مجھے تفصیل سے بتایا'' آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' مجھے دی، میں نے اسے پڑھا، مجھے ایسا لگا کہ جس حق کو تو تلاش کر رہا ہے وہ تجھے مل گیا ہے، ہم لوگ مغرب کے بعد پھلت پہنچے حضرت نے مجھے محبت سے گلے لگایا بہت وقت دیا اور مجیب بھائی کے کہنے سے دوبارہ کلمہ پڑھوایا، حضرت مولانا نے مجھے توحید اور شرک کے سلسلہ میں خاص طور پر بڑی تفصیل سے بتایا، جس سے میرا دل بہت مطمئن ہو گیا حضرت نے مجھے ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' ''اسلام کیا ہے؟ اور خطبات مدراس کا

ترجمہ پڑھنے کا مشورہ دیا میں نے دہلی جا کر کتابیں خریدیں، ان کتابوں کو پڑھ کر مجھے ایسا لگا کہ اندھے کو آنکھیں مل گئیں، میں نے حضرت سے کہا کہ بڑی تعداد مسلمانوں کی بھی توحید سے دور ہے اور پیر پرستی کرتی ہے، خود میرے پیر صاحب سجدہ کرواتے ہیں، ان کو شرک سے روکنے کی کوشش کرنی چاہئے، میں نے حضرت سے کہا کیا میں پیر صاحب کو سمجھانے کی کوشش کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ انھوں نے آپ کو ذکر بتایا ہے وہ آپ کے محسن ہیں ان کو سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے، مجیب بھائی کے مشورہ سے میں نے حضرت مولانا سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے فرمایا کہ آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں، آپ کو ہر فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے اب تک آپ بہت جلدی میں فیصلے کرتے رہے ہیں یہ فیصلہ اور بھی زیادہ سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے، میں نے اصرار کیا کہ حضرت مجھے اپنے اللہ سے قوی امید ہے کہ میرے اللہ نے مجھے بھٹکا بھٹکا کر منزل تک پہنچا دیا ہے، اب انشاء اللہ ان کے بعد مجھے کہیں جانے کی ضرورت نہیں، میرے بہت اصرار پر حضرت نے مجھے بیعت کرلیا، الحمد للہ۔

سوال: پھر آپ اپنے پہلے پیر صاحب سے ملنے نہیں گئے؟

جواب: میں گیا اور ان کو شرک کی برائی مثالوں سے بتانے کی کوشش کی، شروع میں تو وہ بہت غصہ ہوئے اور بولے یہ چوبیس نمبری ہو گیا ہے، کسی دہابڑے کے چکر میں آ گیا ہے لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری بار بار ان سے ملتا رہا، وہ رفتہ رفتہ نرم پڑتے گئے انھوں نے ایک روز کوئی خواب دیکھا، اب وہ انشاء اللہ ہمارے حضرت سے مرید ہونے آنے والے ہیں وہ اب اس راہ سے توبہ کر کے ادھر حق پر آنے کو تیار ہیں ان کے ساتھ مجھے امید ہے ان کے ہزاروں مرید بھی شرک اور خرافات سے توبہ کریں گے۔

سوال: کیا اس سے پہلے آپ کو کسی نے اسلام کی دعوت نہیں دی؟

جواب: دعوت تو نہیں دی لیکن میرے دوستوں نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور ممبئی میں بھی مجھے ایک صاحب نے اسلام کے متعلق بہت سی باتیں بتائیں لیکن وہ مجھے ٹھیک سے سمجھا نہیں پائے اور کچھ مسلمانوں سے مجھے نفرت بھی تھی کیونکہ جہاں میں رہتا ہوں وہاں پر مسلمان ہر برا کام کرتے ہیں، کرائم کرنا اور شراب پینا ان کے لئے عام بات تھی، اس لئے مجھے مسلمان پسند نہیں تھے اور جو لوگ مجھے اسلام کے بارے میں بتاتے تھے وہ اسلام سے خود بہت دور تھے ان میں کوئی بھی اسلامی بات نہیں پائی جاتی تھی، اس لئے بھی ان کی باتوں نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے تربیت کہاں حاصل کی اور اسلام کے بارے میں کہاں سے جانا؟

جواب: اسلام کے بارے میں مجھے مجیب بھائی نے بتایا، مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی، تو میں مجیب بھائی کے پاس آکر اس کو حل کر لیتا تھا اور بہت سی باتیں کتابوں سے سیکھی ہیں۔

سوال: جماعت میں بھی آپ نے کبھی وقت لگایا ہے؟

جواب: جی ہر مہینہ تین دن کیلئے جماعت میں جاتا ہوں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے بہت اچھا محسوس کیا، کیونکہ مجھے مکمل زندگی گزارنے کا طریقہ مل گیا ہے، معاشرہ میں کس طرح رہنا ہے اور لوگوں سے کیسے میل جول رکھنا ہے اور کیسے معاملات ہونے چاہئیں مجھے ایک مثبت فکر مل گئی اور میں نے بہت سکون محسوس کیا۔

سوال: آپ نے اپنے گھر والوں پر دعوت کا کام نہیں کیا؟

جواب: میرے حضرت نے الحمدللہ میرے دل ودماغ میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد، اس کا پیشہ اور اس کی پہچان دعوت ہونی چاہئے اور یہ مسلمانوں میں جو اسلام دکھائی نہیں دیتا اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے دعوتی منصب سے غافل ہیں، اس لئے تم اگر داعی بن کر نہ رہے، جس طرح نمک کی کان میں ہر چیز نمک بن جاتی ہے، تم بھی اسلام کے نعرے اور حقیقت سے محروم نام کے مسلمان بن کر رہ جاؤ گے۔ الحمدللہ میں نے داعی بن کر جینے کی کوشش کی اور اس کے صدقہ میں اللہ نے میرے بیوی بچوں کو اسلام کی دولت سے نوازا، میری اہلیہ نہ صرف یہ کہ وہ مسلمان ہوگئیں بلکہ وہ میری بہت مضبوط دعوتی رفیق ہیں، اس کے بعد میرے والد صاحب مشرف بہ اسلام ہوئے، اللہ کی رحمت پر قربان جاؤں کہ میرے حضرت اور مجیب بھائی دعوتی مشکل مراحل پر مجھے بڑی امید کے ساتھ بھیجتے ہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی امید کی لاج رکھتے ہیں۔

سوال: ایک دو واقعات سنائیے؟

جواب: مدھیہ پردیش کے ایک سید گھرانہ کی لڑکی ایک ہندو لڑکے کے ساتھ دہلی آ گئی تھی اور کورٹ میرج کر کے دہلی میں ہندو بن کر اس کے ساتھ رہ رہی تھی، ان کے چچا اور ماموں حضرت کے یہاں آئے حضرت نے مجھے فون کیا، مجیب بھائی اور میں نے اس لڑکی سے اپنے شوہر سے ملوانے کو کہا، مگر وہ راضی نہ ہوئی اور ہمیں بھی دعوت سے روکی تھی کہ اگر آپ دعوت دیں گے تو وہ مجھے چھوڑ دیں گے، حضرت نے فون پر مجھ سے کہا تھا، اگر ان دونوں کو کلمہ پڑھوا کر نکاح کروا دیا تو پیٹ بھر کے مٹھائی کھلائی جائے گی ہم لوگ لگے رہے، میں نے لڑکے کے دفتر جا کر لڑکی کو خبر کئے بغیر

جا کر بات کی الحمدللہ پہلی میٹنگ میں اس نے کلمہ پڑھ لیا اور بعد میں لڑکی کو بھی ایمان کی تجدید کروائی اور جعفر آباد بلا کر ان کا نکاح کروایا اب وہ دونوں اسلامی زندگی گزار رہے ہیں، حضرت بہت خوش ہوئے ہمارے ہاتھوں کو چوما اور فوراً مٹھائی منگوا کر مٹھائی کھلوائی۔

ایک جج کے پاس حضرت نے ہمیں دعوت کے لئے بھیجا الحمدللہ انھوں نے بھی کلمہ پڑھا، اصل میں احمد بھائی، سچی بات یہ ہے کہ حضرت سچ فرماتے ہیں کہ ہدایت تو اتری ہوئی ہے ہم لوگ جہاں جائیں کوشش کریں لوگوں کے لئے اتری ہوئی ہدایت ہماری جھولی میں آسکتی ہے۔

مجھے ایک رات عشاء کے بعد معلوم ہوا کہ ایک مسلمان وکیل نے ایک مسلم لڑکی کی شادی ایک ہندو لڑکے کے ساتھ شدھی کرا کے کروادی ہے، میں بیان نہیں کر سکتا میرے بدن میں غصہ میں آگ سی لگ گئی، ساڑھے دس بجے وکیل صاحب کا پتہ معلوم کر کے میور وہار ان کے گھر گیا، میں نے ان سے کہا آپ مسلمان تو نہیں انسان بھی نہیں، انسان سے ہمدردی اگر آپ کو ہوتی تو ہر ایک کو مرنے کے بعد دوزخ کی آگ سے بچانے کی کوشش کرتے، آپ نے ایک دوسری کو بھی جہنمی بنا دیا، آپ خود مسلمان نہیں رہے، کیا آپ کو مرنا نہیں، مجھے پتہ بتایئے وہ لڑکی لڑکا کہاں رہ رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے، فائل میرے دفتر میں ہے، صبح لے لینا، میں نے کہا رات کو دونوں مر گئے تو کیا ہوگا میں نے دباؤ دیا کہ مجھے پتہ ابھی چاہئے میں نے ساڑھے دس بجے ان کو دفتر لے جا کر فائل نکلوائی اور ساڑھے گیارہ بجے ان کے فلیٹ پر پہنچا اور ان سے بات کی، کہ رات کو میں اس لئے آپ کے پاس آیا کہ اگر رات کو آپ کی یا میری موت ہوگئی تو آپ کا کیا ہوگا، ایک بجے تک بات ہوتی رہی، الحمدللہ ایک بجے اس لڑکے نے جو

کمپیوٹر انجینئر تھا کلمہ پڑھا لڑکی کا حال بھی یہ تھا کہ اسے کلمہ یاد نہیں تھا، میں نے اگلے روز ان کا نکاح پڑھوایا اور اپنی اہلیہ کو اس لڑکی کو دین سکھانے کے لئے بھیجنا شروع کیا، الحمدللہ اس نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد کیا کچھ مشکل کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: اسلام جیسی نعمت کے مقابلہ میں جو کچھ مشکل آئی وہ کچھ بھی نہیں تھی اصل میں قیمتی چیز بڑی قیمت پر خریدی جاتی ہے، چاندی کے لئے کم قیمت اور سونے کے لئے زیادہ قیمت دینی پڑتی ہے، ایمان سے زیادہ کائنات میں کوئی چیز قیمتی نہیں، اللہ نے اس بندہ کو بالکل سستے میں عطا فرمادی، کچھ تھوڑی مشکلیں آئیں ان میں سب سے پہلی یہ تھی کہ میرے انسٹی ٹیوٹ سے سارے اسٹوڈنٹ چھوڑ کر چلے گئے کہ یہ تو پڑھا لکھا جاہل ہو گیا اور میرا روزگار کا مسئلہ مشکل ہو گیا، مگر اللہ نے جلد ہی مسلمان لڑکوں کی بڑی تعداد بھیج دی اور بعد میں ان میں سے بھی بہت سے لڑکے دوسری جگہ ناکام ہو کر میرے یہاں واپس آگئے۔ سسرال والوں نے بائیکاٹ کر دیا، مکان بنانے میں کچھ لوگوں کا قرض ہو گیا تھا، ان لوگوں نے میرے مسلمان ہونے کے بعد بہت سختی کی، مگر یہ معمولی باتیں ہیں، یہ تو عام آدمی کی زندگی میں آتی ہیں، ان مشکلوں نے مجھے دعا کا مزہ سکھا دیا اور الحمدللہ دعا کی قوت پر میرا اعتماد بڑھا۔

سوال: کچھ اور لوگوں نے بھی آپ کی دعوت پر اسلام قبول کیا ہے اس کی کچھ تفصیلات؟

جواب: الحمدللہ ایک خاصی تعداد ہے۔

سوال: وہ تعداد کتنی ہوگی؟

جواب: ہمارے حضرت یہ کہتے ہیں کہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے ان تک

دعوت پہنچائی ہے وہ ساڑھے چار ارب ہیں، ان کے مقابلے میں جو مسلمان ہوئے وہ بالکل نہ کے برابر ہیں تاہم ہم گندوں کو اللہ نے ذریعہ بنایا اور اس پر ہم اللہ کا کروڑوں کروڑ شکر ادا کرتے ہیں، الحمدللہ بڑی تعداد تو ایسے لوگوں کی ہے کہ خاندانوں کے لئے مسئلہ بنے ہوئے تھے، اللہ نے ہم دونوں کو ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ پیغام آپ دیں گے؟

جواب: پوری انسانیت حق کی پیاسی ہے، سراب دیکھ کر ان کو پانی کا گمان ہوتا ہے، کبھی اس مذہب میں، کبھی اس مذہب میں، کبھی اس ست سنگ میں، کبھی اس ست سنگ میں، کبھی جے گرودیو، کبھی شرڈی والے بابا، مگر سب اندھیرے میں ہیں، صرف اور صرف اسلام ہی ان کے سکون اور درد کا مداوا اور ان کی بے چینی کا علاج ہے، آج دولت کی ریل پیل اور سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی نے انسانیت کو پہلے سے بہت زیادہ بے چین کردیا ہے، خدا را بے چین انسانیت پر ترس کھائیں، اسلام کے مزے سے آشنا ہونے کے لئے بھی اور دکھی اور بے چین انسانیت پر ترس کھاکر بھی اپنے دعوتی منصب اور فریضہ کا حق ادا کریں۔

سوال: اسلام کے مطالعہ کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟

جواب: الحمدللہ میں مسلسل مطالعہ کرتا ہوں اور اب میں نے قرآن مجید حفظ شروع کردیا ہے، میری دلی خواہش ہے کہ میں داعی بالقرآن بنوں، اس کے لئے قرآن کا حفظ بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

سوال: بہت بہت شکریہ! جزاکم اللہ خیرا لجزاء

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مئی ۲۰۰۸ء

۲۷ بے لوث محبت نے ڈاکوؤں کو اسلام کا غلام بنایا

چودھری عبداللہ سے ایک ملاقات

ہمارے حضرت مولانا کلیم صاحب صدیقی فرماتے ہیں کہ یہ ہندوستان کے لوگ بس مریض ہیں، ان کی دشمنیاں، سازشیں بس بیماری کی چیخ وپکار ہے، ان کی سب بیماریوں کا علاج محبت اور جرأت ہے، ارمغان کے قارئین سے بس میری یہ درخواست ہے کہ ان کو وہ حریف نہ سمجھیں بلکہ مریض سمجھیں اور محبت کی بولی ان کے مرض کا علاج ہے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبد اللہ چودھری : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : چودھری صاحب، ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے، کب سے آپ کا ذکر آتا رہتا ہے، ابی اپنی تقریروں میں باقاعدہ آپ کا نام لے کر ذکر کرتے ہیں، میرے دل میں خیال آتا تھا کہ آپ سے انٹرویو لوں، آج اس کا دن آگیا ہے، ہمارے یہاں پھلت سے اردو میں ارمغان میگزین نکلتا ہے، اس کے لئے آپ سے بات کرنی ہے؟

جواب : مولانا احمد صاحب، ارمغان میرے لئے تعارف کا محتاج نہیں ہے، میں اردو تو مصروفیت بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ کاہلی کی وجہ سے نہیں پڑھ سکا مگر پابندی سے ارمغان پڑھوا کر سنتا ہوں، حافظ ادریس اور مولانا وصی صاحب سے کتنے دنوں سے کہتا رہتا ہوں کہ ہندی والوں پر بھی ترس کھایئے اور ارمغان کا ہندی ایڈیشن ضرور شائع کیجئے،

جب میں کہتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ اگلے مہینہ شروع ہو جائے گا کہ شاید ان کو ترس آ گیا ہے، مگر کب سے انتظار ہے، اصل میں ان کو بھی بہت کام ہیں، کوئی نئی میگزین نکالنا اتنا آسان تو ہے نہیں، میں نے مولانا صاحب سے کہہ رکھا ہے کہ ہندی ایڈیشن کے لئے زیادہ نہیں تو کم از کم ۵۰۰؍ممبر بنانے میرے ذمہ ہیں، اللہ تعالیٰ کبھی تو ہماری بھی ضرور سنیں گے۔

سوال: آپ مایوس نہ ہوں، انشاء اللہ جلد آپ کی مراد پوری ہوگی۔ عید کے بعد انشاء اللہ امید ہے ارمغان کا ضرور ہندی ایڈیشن شروع ہو جائے گا۔

جواب: احمد بھائی، آپ کو پیٹ بھر کے مٹھائی کھلاؤں گا، اگر یہ خبر سچی ہوگئی تو۔

سوال: چودھری صاحب! آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب: میں ۶؍دسمبر ۱۹۵۱ء میں پھلت کے پڑوسی گاؤں کے ایک جاٹ گھرانے میں پیدا ہوا، میرے والد ایک زمین دار تھے، انگریزی زمانے کے انٹر میڈیٹ بھی تھے، وہ ایک پرائمری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے، ۱۰۱؍سال کی عمر ہوئی، جس اسکول میں بھارت کے پردھان منتری لال بہادر شاستری ہمارے علاقہ میں پڑھاتے تھے میرے چاچا جی، اس اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے، اسی اسکول میں میں نے پرائمری اور پھر جونیر ہائی اسکول (آٹھویں کلاس) پاس کیا، اس کے بعد ایس ایس کالج کھتولی میں ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کیا، خاندانی ماحول اس طرح کا رہا کہ ورزش اور باڈی بلڈنگ کا شوق رہا، انٹر تک دنگلوں میں کشتی بھی لڑتا رہا، بہت سی کشتیاں جیتیں، یوپی بہار کے دنگلوں میں نام کمایا، بچپن سے نڈر اور بہادری کا مزاج بنا تھا، والد صاحب غریبوں اور کمزوروں کا حد درجہ خیال رکھتے تھے، کتنے غریب بچوں کی فیس وغیرہ خود ادا کرتے تھے، کسی مشکل میں پھنسے لوگوں کا ساتھ دیتے، ہم سبھی بھائیوں کو یہ بات وراثت میں ملی، اس جذبہ کی وجہ سے بعض مظلوموں کی مدد میں بعض

قاتلوں اور بدمعاشوں سے دشمنی ہوگئی اور مقابلے کے لئے طاقت کی ضرورت میں غلط لوگوں کو ساتھ جوڑنا پڑا اور پھر اس غلط سنگت (صحبت) نے اپنی طرف کھینچ لیا، پھر اسی لائن کا ہو رہا، اس کے لئے پورے ضلع میں مشہور ہوگیا اور نہ جانے کتنے لوگوں میں نام کا خوف سا بیٹھ گیا، اکثر پولس والے تک ڈرنے لگے، احمد بھائی یہ حالت تھی کہ کھتولی میں تھانے کے سامنے سے گزرتا تو پولس والے یا کوتوال بھی دروازے پر کھڑا ہوتا تو اندر چلا جاتا کہ کوئی پنگانہ بناوے، مجھے بھی کچھ زعم سا ہوگیا تھا، لوگ ایسے میں میرے نام سے لالاؤں، سے تاجروں سے پیسے وصول کرنے لگے، لوگ نام سن کر دیدیتے، میرے اللہ کا مجھ پر کرم رہا کہ اس غلط راہ پر بھی ہمیشہ مظلوموں اور بے سہارا لوگوں کے ساتھ جینا میرا مزاج رہا، اس کی وجہ سے پراپرٹی ڈیلنگ کا کام کیا، جو بہت اچھا چلا، کئی شہروں میں اپنے نام سے کالونیاں بنائیں جو بہت جلد آباد ہو گئیں، غریبوں اور مظلوموں کی مدد اس دنیا میں میرے کام آئی، میرا کاروبار دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا رہا اور ۲۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو اللہ نے مجھے ہدایت نصیب فرمائی۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب: کسی مظلوم کا مدد کرنا میرے کام آیا اور میرے اللہ کو مجھ بدمعاشوں کے سردار پر ترس آگیا، اصل میں مجھے غصہ بہت آتا تھا اور کبھی کبھی غصہ اس قدر بڑھ جاتا تھا کہ میرے بدن میں آگ سی لگنے لگتی، ایک بار ڈاکٹر کو چیک کرایا تو بلڈ پریشر بہت بڑھا ہوا تھا، مسلسل مرض بڑھتا رہا، پورے بدن میں درد رہنے لگا، اس کے لئے انجکشن لگوانے پڑے، انجکشن لگواتے لگواتے عادت ہوگئی اور مجھے ایڈیکشن ہوگیا، ایک روز میں چار فورٹ ون کے انجکشن دو دو ملوا کر صبح و شام لگوانے پڑتے، ایک روز دن چھپنے کے بعد میں ایک ڈاکٹر کی کلینک پر انجکشن لگوانے کے لئے گیا، کلینک ٹیلی فون اکسچینج

کے پاس تھی، آپ کے والد مولانا کلیم صاحب کو جب کبھی فون کرنا ہوتا تو ڈاکٹر صاحب کے فون سے کال بک کرا کے فون کرتے تھے، ڈائرکٹ فون ڈائل کرنے کا نظام کھتولی میں نہیں تھا اور پھلت میں تو فون کی سہولت بھی نہیں تھی، وہ، ڈاکٹر صاحب کی کلینک پر بیٹھتے تھے، میں نے ڈاکٹر صاحب کو انجکشن دیئے، انھوں نے دونوں ملا کر میرے ہاتھ کی نس میں لگا دیئے مولانا صاحب کو فورٹ ون انجکشن کی خاصیت معلوم تھی کہ عام آدمی کے ایک انجکشن لگا دیا جائے تو دس گھنٹے بے ہوش ہو جائے میں دو انجکشن لگوا کر باتیں کر رہا تھا، مولانا صاحب حیرت میں پڑ گئے اور مجھے دیکھ کر حد درجہ پریشان بھی ہوئے، گویا انجکشن میرے نہیں ان کے ہی لگے ہوں، مجھ سے بولے چودھری صاحب آپ اپنی زندگی پر ظلم کر رہے ہیں، آپ یہ انجکشن کیوں لگواتے ہیں؟ میں نے کہا میرے پورے بدن میں درد ہوتا ہے اور بے حد غصہ آتا ہے اس کے لئے مجھے صبح وشام دو دو انجکشن لگوانے پڑتے ہیں مولانا صاحب بے تاب ہو گئے، روزانہ چار فورٹ ون، پھر تو آپ دن میں دو بار خودکشی کرتے ہیں، آپ نے دوسری طرح علاج نہیں کرایا آپ یہ انجکشن چھوڑ دیجئے، مولانا صاحب نے کہا کہ آپ کو غصہ کیوں آتا ہے؟ میں نے کہا کہ جب طاقت ور اپنے مال اور طاقت کے نشہ میں کسی کمزور مظلوم کو ستاتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ یا تو اس کی جان لے لوں یا اپنی جان دے دوں، اسی میں سینکڑوں مقدمے مجھ پر چل رہے ہیں، میں نے کہا کئی بار مہینے مہینے تک ایڈکشن ختم کرنے کے لئے اسپتالوں میں رہا، کتنے حکیموں کو دکھایا، لاکھوں لاکھ، بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ دس لاکھ روپے میں علاج میں خرچ کر چکا ہوں تو یہ جھوٹ نہ ہوگا، مولانا صاحب نے مجھ سے پوچھا، آپ کہاں رہتے ہیں؟ میں نے کہا، مولانا صاحب آپ شاید پھلت کے ہیں، انھوں نے کہا ہاں، آپ نے کیسے پہچانا، میں نے کہا کہ پھلت

کے راستہ میں میں نے کچھ زمین خریدی تھی وہیں آپ کو آتے جاتے دیکھا تھا، میں آپ کا پڑوسی ہوں شاید آپ نے میرا نام سنا ہو، مولانا صاحب نے نام سن کر کہا اچھا آپ ہیں جن کا اخباروں میں نام بھی آتا تھا، میں نے کہا کہ وہ اوت نالائق میں ہی ہوں، مولانا صاحب نے کہا: آپ نے بہت علاج کرالیا اب آپ ایک مہینہ ہمیں دیجئے، آپ وہاں گھر آیئے، آرام سے رہئے کھانا پینا اور علاج سب میرے ذمہ ہوگا، آپ کا کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوگا، بس آپ میرے ساتھ رہیں گے، مالک کے کرم سے امید ہے کہ آپ ایک مہینہ میں ان انجکشنوں سے چھٹکارہ پا جائیں گے، مولانا صاحب نے زور دیا کہ مجھ سے وعدہ کیجئے، آپ کب پھلت آئیں گے؟ میں نے کہا مولانا صاحب آپ کی محبت کا بہت آبھاری ہوں، میں بھی اپنی حالت سے بہت پریشان ہوں، ذرا کچھ مقدمے کی تاریخوں سے چھٹی مل جائے، تو میں آپ کی بات ضرور مانوں گا۔

مولانا صاحب سے اجازت لے کر میں گھر آیا ساری رات مولانا صاحب کی ہمدردی اور محبت کی وجہ سے مولانا کا بے تاب چہرہ میری آنکھوں کے سامنے گھومتا رہا، ایک دو بار آنکھ بھی لگی تو خواب میں دیکھا مولانا صاحب سامنے رو رہے ہیں، چودھری صاحب آپ اپنے جیون پر ترس کھایئے، آنکھ کھل جاتی میں سوچتا بھگوان آپ کا کیسا سنسار ہے، کچھ لوگ دوسروں کی گردن کاٹ کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کے درد میں ایسے بے تاب ہو جاتے ہیں، بے چینی میں رات گزری، صبح سویرے بستر چھوڑ دیا، ورزش وغیرہ کی، کوٹھی پر لان میں پھلواری کو پانی دینے کے لئے پائپ اٹھایا پانی دے رہا تھا کہ دروازے پر گھنٹی بجی، حافظ ادریس صاحب سامنے تھے، میں نے دروازہ کھولا، آیئے مولانا صاحب آیئے، حافظ صاحب نے بتایا کہ میں پھلت سے آیا ہوں، ایک خط، ایک چھوٹی سی ہندی کتاب ان کے ہاتھ

میں تھی، میں نے کہا پھلست وہ دیوتاؤں کا پھلست وہاں کی ایک مہان آتما سے میری ڈاکٹر کے یہاں کھتولی میں ملاقات ہوئی تھی، ساری رات ان کے پریم نے مجھے بے چین رکھا، حافظ صاحب نے بتایا میں انہی کے پاس سے ایک پریم پتر (محبت نامہ) لے کر آپ کے پاس آیا ہوں، آپ کی محبت میں وہ بھی ساری رات نہیں سوئے، وہ خط حافظ صاحب نے مجھے دیا، میرا بھتیجہ بھی میرے ساتھ دوسرے پائپ سے پانی ڈلوار ہا تھا میں نے اس کو بلایا، آ بیٹے دیکھ ایک دیوتا کا پریم پتر آیا ہے، میں نے خط لے کر ماتھے سے محبت اور ادب میں لگایا، اس کو نکال کر پڑھا (خط نکالتے ہوئے) یہ خط ہے مولانا احمد، اس کو اس وقت سے میں اپنے پرس میں رکھتا ہوں لیمینیشن کرالیا ہے، خط یہ تھا:

''میرے بہت بہت پیارے بھائی، چودھری جی! اس پر سلام ہو جو سچی راہ چلے، آپ سے ڈاکٹر صاحب کی کلینک پر ملاقات کر کے میں چلا تو آیا مگر میرا ننھا سا دل آپ میں اٹک کر رہ گیا، رات کو آپ کی حالت آنکھوں کے سامنے رہی، آپ کے لگنے والے انجکشنوں کے نتیجہ میں کسی بھی وقت منڈلاتی موت اپنی موت کی طرح مجھے بے چین کرتی رہی، یہ جیون تو اپنے وقت پر ختم ہونا ہے، مجھے قرآن نے خبر دی ہے کہ موت نہ ایک لمحہ پہلے آسکتی ہے اور نہ ایک پل ٹل سکتی ہے، مگر اس جیون کے بعد ایک ہمیشہ کا جیون جس میں یا تو سورگ کا سکھ ہی سکھ ہے، یا نرک کا دکھ ہی دکھ، نرک کا ایک دکھ اور ایک پل کی سزا پورے جیون کے آگ میں جلنے سے زیادہ ہے، کانوں سے سنی خبر آنکھوں سے دیکھی بات جھوٹی ہوسکتی ہے، مگر میرے بہت پیارے بھائی ایشور کے سچے سندیشٹا حضرت محمد ﷺ اور اس کے لائے ہوئے پوتر (مقدس) قرآن کی بات میں ذرا شک نہیں کہ اگر آپ ایمان کے بغیر مر گئے اور مسلمان نہ ہوئے تو ہمیشہ کی نرک کی سزا بھگتنی پڑے گی، اس لئے میرے بھائی اپنے پیار کرتے والے بھائی پر ترس کھا

کر اپنے جیون پر ترس کھاؤ اور ایمان قبول کر کے مسلمان بن جاؤ، سچے دل سے کہو:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور انتم سچے سندیشٹا ہیں، میرے بھائی اگر آپ نے پوتر مقدس قرآن جو (انتم سن ودھان) آخری خدائی منشور ہے، کا پالن کرنے کا حلف اس کلمہ کو پڑھ کر نہ دیا، تو پھر نرک کی آگ میں جلنا ہوگا میرے پیارے بھائی ذرا سوچو وہاں سے واپسی بھی ممکن نہیں اور پھر افسوس کے سوا کچھ نہیں کر سکو گے۔

میرے بھائی آپ کو کیا معلوم رات میری کس طرح کٹی، رات کو ایک بجے بے چین ہو کر میں نے بستر چھوڑا، پھر اپنے مالک کے سامنے سر رکھ کر آپ کے لئے دعا کرتا رہا، میرے مالک وہ مظلوموں اور کمزوروں پر ظلم برداشت نہ کرنے والا اور اس غصہ میں اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنے والا آپ کی ہدایت اور دیا (رحم) کا کتنا مستحق ہے، مجھے امید ہے کہ وہ مالک اس گندے مگر دکھیارے کی دعا کو ضرور سنے گا، بلکہ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس نے سن لیا ہے، بس آپ مجھے اپنے مسلمان ہونے کی خوش خبری دے دیجئے تا کہ آپ کا یہ پیار کرنے والا بھائی کچھ چین پا سکے، میں جس انتم سندیشٹا (آخری رسول) کے لائے ہوئے کلمہ کی طرف آپ کو بلا رہا ہوں، اس کے جیون پر آدھارت (سیرت پر مشتمل) ایک پمفلٹ آپ کو بھیج رہا ہوں اللہ کرے میرے دل کی بات آپ تک پہنچے اور وہ اللہ ہمیں اور آپ کو ہدایت پر رکھے اور اسی پر ہماری اور آپ کی موت آئے" والسلام آپ کا بہت محبت کرنے والا بھائی

محمد کلیم ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۷ء

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: میں نے اس خط کو زور زور سے اپنے بھتیجے کو پڑھ کر سنایا اس خط میں بے لوث محبت سے میرے جسم کا رواں رواں کھڑا ہوتا رہا اور اس محبت کے سامنے میں ایک بے بس غلام کی طرح مولانا صاحب کے سامنے اپنے کو گھرا پاتا تھا، میرا دل چاہتا تھا کہ میں فوراً جاکر مولانا صاحب سے گلے ملوں ان کا شکریہ ادا کروں اور ان کی خواہش پوری کروں مگر ایک بہت اہم مقدمے کی تاریخ تھی، گواہوں سے بات بھی کرنی تھی، وکیل سے بھی ملنا تھا، اس لئے میں نے حافظ صاحب سے کہا: میں رات کو، یا پھر کل کو، مولانا صاحب سے ملوں گا۔ اس روز میں مظفر نگر سے دیر سے آیا، رات کو دیر سے مولانا صاحب کے پاس جانا مناسب نہ سمجھا، رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے صبح دس بجے آنکھ کھلی، گیارہ بجے پھلت پہنچا تو مولانا صاحب سفر پر جا چکے تھے اس کے بعد آٹھ نو بار پھلت گیا، میرے اللہ بھی شاید میری محبت کا امتحان لے رہے تھے، مولانا صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ۲۳/ دسمبر کو مولانا صاحب کا ایک سفر بلند شہر کا تھا تو انھوں نے کھتولی سے حافظ ادریس کو بھیجا کہ آج شام کو ہم واپس آجائیں گے آپ آکر مل لیں، اس روز بھی میری تین مقدموں کی تاریخیں تھیں میں دیر سے گھر پہنچا اور رات کو دس بجے سردی میں بلٹ موٹر سائیکل پر اپنے بھتیجے کے ساتھ پھلت پہنچا، مولانا صاحب بستر سے نکل کر آئے باہر بیٹھ کر جو اب خانقاہ کہلانے لگی ہے بلکہ الحمدللہ خانقاہ بن گئی ہے، ملاقات ہوئی، مولانا صاحب نے کہا آپ نے کلمہ پڑھ لیا کہ نہیں، میں نے مولانا صاحب سے اکیلے میں ملنے کی درخواست کی، مولانا صاحب مجھے گھر کے اندر والے کمرے میں لے گئے، میں نے کہا آپ کے پریم (محبت) نے مجھے غلام بنا لیا ہے، آپ بیچیں یا آزاد کریں، پہلے تو میں معافی چاہتا ہوں کہ اتنے دنوں کے بعد ملا، مگر میں گیارہ بار پہلے حاضر ہوا، آپ سے ملاقات نہ ہو سکی، میرے مسلمان ہونے کے دو

طریقے ہو سکتے ہیں، ایک تو یہ کہ مجھے سب کے سامنے کلمہ پڑھائیے اور یہاں مسجد میں اذان وغیرہ دینے پر لگا دیجئے، یہ بھی خوشی سے منظور ہے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ میری دو بیویاں ہیں اور ان کے بچے ہیں، میں کلمہ پڑھ لوں، اپنے مقدموں وغیرہ سے نکل آؤں اور گھر کے لوگوں کو تیار کروں اور پھر کچھ دن کے بعد کھل کر اعلان کروں، آپ جو چاہیں گے ویسا ہی ہوگا، آپ کو شاید معلوم نہیں کہ میں ضلع شیوسینا کا ذمہ دار بھی تھا، ۱۳/ دسمبر کو آپ کے خط کے بعد میں نے شام کو ہی استعفا دیدیا کہ اب مولانا کے پیچھے رہ کر جیون گزارنا ہے، مولانا صاحب نے کہا پہلے کلمہ پڑھ کر میرا دل تو ٹھنڈا کیجئے، میں نے کہا پڑھوایئے، ویسے میں نے سچے دل سے آپ کے خط میں کلمہ پڑھ لیا تھا اور اپنا نام بھی عبداللہ اپنے من میں رکھ لیا ہے، اب دوبارہ مجھے پڑھوا دیجئے مولانا صاحب نے کہا کہ ایمان کو تو بار بار تازہ کرتے رہنا چاہئے، مجھے کلمہ پڑھوایا اور کہا کہ عبداللہ بہت اچھا نام ہے، ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام اللہ کو بہت پسند ہیں۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: مولانا صاحب نے مجھے موقع لگا کر نماز وغیرہ سیکھنے اور گھر والوں پر کام کرنے کے لئے کہا، الحمد للہ دو مہینے میں میری چھوٹی اہلیہ اور اس کے چاروں بچے مسلمان ہو گئے، مقدموں سے میں بہت پریشان تھا، مولانا صاحب نے کہا کہ جس مقدمے میں جائیں دو رکعت صلاۃ التوبہ اور صلاۃ الحاجت پڑھ کر جائیں جب اللہ توبہ قبول کر لیتے ہیں تو فرشتوں سے بھی بھلا دیتے ہیں اور نامہ اعمال سے بھی مٹا دیتے ہیں میں نے یہ نسخہ استعمال کیا، اللہ کا شکر ہے سارے مقدموں سے اللہ نے مجھے بری کر دیا۔ بس دو مقدمے باقی ہیں۔

سوال: آپ کے انجکشنوں کا کیا رہا؟

جواب: میرے اسلام قبول کرنے کے بعد رمضان آئے مولانا نے مجھے بلایا اور کہا اللہ نے انسان کو بڑی قوت ارادی عطا کی ہے آدمی پختہ ارادہ کرلے تو پہاڑوں میں دودھ کی ندی کھود سکتا ہے، یہ انجکشن ایک نشہ ہے اور نشہ اسلام میں حرام ہے، آپ گناہ سمجھ کر سچے دل سے توبہ کیجئے، رمضان کے پورے روزے رکھئے، اخیر میں اعتکاف میں کچھ وقت ہمارے ساتھ گزاریئے، میں نے ہمت کی اور روز صلاۃ التوبہ پڑھ کر ارادہ اور عزم کرتا، درد کی وجہ سے ہاتھ پیر دے دے مارتا، مگر اپنے سے کہتا ہرگز ہرگز حرام نہیں کروں گا، یہ جان چلی جائے تو چلی جائے، اخیر عشرہ آیا تو میں بعض مقدموں کی وجہ سے پھلت نہ آسکا، حضرت نے حافظ ادریس کو بھیجا، میں پھلت آیا جامع مسجد میں تین روز گزارے، پھلت کے لوگوں نے، سنا ہے کہ، حضرت پر بہت اعتراض بھی کیا کہ اس بدمعاش اور ڈاکو کو مسجد میں بلالیا، میرے دل میں بہت سی شکایتیں اور اعتراضات تھے وہ بھی اللہ نے حضرت سے کہنے کا موقع دیا اور وہ سب حل ہوگئے اور الحمدللہ فورٹ ون کے عذاب سے مجھے نجات ملی۔

احمد بھائی! عجیب بات ہے کہ مولانا صاحب سے ملاقات کے ایک ماہ میں وہ فورٹ ون جو بیس سال سے نہیں چھوٹی تھی، اب مجھ سے چھوٹ گئی۔

سوال: آپ شیو سینا جیسی جماعت کے ضلع کے ذمہ دار تھے آپ کو اسلام میں آکر اجنبیت سی نہیں لگی؟

جواب: نہیں بھائی احمد بالکل نہیں، مجھے ایسا لگا کہ میں بائی نیچر فطرتاً مسلمان ہی تھا، اسلام کی ہر بات میری انتر آتما (اندر کی روحانی پکار) لگتی تھی۔

سوال: آپ کی دوسری بیوی کا کیا ہوا؟

جواب: وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئی، میں نے ان کو چھوڑ دیا ہے ان کا حصہ

ان کو دے دیا ہے، ایک بیٹا بیٹی ان کے میرے ساتھ دہلی میں رہتے ہیں، میں نے مولانا صاحب کے مشورہ سے دہلی میں کوٹھی لے کر رہائش اختیار کر لی ہے، یہ فیصلہ میرے لئے سکون کا ذریعہ بنا اور اسلام کا اعلان کرنے میں مجھے بڑی سہولت کا ذریعہ بنا۔

سوال: آپ کو ابی نے دعوت پر نہیں لگایا؟

جواب: ایسا کیسے ہوسکتا ہے، اللہ کا شکر ہے کہ میں، جو کچھ کرتا ہوں، دین کے لئے کرنے کی کوشش کرتا ہوں، میرے بھائی ایک ہائی اسکول چلاتے تھے وہاں پر اکثر مسلمانوں کے بچے پڑھتے تھے، کھتولی میں ایک مسلم جونیر ہائی اسکول چلتا تھا، اس کے ذمہ دار ایک حاجی صاحب بہت جذبہ کے آدمی تھے، ہیڈ ماسٹر سے کچھ بات ہونے کی وجہ سے وہاں پر تین دینیات کے استاذوں نے وہاں دو مہینے تک ایک بھی سبق نہیں پڑھایا، حاجی صاحب نے معاملہ کی جانچ کے بجائے یہ فیصلہ کیا کہ میں مدرسہ نہیں رکھتا، بس اسکول چلاؤں گا، تینوں حافظ اور مولویوں کو الگ کر دیا، اتفاق سے ایک روز اپنے بھائی کے اسکول میں چھٹی کے وقت کچھ مسلمان بچوں سے میں نے کلمہ سنانے کو کہا، تو انھیں کلمہ یاد نہیں تھا، مجھے بہت دکھ ہوا، میں نے اپنے بھائی سے کہا، آپ کا اسکول مسلمان محلہ میں ہے اگر آپ یہاں قرآن اور اردو شروع کر دیں تو تعداد بڑھ جائے گی ان کی سمجھ میں آگیا، میں نے مولانا صاحب سے استاذ دینے کے لئے کہا، مولانا صاحب نے ان تینوں استاذوں کو بلایا جو مسلم اسکول سے نکالے گئے تھے اور اللہ کا شکر ہے کہ آج تک پانچویں چھٹی ساتویں کلاس میں قرآن مجید اور دینیات کی تعلیم کسی مدرسہ کی طرح ہو رہی ہے اور الحمدللہ میرے بھائی بھی مسلمان ہو گئے ہیں، ان کا نام میں نے عبدالرحمن رکھا ہے، مولانا صاحب اس قصہ کو اکثر سناتے ہیں کہ اللہ تعالی اس طرح تبدیلی کا نظم کرتے ہیں۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے کچھ پیغام آپ دیں گے؟

جواب: کسی کے ظاہر اور حالات کو مخالف سمجھ کر یہ سمجھنا کہ یہ حالات اور یہ شخص اسلام دشمن ہے بالکل غلط ہے، ظاہری طور پر شیوسینا کا ضلعی ذمہ دار کتنے غلط کاموں سینکڑوں مقدموں میں مبتلا مجھ جیسا اوت آدمی، اسلام کے مخالف حالات میرے لئے بابری مسجد کی شہادت کے بعد حد درجہ نفرت زدہ تھے، ایک مزے کی اور بات بتاؤں کہ ہمارے خاندان کا ایک لڑکا رشتہ کا میرا بھائی ڈاکٹر صاحب کا لڑکا مسلمان ہو کر عبدالرحمٰن بن کر گھر چھوڑ کر پھلت رہنے لگا تھا، میری بھابھی بہت روتی تھی جب وہ یاد کر کے روتی تو مجھے بہت ترس آتا تھا اور کئی بار دل میں خیال آیا: اس حضرت جی کا اور خاتمہ کر آؤں جہاں اتنے مقدمے ہیں ایک مقدمہ اور سہی، مگر احمد بھائی سچ کہتا ہوں جب اسلام کو میں نے پایا تو مجھے بالکل یہ محسوس ہوا یہ میرے اندر کی مایا تھی اور اسی فطرت پر مجھے پیدا کیا گیا تھا، بابری مسجد کی شہادت کے بعد کسی شیوسینا کے ذمہ دار کا مسلمان ہونا کیسا عجیب لگتا ہے، مگر مجھے بالکل عجیب نہیں لگا، نہ مجھے لگا کہ کوئی انہونی فیصلہ ہوا بس یہ بات ہے کہ محبت سے کہنے والا کوئی نہ ملا اور ہمارے دیش کی کمزوری ہمارے حضرت کے بقول جوش محبت ہے، ہر ہتھیار اور ہر حملے کا مقابلہ یہ قوم کر سکتی ہے، مگر محبت کی دھار اس کے دل میں فوراً اتر جاتی ہے، مجھے مولانا صاحب کی محبت نے ایسا غلام بنایا کہ رواں رواں اب تک گرفتار ہے، صرف محبت اور بے لوث ہمدردی نے مجھ جیسے سخت انسان کو شکار کیا، نہ میں نے کوئی چمتکار دیکھا نہ کوئی دوسری بات ہوئی، صرف اور صرف بے لوث محبت اور ہمدردی میری ہدایت کا ذریعہ بنی۔

پھلت کا ایک نائی جمال الدین جو کھتولی دوکان کرتا ہے، پانچ سال پہلے ساڑھے دس بجے اس نے مجھے بتایا کہ چودھری صاحب آپ یہاں پھر رہے ہیں،

مولانا صاحب ایک ہفتہ سے بستر پر پڑے ہیں، احمد بھائی بس میری جان نکل گئی اپنے کوتھاما اور گھر گیا گاڑی لی اور پونے بارہ بجے روتا ہوا پھلت پہنچا، مولانا صاحب اتفاق سے ممبئی کے کچھ مہمانوں کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور مسکرا رہے تھے، جا کر چمٹ گیا اور خوشی سے سسکیوں سے روتا ہوا بولا کہ مجھے جمال الدین نے ڈرا دیا تھا، کہ آپ بستر پر بیمار پڑے ہیں سارے راستہ دعا کرتا آیا، میرے اللہ میرے جیون کی گھڑیاں بس میرے مولانا کو لگ جائیں، آپ کو ٹھیک دیکھ کر جان میں جان آ گئی، اب بھی دعا کرتا ہوں کہ زندگی کی باقی گھڑیاں بس مولانا صاحب کو لگ جائیں کچھ کام آ جائیں گی مولانا صاحب نے بتایا کہ پنجاب کا ایک ہفتہ کا سفر لوؤں (گرم ہواؤں) میں ہوا، گرمی میں رہنے کی وجہ سے گردہ میں درد ہو گیا تھا آج صبح پتھری نکل گئی۔

ہمارے حضرت سچ کہتے ہیں، یہ ہندوستان کے لوگ بس مریض ہیں، ان کی دشمنیاں، سازشیں بس بیماری کی چیخ و پکار ہے، ان کی سب بیماریوں کا علاج محبت اور جرأت ہے، ارمغان کے قارئین سے بس میری یہ درخواست ہے کہ ان کو وہ حریف نہ سمجھیں بلکہ مریض سمجھیں اور محبت کی بولی ان کے مرض کا علاج ہے اور میرے لئے حسن خاتمہ کی دعا کریں۔

سوال: بہت بہت شکریہ چودھری عبداللہ صاحب۔

جواب: شکریہ تو آپ کا ہے احمد بھائی، مجھے ارمغان کی محفل میں شامل کیا۔

سوال: حسن اتفاق ہے کہ رمضان سے قبل آپ کو اسلام ملا اور رمضان سے قبل آپ کا انٹرویو ارمغان میں آ رہا ہے، ماہ مبارک کی دعاؤں میں میرے لئے، گھر والوں کے لئے دعا کرنے کی درخواست ہے۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۸ء

۲۸

ہندو مذہب کے کئی جوابات اسلام میں پاکر اسلام قبول کیا

جناب محمد عمر ﴿گوتم﴾ کی آپ بیتی

ہزاروں غیر مسلم بھائیوں سے رابطہ ہونے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ دین کی دعوت صحیح معنی میں ان تک نہیں پہنچائی گئی، جس کی وجہ سے وہ غلط فہمی کا شکار ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام تمام انسانوں کے لئے ہے، بنیادی طور پر اسلام نے انسانیت کی تعلیم دی ہے، اور آج دنیا کی بہت ساری قومیں اور ممالک انہیں اسلامی تعلیمات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور مسلمان دور کھڑے ہو کر انہیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تعریف کر رہے ہے، اس ملک میں جہاں اکثریت غیر مسلم بھائیوں کی ہے، دعوتِ دین کی سخت ضرورت ہے۔ آج بھی اگر مسلمان دین پر چلیں اور اپنے اخلاق و کردار کو سنواریں اور انسانیت کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں تو ہزاروں لاکھوں لوگ اسلام کو سمجھنے اور اپنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

میری پیدائش ۱۹۶۴ء میں صوبہ یوپی کے فتح پور ضلع کے ایک راج پوت خاندان میں ہوئی، یہ خاندان گوتم کے نام سے جانا جاتا ہے، والد صاحب کا نام جناب دھن راج سنگھ گوتم صاحب ہے، جو ایک ریٹائرڈ گورنمنٹ آفیسر ہیں۔ کئی سو بیگھے کی کھیتی کے مالک ہیں، اللہ نے دنیاوی اعتبار سے بہت نوازا ہے، میری ابتدائی تعلیم ہائی اسکول تک کی گاؤں ہی میں ہوئی اور پندرہ سال کی عمر میں الہ آباد میں اعلیٰ تعلیم کا دور شروع ہوا، بارہویں جماعت کے بعد نینی تال ضلع کی پنت نگر اگیری کلچر یونی ورسٹی میں بی ایس سی

اگریکلچر کی ڈگری کے لئے ۱۹۸۰ء میں داخلہ لیا۔ اور اسی یونی ورسٹی میں ۱۹۸۴ء میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہدایت کا معاملہ کیا اور میں نے اسلام قبول کیا اور اپنا نام شیام پرتاپ سنگھ گوتم سے بدل کر محمد عمر گوتم رکھا پندرہ سال کی عمر میں میرے دل اور دماغ میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ہمارے گھر اور خاندان میں جو پوجا پاٹ کا طریقہ رہا ہے اور بتوں کی پوجا ہورہی ہے، وہ کہاں تک صحیح ہے۔ ہمیں پندرہ سال کی عمر میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ ہم ہندو ہیں تو کیوں ہیں اور ہمارا ایمان ویقین کیا ہے؟ میں نے جب ان تمام سماجی حالات پر نظر ڈالی اور غور وفکر کیا تو بہت سارے سوالات ذہن میں پیدا ہوگئے۔ مثال کے طور پر ہمارا خالق ومالک کون ہے؟ ہمارا رازق کون ہے؟ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ مرنے کے بعد کہاں پہنچیں گے؟ کس کی پوجا کی جائے اور کس کی نہ کی جائے؟ تینتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کیسے کی جائے؟ ۸۴/ لاکھ یونیوں میں آواگون کیسے ممکن ہے؟ کہیں ماں باپ ہی تو خالق ومالک نہیں ہیں؟ سماج میں اپنے ہی جیسے انسانوں کو اچھوت کیوں بنا دیا گیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ ان سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے میں نے سب سے پہلے اپنے گھر والوں سے ہی انکوائری شروع کی، ان کے پاس کبھی بھی صحیح جواب نہ تھا، نہ انہوں نے دیا، کیوں کہ انہیں اپنے دھرم (مذہب) کے بارے میں معلومات ہی نہیں تھیں، بے چارے جواب کہاں سے دیتے، انہوں نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ بیٹا! جو تمہارے باپ دادا کا دھرم ہے، وہی تمہارا دھرم (مذہب) ہے، اسی پر تمہیں چلنا ہے۔ اور جو خاندانی رسم ورواج دھرم (مذہب) کے نام پر چلے آرہے ہیں، انہیں ہی اپنانا ہے اور تمہاری زندگی کا مقصد ایک کامیاب انسان بننا ہے، ماں باپ کی سیوا (خدمت) کرنی ہے اور غلط کاموں سے بچنا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کبھی بھی یہ بات سامنے نہیں آئی کہ ہندو دھرم (مذہب) کی جو سب سے پرانی مذہبی کتابیں ہیں، جنہیں

ویدوں کے نام سے جانا جاتا ہے،ان کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ:''ایکم برہم دوتیو ناستی''
''یعنی برہم صرف ایک ہے،دوسرا نہیں ہوسکتا''اس کا مطلب صرف اور صرف ایک ہی
ایشور کی پوجا پاٹ یا عبادت ہونی چاہیے،کسی دوسرے کی نہیں۔ویدوں میں بت پرستی
کے خلاف آواز اٹھائی گئی ہے اور لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ انسان اگر کامیابی چاہتا ہے تو
صرف اور صرف ایک ایشور(خدا) کی اپاسنا (عبادت) کرے۔مجھے جب اپنے گھر
والوں سے،اپنے بڑوں سے اور ان تمام پنڈتوں سے جو ہمارے یہاں پوجا پاٹ کرانے
آتے تھے،صحیح جواب نہیں ملا تو میں نے دھارمک (مذہبی) کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔

سب سے پہلے ہندو دھرم کی کتابیں پڑھنے کو ملیں اور خاص طور پر گیتا پریس گورکھ
پور کی کافی کتابیں مطالعہ میں آئیں۔گیتا،رام چرت مانس،مہابھارت وید،پران اور
منوسمرتی سے متعلق کافی کتابیں پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی۔پنت نگر یونی ورسٹی
(اترا کھنڈ) میں دوران تعلیم تقریباً تین سال یونی ورسٹی لائبریری میں کافی کتابیں
مطالعے میں آئیں۔خاص طور پر گوتم بدھ،وویکا نند،پرم ہنس رام کرشن گاندھی،نہرو اور
مختلف سوشل ریفارمرس کی سوانح عمریاں پڑھنے کا شوق پیدا ہوا،میں اس کوشش میں تھا
کہ ان لوگوں کی کامیابی کا راز پتا چلے۔بہت زیادہ مطالعے کی وجہ سے ہزاروں سوالات
ذہن میں پیدا ہوتے چلے گئے اور میں کافی کنفیوز ہونے لگا کہ آخر سچائی کا پتا کیوں نہیں
چل رہا ہے،میں نے یہاں تک ذہن بنالیا کہ اپنی ڈگری مکمل کرنے کے بعد اپنے والد
صاحب کو خط لکھوں گا اور ان کا شکریہ ادا کروں گا کہ انھوں نے تمام اخراجات برداشت
کیے،لیکن میری زندگی کا مقصد،حق کی تلاش ہونے کی وجہ سے ان کے ارمانوں کو اور ان
کی چاہت کو پورا نہ کرسکا،جس کی میں معافی بھی مانگوں گا اور پہاڑ میں جا کر سنیاسی والی
زندگی گزاروں گا۔میڈیٹیشن یعنی چنتن (دھیان) اور منن (غور و فکر) کے ذریعے اپنے

ایشور (خدا) کو پہچانوں گا کہ وہ کہاں ہے، کیسا ہے اور ہم سے کیا چاہتا ہے؟ یہ وقت آتا کہ اس سے پہلے ہی اللہ نے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تم اپنے پیدا کرنے والے سے براہِ راست خود کیوں نہیں مانگتے کہ وہ تمہیں سیدھا راستہ دکھائے اور حق کو پہچاننے اور اس پر چلنے میں مدد کرے۔ اسی بنیاد پر میں نے راتوں کو مانگنا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اپنا راستہ آسان کر دیا۔

۱۹۸۴ء میں ہمارے ایک دوست ناصر خاں صاحب جو ضلع بجنور کے رہنے والے ہیں، وہ میرے ہم جماعت تھے، انہیں اللہ نے میری ہدایت کا ذریعہ بنایا۔ اسکوٹر سے میرا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اور پیر میں کافی چوٹ آگئی تھی جس کی بنا پر ہاسپٹل جانے کی نوبت آگئی، سائیکل چلانا چھوٹ گیا اور کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دوران ناصر خاں صاحب نے میری مدد کی، وہ مجھے اپنے ساتھ ہاسپٹل لے جاتے تھے، کالج لے جاتے تھے اور مجھے میس سے کھانا لا کر روم میں میرے ساتھ بیٹھ کر کھاتے تھے۔ تقریباً ایک مہینہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور میں ان سے کافی متاثر ہوا۔ ایک دن میں نے انہیں بٹھا کر سوال کیا کہ آپ میرے ساتھ اتنی ہمدردی کا معاملہ کیوں کرتے ہیں اور یہ اخلاق آپ نے کہاں سے سیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ: گوتم صاحب! میں یہ کام کسی لالچ میں یا کسی دباؤ میں نہیں کر رہا ہوں، بلکہ میں ایک مسلمان ہوں اور میرا مذہب اسلام ہے۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ پڑوسی پڑوسی ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہو، پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اس کی مدد کرنا اور مصیبت میں اس کے کام آنا، یہ ایک مسلمان کی بنیادی ذمہ داری ہے، اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں نے آپ کی مدد نہیں کی اور آپ کے کام نہیں آیا تو میں محشر کے میدان میں اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ مجھ سے تو اس کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا کہ میں نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ میں ان کے اس جواب سے بہت

زیادہ متاثر ہوا اور مجھے اسلام کا سب سے پہلا سبق پڑوسی کے حقوق کے بارے میں ملا اور حساب کتاب کے دن حشر کے میدان کی اطلاع ملی کہ ایسا بھی ہونے والا ہے، اب ناصر خاں صاحب کے ذریعے اسلامی کتابوں کا مطالعہ شروع ہوا، یہ سلسلہ تقریباً چھے مہینے تک چلتا رہا، اس دوران میں نے چالیس پچاس کتابیں مختلف عنوانات پر مطالعہ کیں اور اسلام کی پوری تصویر میرے سامنے آگئی، قرآن کریم بھی میں نے مطالعہ کیا خاص طور پر قرآن کی روشنی میں، انھوں نے مجھے قرآن حکیم کے مطالعے سے پہلے یہ احساس دلایا تھا کہ قرآن ایک اللہ کی نازل کردہ آسمانی کتاب ہے اور کتاب ہدایت ہے، یعنی تمام انسانوں کے لئے ہدایت نامہ ہے، اسی بنیاد پر پوری اخلاص نیت کے ساتھ جب قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا تو تمام سوالوں کے جواب خود بخود ملتے چلے گئے اور اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دیا کہ جو لوگ ہدایت کے طلب گار ہوں گے انھیں ضرور ہدایت ملے گی، اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اتنی بڑی دولت بغیر کسی محنت، مشقت اور قربانی کے عنایت فرمادی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلے یونی ورسٹی میں پڑھنے والے دوست و احباب نے مخالفت کی اور زیادہ تر لوگ یہ سوال کرتے تھے کہ آخر ایسی کون سی مجبوری آگئی تھی جس کی وجہ سے اسلام دھرم (مذہب) کو ہی اپنانا پڑا؟ کیا اور کوئی دھرم (مذہب) نہیں تھا؟ ان بے چاروں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اسلام کی تعلیمات کیا ہیں اور اسلام کی بنیاد کن چیزوں پر ہے، کچھ عرصے کے بعد کالج کی وال میگزین میں میرا انٹرویو قبول اسلام کے تعلق سے چسپاں کر دیا گیا۔ جسے کئی ہزار اسٹوڈنٹس نے پڑھا اور یونی ورسٹی کے لوگ چہ می گوئیاں کرنے لگے۔ یہاں تک کہ بریلی سے نکلنے والے ایک ہندی اخبار ''امراجالا'' میں ''گوتم عمر ہوئے'' ہیڈنگ بنا کر نیوز چھاپ دی گئی۔ پورے علاقے میں

ہوا کی طرح خبر پھیل گئی اور بہت سارے لوگ یہاں تک کہ پولس اور سی آئی ڈی والے بھی انکوائری میں لگ گئے۔ اس سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے جو بھی آتا تھا، میں انہیں اپنے حساب سے جواب دیتا رہتا تھا۔ آر ایس ایس اور وشو ہندو پریشد کے لوگوں کو یہ بات پسند نہیں آئی اور انہوں نے ہاسٹل سے اغوا کر کے جنگل میں لے جا کر مار پیٹ کی اور دھمکی دی کہ اگر تین دن کے اندر واپس ہندو دھرم نہیں اپنایا تو ہم تمھاری بوٹی بوٹی کر دیں گے۔ حالات یہاں تک خراب ہو گئے کہ مجھے اپنی ایم ایس سی اگری کلچر ڈگری چھوڑ کر یونی ورسٹی سے باہر جانا پڑا اور میں نے دہلی کا سفر کیا۔ دو تین سال یوں ہی گزر گئے۔

۱۹۸۸ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایم اے اسلامک اسٹڈیز میں داخلہ لیا اور اگریکلچر کی لائن چھوڑ دی، گھر والوں کی طرف سے بھی مخالفت ہوئی اور انہوں نے بھی فیملی بائی کاٹ کر دیا، جس کی بنا پر تمام رشتے دار خاندان والوں سے کئی سال تک کٹ کر رہنا پڑا یہاں تک کہ دس بارہ سال اسی حال میں گزر گئے، اس کے بعد حالات نارمل ہوئے اور آنا جانا شروع ہوا۔

جہاں تک دعوتی نوعیت کا تعلق ہے، اللہ کا کرم ہے، سب سے پہلے گھر والوں میں سے میری اہلیہ نے پھر میری والدہ محترمہ نے اسلام قبول کیا۔ اور آج کی تاریخ میں تمام رشتے دار خاندان کے لوگ دعوتی نسبت سے برابر رابطے میں ہیں اور اکثریت ایسی ہے جو اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ افسوس تب ہوتا ہے جب ان کے سامنے ایک طرف اسلام کی حقانیت اور اس کی عمدہ تعلیمات آتی ہیں، تو دوسری طرف مسلمانوں کے معاشرتی اور اخلاقی حالات، بہر حال تقریباً سو افراد کو اسلام کے دائرے میں داخل کرنے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ فالحمدللہ علی ذلک

ایسے ہزاروں غیر مسلم بھائیوں سے رابطہ ہونے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ دین کی

دعوت صحیح معنی میں ان تک نہیں پہنچائی گئی، جس کی وجہ سے وہ غلط فہمی کا شکار ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام تمام انسانوں کے لئے ہے، بنیادی طور پر اسلام نے انسانیت کی تعلیم دی ہے، اگر کوئی باقاعدہ اسلام میں داخل نہ ہو تب بھی وہ اسلامی تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور آج دنیا کی بہت ساری قومیں اور ممالک انہیں تعلیمات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مسلمان دور کھڑے ہو کر انہیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تعریف کر رہے ہیں، اللہ سے دعا ہے کہ ہمارا معاشرہ اسلامی بنے، جس سے ہمیں دوسروں کی نقل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے دوسری طرف ایسے بہت سارے لوگ ہیں جنہیں کسی نہ کسی بہانے سے اسلام میں داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ لیکن اچھی تعلیم و تربیت نہ ملنے کی وجہ سے وہ سماج میں اپنی پہچان نہ بنا سکے اور اس کمزوری کی وجہ سے مسلمان تو غلط فہمی کا شکار ہوتے ہی ہیں، نئے آنے والے لوگوں کے لئے بھی وہ نمونہ نہیں بن پاتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں تمام ذمہ داران قوم جو دین کی بات پہنچانا چاہتے ہیں اور دعوت کا کام کر رہے ہیں۔ خاص طور پر غیر مسلم بھائیوں میں دین کی بات پہنچانا چاہتے ہیں، انہیں چاہیے کہ ہر نئے آنے والے کی اسلامی تعلیم اور تربیت کا مکمل بندوبست کریں اور انہیں ثابت قدم رہنے میں مدد کریں، اس ملک میں جہاں اکثریت غیر مسلم بھائیوں کی ہے، دعوتِ دین کی سخت ضرورت ہے۔ آج بھی اگر مسلمان دین پر چلیں اور اپنے اخلاق و کردار کو سنواریں اور انسانیت کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں تو ہزاروں لاکھوں لوگ اسلام کو سمجھنے اور اپنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

یہ بات بھی دنیا کے سامنے آنی چاہیے کہ اسلام کسی کو بھی زبردستی اپنی آغوش میں نہیں لیتا اور کوئی مسلمان کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنا سکتا ہے، بلکہ یہ فیصلہ بندے اور اللہ کے بیچ میں ہوتا ہے۔ جب تک کوئی شخص دل کی گہرائیوں سے اسلام کو نہیں پہچانے گا اور آخرت

کی کامیابی کو مد نظر نہیں رکھے گا۔ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر آنکھ بند کر کے اسلام میں داخل ہو بھی گیا تو حالات کا مقابلہ کرنا اس کے لئے ناقابل برداشت ہوگا۔

آخر میں میں اپنے تمام غیر مسلم بھائیوں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ اسلام کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں پڑھیں اور سمجھیں عام مسلمانوں کو دیکھ کر نہیں۔ اسلام کے بارے میں کوئی بھی رائے قائم کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس کی پوری تحقیق کر لیں۔ اپنے مسلمان بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ غیر مسلم بھائیوں کے ساتھ اپنے اخلاق، کردار اور معاملات کو ایسا معیاری بنائیں کہ سب لوگوں کو اسلام کی پہچان ہو سکے اور لوگ آپ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی بد عملی کی وجہ سے لوگ آپ سے نفرت کریں اور ساتھ ہی اسلام سے بھی نفرت کرنے لگیں میری نظر میں اس سے بڑی اور کوئی ٹریجڈی نہیں ہو سکتی۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہم دین کے صحیح نمائندے بن سکیں۔ آمین

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جنوری ۲۰۰۹ء

۲۹ میرے اسلام کا ذریعہ سوکن بنی

ایک خوش قسمت بہن زینب ﴿چوہان﴾ سے ایک ملاقات

ایک روز صبح گیارہ بجے میں (زینب) اس (عائشہ) کے پاس گئی، اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، جمعہ کا دن تھا اس نے کہا، ایک خوشی کی بات سناؤں، اب اللہ سے ملنے کے لئے اور جنت میں جانے کے لئے مجھے انتظار نہیں کرنا پڑے گا، رات میں نے خواب دیکھا، ہمارے حضور تشریف لائے تھے اور مجھ سے فرمایا: عائشہ یہ دنیا تو قید خانہ ہے، تم کب تک یہاں رہوگی؟ پیر کے دن ہم تمھیں جنت کے لئے لینے آئیں گے، یہ کہہ کر بہت ہنسی، بس تین روز اور ہیں زینب، بس پھر وہیں ملیں گے، بہت اطمینان سے وہاں مزے میں ساتھ رہیں گے، پیر کے دن عصر کے بعد اچانک کہنے لگی، لو میرے نبی تو لینے آگئے، زور زور سے درود پڑھنے لگی اٹھنے کی کوشش کی مگر ہلنے کی ہمت نہ ہوئی اچانک کلمہ شہادت پڑھا، دو ہچکیاں آئیں اور انتقال ہوگیا۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

اسماء امت اللہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

زینب چوہان : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: زینب آپا! آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی، آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی عجیب نشانی ہے، جب ابی سے آپ کی کہانی سنی تھی خیال ہوتا تھا کہ ابی کوئی افسانہ سنا رہے ہیں، بہت اشتیاق تھا ملاقات کا، اللہ تعالیٰ نے ملاقات بھی کرادی اور یہ موقع دیا کہ ابی نے ذمہ داری لگادی کہ آپ کی کہانی آپ کی زبان سے سنوں اور قارئین ارمغان کی خدمت میں ہدیہ پیش کروں ؟

جواب : سچی بات یہ ہے اسماء! کہ تمہارے بچپن کے قصے جو مولانا صاحب کے ہم جیسے جہنم کے راستہ پر پڑے لوگوں کے ایمان کا ذریعہ بنانے کا ذریعہ بنے، میں نے بھی دو مرتبہ حضرت کی تقریر میں سنے تھے، اس لئے مجھے بھی بڑی حسرت تھی کہ تم سے ملوں، اللہ نے میری بھی پرانی مراد پوری کردی۔

سوال : چلئے اللہ کا فضل ہوا دونوں کا کام بن گیا، آپ کو ابی نے بتا ہی دیا ہے کہ ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں، اس لئے کچھ باتیں پوچھ لوں؟

جواب : جی! بس آج میں دلّی صرف اسی لئے آئی ہوں۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب : میں راجستھان کے چورو ضلع کے ایک راجپوت خاندان میں ۲۰ر اپریل ۱۹۶۸ء کو پیدا ہوئی، ہمارے پتاجی ہائی اسکول میں پرنسپل تھے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے ایک اسکول میں ہوئی، بعد میں چورو میں ایک ڈگری کالج سے میں نے بی اے کیا، ہنومان گڑھ کے ایک پڑھے لکھے خاندان میں ۶ر جون ۱۹۹۰ء کو ہماری شادی ہوئی، میرے شوہر مدھیہ پردیش میں رتلام میں نائب تحصیل دار تھے، وہ ہاکی کے بہت اچھے کھلاڑی رہے ہیں اور ان کو اسی بنیاد پر نوکری ملی تھی، دو سال میں اپنی سسرال ہنومان گڑھ میں رہی، بعد میں ہم رتلام ضلع کی ایک تحصیل میں جہاں میرے شوہر کی ملازمت تھی وہیں رہنے لگے، ٹرانسفر کی وجہ سے اجین اور بعد میں مندسور میں چھ سال رہے، اس دوران میرے یہاں دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئے ۲۰۰۰ء میں میرے شوہر کا پرموشن ہوا اور وہ تحصیل دار بن کر بھوپال کی ایک تحصیل میں چلے گئے، گھر پریوار سب کچھ اچھا تھا، ہم دونوں میں بہت محبت تھی، اچانک نہ جانے کیا ہوا ہمارے گھر کو کسی کی نظر لگ گئی اور اگر میں یہ کہوں کہ ہدایت کی ہوا لگ گئی اسماء بہن! میرا حال عجیب ہے، میری زندگی کا بگاڑ میرے سنورنے کا ذریعہ بن گیا۔

سوال: ہاں ہاں! وہی میں تو سننا چاہتی ہوں، اللہ نے آپ کی اسلام کی طرف کیسے رہنمائی کی، ذرا تفصیل سے سنائیے؟

جواب: میرے شوہر کے دفتر میں ایک برہمن لڑکی کلرک تھی، بہت خوب صورت اور ایکٹیو (فعال) بلکہ اگر میں کہوں کہ اوور ایکٹیو (Over active) تو یہ بات بھی سچ ہوگی، اس لڑکی کی ہر ادا میں، اس کی شکل میں، اس کی آواز میں، اس کے انداز میں غرض ہر چیز میں بلا کی کشش تھی، اسماء بہن، میرے شوہر کی خطا نہیں، بلکہ وہ لڑکی ویسی تھی کہ پتھر کی مورتی بھی اس کے سامنے پگھل جاتی، میرے شوہر اپنے کو بہت بچانے کی کوشش کرتے رہے اور سنبھلنے کی کوشش کرتے رہے، مگر اللہ نے مرد وعورت کے رشتہ میں جذبہ رکھا ہے وہ بچ نہ سکے اور اس لڑکی سے ان کو تعلق ہوگیا، اب ہر وقت بس اس کی محبت میں گھلتے رہتے تھے، اس کا مجھے سو فیصد یقین ہے کہ جب تک انھوں نے شادی نہیں کی ان میں جسمانی تعلقات نہیں ہوئے مگر ظاہر ہے کہ ایک جسم میں دو دل تو ہوتے نہیں اس سے محبت کے ساتھ ان کا مجھ سے تعلق کم ہونا شروع ہوگیا، وہ شروع میں تو بہت کوشش کرتے رہے کہ مجھے کچھ پتہ نہ لگے مگر بات چھپ نہ سکی اور مجھے بھی پتہ لگ گیا اور دفتر میں بھی لوگوں کے علم میں آگیا، مجھ سے بھلا کیسے برداشت ہوسکتا تھا انتشار رہنے لگا، بات بگڑتی گئی اور انھوں نے پروگرام بنایا کہ مجھے چھوڑ کر اس سے شادی کرلیں، اس کے لئے انھوں نے مجھے ہنومان گڑھ چھوڑا، مئی ۲۰۰۲ء میں بچوں کی چھٹیاں تھیں، وہ دہلی گئے مجھے یہ بتایا کہ مجھے ٹریننگ میں جانا ہے، دہلی میں آشا شرما کو بلالیا، آشا شرما نے ان کے ساتھ ایک کمرے میں رہنے سے منع کیا کہ پہلے ہم شادی کریں اس کے بعد ایک کمرے میں رہ سکتے ہیں، انھوں نے دو کمرے شروع میں ہوٹل میں لئے، اس کے بعد وکیلوں سے مشورہ کیا، ایک وکیل نے مشورہ دیا کہ قانونی گرفت سے بچنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ

آپ دونوں مسلمان ہوکر شادی کرلیں، یہ رائے ان کو پسند آئی میرے شوہر نے آشا کو بھی اس کے لئے تیار کیا، شروع میں ایک ہفتہ تک تو وہ اسلام قبول کرنے سے منع کرتی رہی، مگر بعد میں بہت دباؤ دینے پر راضی ہوگئی، وہ دونوں جامع مسجد دہلی گئے وہاں کے امام بخاری صاحب نے ان کو مسلمان کرنے سے منع کردیا، کئی مسجدوں میں میرے شوہر گئے مگر کوئی مسلمان کرنے اور کلمہ پڑھوانے کے لئے تیار نہ ہوا، کسی وکیل نے انھیں بتایا کہ پرانی دہلی میں سرکاری رجسٹرڈ قاضی ہوتے ہیں، وہ نکاح پڑھاتے ہیں، میرے شوہر نے ان کا پتہ معلوم کیا اور پرانی دہلی کے قاضی صاحب کے پاس گئے، انھوں نے کہا پہلے آپ دونوں مسلمان ہوکر مسلمان ہونے کا بیان حلفی سرکاری وکیل سے بنوا کر لاؤ، میرے شوہر نے کہا آپ ہمیں مسلمان بنالو، انھوں نے مسلمان کرنے سے انکار کردیا اور آپ کے والد حضرت مولانا کلیم صاحب کے پاس جانے کو کہا، وہ دونوں اگلے روز پھلت گئے تو معلوم ہوا کہ مولانا صاحب دہلی گئے ہوئے ہیں، ایک مولانا صاحب نے ان دونوں کو کلمہ پڑھوادیا اور بتایا کہ مسلمان ہونے کے لئے مولانا صاحب کا ہونا ضروری نہیں ہے، آپ میرٹھ یا دہلی سے کسی سرکاری وکیل (نوٹری) سے اپنے کاغذات بنوالیں، میرٹھ ایک گپتا جی کا پتہ بھی بتا دیا انھوں نے میرٹھ جاکر بیان حلفی بنوایا اس کے بعد قاضی صاحب نے اپنی فیس لے کر ان دونوں کا نکاح پڑھوادیا اور نکاح کو عدالت سے رجسٹرڈ کرانے کو بھی کہا، آشا نے ہمارے شوہر سے کہا، ہم جب مسلمان ہوگئے ہیں تو پھر ہمیں اسلام کو پڑھنا بھی چاہئے، انھوں نے اردو بازار سے ہندی اور انگریزی میں اسلام پر کتابیں خریدیں اور ہندی قرآن مجید بھی لیا، ان کو کسی نے مولانا صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا، اوکھلا میں ایک مسجد میں تلاش اور کوشش سے ان کی ملاقات بھی ہوگئی مولانا نے ان کو اپنی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی اور سمجھایا کہ بلاشبہ اچھے خاندان، اپنے پھول سے بچوں اور ایسی نیک بیوی کو

چھوڑنا خود کیسی عجیب چیز ہے، مگر اگر آپ سچے دل سے اسلام قبول کریں تو اس ابھی ہوئی زندگی میں اللہ کے قبضے میں سب کچھ ہے، وہ اچھی زندگی عطا کریں گے، مولانا صاحب نے یہ بھی کہا کہ آپ کو اپنی پہلی بیوی اور بچوں بلکہ سب خاندان والوں پر دعوت کا کام کرنا چاہئے، کم از کم دعا تو ہدایت کی ابھی سے شروع کر دینی چاہئے، میرے شوہر بتاتے ہیں کہ انھوں نے قرآن کی آیت پڑھ کر یہ بات بتائی کہ جو بھی مرد ہو یا عورت اچھے کام کرے گا شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو اچھی اور پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے،

سوال: ہاں قرآن مجید کی آیت: مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً اس کا ترجمہ یہی ہے۔ آگے بتایئے؟

جواب: پہلے ذرا اس آیت کا ترجمہ کیجئے۔

سوال: جو بھی مرد ہو یا عورت نیک عمل کرے گا شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو ہم اس کو ضرور پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں۔

جواب: ہاں یہی بالکل یہی آیت ہے، میرے شوہر کہتے ہیں، اس آیت نے میری زندگی کو روشن کیا ہے، پوری آیت ان کو یاد ہے، سچی بات یہ ہے فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً کیسی سچی بات کہی ہے۔

سوال: ہاں تو آگے سنایئے کہ آپ کو ایمان کیسے ملا، یہ تو آشا کے اسلام کا ذکر آپ کر رہی ہیں؟

جواب: ہاں بہن! اسی سے جڑا ہے میرا اسلام بھی، ہوا یہ کہ میرے شوہر کو تو شروع میں اسلام کو پڑھنے کا موقع نہ ملا، مگر آشا کو پڑھنے کا بہت شوق تھا، جیسے جیسے اسلام کو وہ پڑھتی گئی اسلام اس کے اندر اترتا گیا، بچوں کی چھٹیاں ختم ہو گئیں میرے شوہر کی بھی چھٹیاں ختم ہوئیں تو وہ بھوپال پہنچے، مگر مجھے ہنومان گڑھ سے نہیں بلایا، مجھ سے رابطہ بھی

بہت کم کیا، مجھے فکر ہوئی تو میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو بھوپال بھیجا، اتفاق سے آشا رات کو گھر تھی، اس کا نیا اسلامی نام عائشہ تھا، میرے بھائی نے معلوم کیا کہ یہ لڑکی آپ کے گھر رات میں کون ہے، انھوں نے کہا دفتر میں کام کرتی ہے دفتری کام کے لئے بلایا ہے، میرا بھائی ان سے بہت لڑا، تیسرے روز مجھے اس نے فون کرکے بلایا، میں اپنے پتا جی کے ساتھ بھوپال پہنچی، کئی روز تک جھگڑا چلتا رہا، آخر میں انھوں نے وہ کاغذات قبول اسلام کے نکال کر میرے سامنے رکھ دیئے، میرے لئے اس سے افسوس اور صدمہ کی کیا بات تھی، میرے والد نے وکیلوں سے مشورہ کیا اور ایف آئی آر کرائی اور عدالت میں کئی روز گئے، پولیس آئی ان کو گرفتار کرکے لے گئی، کچھ روز کے بعد ضمانت تو ہوگئی مگر دفتر سے ان کو معطل کر دیا گیا، میرے گھر والے میری محبت میں میرے شوہر کے دشمن ہو گئے، جگہ جگہ سے ان پر مقدمے چلوائے، زندگی ان کے لئے مشکل سے مشکل ہوگئی، آشا اس دوران اسلام کو پڑھتی رہی اور وہ بہت مذہبی مسلمان بن گئی، وہ بھی سسپنڈ ہوگئی، گھر رہ کر اس نے قرآن مجید پڑھ لیا اور کچھ مسلمان عورتوں سے رابطہ کیا، وہ اجتماع میں جانے لگی، پردہ کرنے لگی، برقع منگوالیا، میرے اور میرے گھر والوں کی طرف سے جب حد درجہ کی مخالفتیں ہوئیں اور میرے سسرال والے بھی میرے ساتھ تھے، تو عائشہ اور میرے شوہر نے مشورہ سے طے کیا کہ ہمیں دہلی جا کر مولانا کلیم صاحب سے مشورہ کرنا چاہئے، وہ دہلی پہنچے، مولانا صاحب سے عائشہ نے کہا حضرت الحمد للہ مجھے تو اسلام سمجھ میں آ گیا ہے، میرے دل میں تو یہ آتا ہے کہ اگر ساری زندگی مجھے جیل اور مشکلات میں گزارنی پڑے اور میرا ایمان سلامت رہ جائے تو مرنے کی بعد کی زندگی میں جنت بہت سستی ملے گی، اس لئے میرے دل میں آتا ہے کہ ان کی پہلی بیوی نے ایک زندگی ان کے ساتھ گزاری ہے اور بہت محبت اور خدمت کے ساتھ گزاری ہے، اس بے چاری کی کیا خطا

ہے، یا اگر اس کے ساتھ جا کر رہنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، البتہ یہ دل چاہتا ہے کہ ان کا ایمان بچا رہے، یہ ان کے ساتھ جا کر رہیں اور ان کو مسلمان کرنے کی کوشش کریں، اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان سے نکاح کر لیں، مجھے چاہیں طلاق دیدیں یا رکھیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ کچھ وقت جماعت میں لگالیں تاکہ وہاں جا کر مرتد نہ ہوں، مولانا صاحب نے میری رائے سے اتفاق کیا، مجھے بہت شاباشی دی، پھر میرے شوہر کو اس پر راضی کیا اور کہا آپ عائشہ کی بات مان لیجئے، آپ چالیس روز جماعت میں لگا آئیں، آپ کی زندگی کے سارے مسائل مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور حل ہو جائیں گے، وہ تیار ہو گئے اور مولانا صاحب نے نظام الدین سے ان کو جماعت میں بھیج دیا، گجرات میں ان کا وقت لگا، حیدر آباد کی جماعت کے ساتھ وقت بہت اچھا لگا، ان کو بہت اچھے خواب دکھائی دیئے اور الحمدللہ اسلام ان کے اندر اتر گیا، جماعت سے واپس آئے تو وہ عائشہ کے یہاں گئے، عائشہ نے انھیں ہنومان گڑھ جا کر بات کرنے کو کہا، مگر ان کی ہمت نہ ہوئی، عائشہ خود ایک اچھی داعیہ بن گئی تھی، اس کے بچپن کی کئی سہیلیاں اس کی کوشش سے مسلمان ہو چکی تھیں، عائشہ نے مجھے فون کیا کہ آپ بھی مسعود صاحب (میرے شوہر کا اسلامی نام مسعود ہے) سے کب تک لڑائی اور مقدمہ بازی کرتی رہیں گی، آپ ایک بار دس منٹ کی میری بات سن لیجئے، بس ایک روز کے لئے بھوپال آجایئے، میں ان سے الگ ہونے کو تیار ہوں میں نے اس کو شروع میں تو بہت گالیاں سنائیں، مگر اس اللہ کی بندی نے ہمت نہ ہاری، بار بار فون کرتی رہی اور جب میں کسی طرح تیار نہ ہوئی تو اس نے مجھ سے یہ کہا کہ اچھا پھر ہم اپنے اللہ سے کہہ کر بلوائیں گے، عائشہ بتاتی تھی اس کے بعد اس نے دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھی اور اللہ کے سامنے فریاد کی: میرے اللہ! جب میں آپ پر ایمان لائی ہوں اور آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو آپ اس

کے دل کو نرم کر دیجئے اور میرے مولیٰ اس کی ہدایت کا فیصلہ فرما کر اس کو یہاں بھیج دیجئے، اس کے بعد تہجد میں دعا کرتی رہی، اس اللہ والی کا اللہ کے ساتھ اسماء بہن بہت ناز کا تعلق ہو گیا تھا، اس کی دعائیں میرے گلے کا پھندہ بن گئیں، تین دن کے بعد میرے دل میں ایم پی جانے کا تقاضا پیدا ہوا، میں اپنے تینوں بچوں کو چھوڑ کر اپنے بھائی کے ساتھ وہاں پہنچی، میرے شوہر کی تو مجھ سے ملنے کی ہمت نہ ہوئی، عائشہ میرے پاس آئی اور مجھے اسلام قبول کرنے کو کہا اور مجھے سمجھایا کہ ان کے ساتھ یہیں رہنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ آپ بھی مسلمان ہو جاؤ اور مسلمان ہو کر آپ کا نکاح دوبارہ ان سے ہوگا اگر آپ ان کے ساتھ مسلمان ہو کر رہو تو میں الگ ہونے کو تیار ہوں، وہ رو کر میرے پاؤں پکڑتی اور خوشامد کرتی رہی، مرنے کے بعد کے حالات اور جہنم کی بات کرتی رہی، اس کی بات میرے دل میں گھستی چلی گئی یہاں تک کہ میرے دل میں آیا کہ میں مسلمان ہو جاؤں، میں نے مسلمان ہونے کو کہہ دیا، وہ مجھ سے چمٹ کر خوب روئی اور میرے شوہر کو فون کر کے بلا لیا، ایک عورت کو فون کر کے ان کے شوہر حافظ صاحب کو بلایا، انھوں نے دو لوگوں کو مزید بلا کر مہر فاطمی پر میرا نکاح ان سے پڑھوا دیا، وہ اپنے کپڑے لے کر میرا گھر چھوڑ کر چلی گئی، چند روز فاطمہ آپا جن کے یہاں اجتماع ہوتا تھا، ان کے یہاں رہی اور پھر ایک چھوٹا مکان کرائے پر لے لیا، ایک ہفتہ تک وہ تھوڑے وقت کے لئے میرے یہاں آتی اور مجھے مبارک باد دیتی، میری بلائیں لیتی اور کہتی، زینب تم کتنی خوش قسمت ہو کہ اللہ نے تم پر کیسا رحم کیا کہ تمھیں ایمان دیا اب اس ایمان کی قدر جب ہوگی جب تم اس کو پڑھوگی، وہ ایک ایسی لڑکی تھی جواب شاید جنت میں رہتی تھی، بس اس کا جسم دنیا میں تھا، مگر اس کا دل و دماغ اور سوچ سب جنت و آخرت میں رہتی تھی، وہ اس دنیا کو بالکل ایک دھوکہ کا گھر، ایک سفر جانتی تھی، اس کی باتوں میں ایسی سچائی اور محبت اور خلوص ہوتا کہ مجھے وہ دنیا میں

اپنی سب سے بڑی خیر خواہ دکھائی دینے لگی، ایک ہفتہ کے بعد ایک روز مجھ سے کہا کہ اب میں اس گھر میں نہیں آؤں گی، اب آپ کچھ وقت کے لئے میرے کمرے پر آیا کریں میں ان کے کمرے جانے لگی، اپنے شوہر سے سارے مقدمے ہم نے واپس لے لئے، میں دفتر کے وقت میں کئی گھنٹے اس کے پاس گزارتی، اس نے مجھے قرآن مجید پڑھایا اور اردو شروع کرائی، ایک روز صبح گیارہ بجے میں (زینب) اس (عائشہ) کے پاس گئی، اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، جمعہ کا دن تھا اس نے کہا، ایک خوشی کی بات سناؤں، اب اللہ سے ملنے کے لئے اور جنت میں جانے کے لئے مجھے انتظار نہیں کرنا پڑے گا، رات میں نے خواب دیکھا، ہمارے حضور تشریف لائے تھے اور مجھ سے فرمایا: عائشہ یہ دنیا تو قید خانہ ہے، تم کب تک یہاں رہو گی؟ پیر کے دن ہم تمھیں جنت کے لئے لینے آئیں گے، یہ کہہ کر بہت ہنسی، بس تین روز اور ہیں زینب، بس پھر وہیں ملیں گے، بہت اطمینان سے وہاں مزے میں ساتھ رہیں گے، مجھے بہت عجیب سا لگا، اگلے روز میں وہاں گئی تو وہ کل کی طرح ہشاش بشاش تھی، مجھے پڑھایا اور مجھ سے کہا کہ اللہ نے ہمیں ایمان دیا ہے تو اب ہمیں دوسرے لوگوں کو ایمان کی دعوت دے کر دوزخ کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے، اتوار کے روز میں وہاں پہنچی تو میں نے دیکھا وہ چادر اوڑھے ہوئے ہے، میں نے کہا عائشہ آپ کو کیا ہوا؟ انھوں نے بتایا کہ مجھے صبح سے بخار آ رہا ہے، میں اس کو بہت زور دے کر ڈاکٹر کے یہاں لے گئی دوا دلوائی اور کہا: کہو تو میں رک جاؤں، یا پھر آپ ہمارے یہاں ہی چلیں اکیلے بخار میں رہنا ٹھیک نہیں، وہ بولی مومن اکیلا کہاں ہوتا ہے اور یہ شعر پڑھا ۔

تم مرے پاس ہوتے ہو جب دوسرا کوئی نہیں ہوتا

سوال: شعر یوں ہے ۔

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

جواب: ہاں ہاں! جیسے بھی ہو، میں چلی آئی، میں نے خواب دیکھا کہ میں اس کے پاس گھر میں ہوں، اچانک ایک بہت حسین خوب صورت نورانی شکل کے حضرت تشریف لائے، حضرت مولانا کلیم صاحب بھی اسی گھر میں ہیں، مجھ سے کہا یہ ہمارے رسول ﷺ ہیں، عائشہ کو لینے کے لئے تشریف لائے ہیں، اس کے بعد وہ عائشہ کا ہاتھ پکڑ کر لے گئے، میری آنکھ کھلی تو مجھ پر خواب کی خوشی ہونے کے بجائے کہ پہلی مرتبہ پیارے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی تھی عجیب صدمہ سا ہوا، رات کے تین بج رہے تھے میں نے اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھی اور بہت روئی، صبح سویرے میں عائشہ کے گھر پہنچی، بخار اس کو بہت زیادہ تھا، میں نے پانی کی پٹیاں اس کے سر وغیرہ پر رکھیں اس سے اس کو راحت ہوئی، مجھ سے کہا زینب! تمھاری زندگی کو میں نے اجیرن کیا، مجھے معاف کرنا خدا کے لئے دل سے معاف کر دینا، مگر اس مشکل کے بعد یہ ایمان جو آپ کو ملا ہے پھر بھی بہت سستا سودا ہے، بس میری آپ سے ایک آخری التجا ہے کہ تینوں بچوں کو عالم اور داعی بنانا، یہ دین کا کام کریں گے تو تمھارے مرنے کے بعد تمھارے لئے ثواب کا کارخانہ لگا رہے گا، میں نے کچھ کھانے کے لئے کہا تو انھوں نے کہا کہ دودھ ذرا سا پیوں گی، میرے نبی نے فرمایا کہ دودھ اچھا رزق ہے، پینے اور کھانے دونوں کا کام کرتا ہے، میں نے دودھ دیا تو گرم تھا، بولی ذرا سا ٹھنڈا کر دو، زیادہ گرم کھانے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے، دودھ ٹھنڈا کر کے دیا، دودھ پیا کمزوری بڑھتی گئی، سر میں درد کی شکایت کی، میں نے گود میں سر رکھ کر دبانا شروع کیا، عصر کے بعد اچانک کہنے لگی، لو میرے نبی تو لینے آگئے، زور زور سے درود پڑھنے لگی اٹھنے کی کوشش کی مگر ہلنے کی ہمت نہ ہوئی اچانک کلمہ شہادت پڑھا، دو ہچکیاں آئیں اور انتقال ہو گیا۔

سوال: پھر ان کے کفن دفن کا کیا انتظام ہوا؟

جواب: نہ جانے کس طرح فاطمہ آ پا گئیں، بس انھوں نے سب لوگوں کو خبر کردی، نہ جانے کیسی خوشبو اس کے جنازہ سے پھوٹ رہی تھی، گھر تو گھر محلہ خوش بو سے معطر ہو گیا، بڑی تعداد میں لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔

سوال: آپ کے شوہر کا کیا ہوا؟ کیا انھوں نے اسے طلاق دے دی تھی؟

جواب: اصل میں عائشہ میرے شوہر سے اصرار کرتی تھی کہ زینب کی خوشی کے لئے مجھے طلاق دے دو، مگر انھوں نے طلاق نہیں دی تھی، ان کے انتقال کا ان پر بہت اثر پڑا، ان کی زندگی بالکل خاموش ہوگئی۔

سوال: اور آپ کو کیسا لگا؟

جواب: یہ بالکل عجیب وغریب اتفاق ہے، سچی بات یہ ہے کہ ایک عورت کے لئے سوکن کا وجود سب سے بڑا کانٹا ہوتا ہے، مگر میرے اللہ جانتے ہیں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ عائشہ کے انتقال کا مجھے غم زیادہ ہوا یا میرے شوہر کو، بس میں اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے سو قسمیں دے کر یہ سوال کرے کہ دنیا میں پوری زندگی میں مجھے سب سے زیادہ محبوب کون ہے تو میں بغیر سوچے سمجھے یہ کہوں گی میری سب سے محبوب اور خیر خواہ شخصیت اللہ اور اس کے رسول کے بعد عائشہ مرحومہ ہے، وہ زمین پر ایک زندہ ولی تھی، اسما بہن! سچی بات یہ ہے کہ میں اپنے شوہر پر ان حالات میں جس قدر روتی تھی، اس سے سو گنا زیادہ مجھے عائشہ کے انتقال کے صدمہ نے رلایا

سوال: آپ نے اپنے بچوں کی تعلیم کیا کیا؟

جواب: میں نے بچوں کو اسکول سے اٹھالیا، میرے دونوں بیٹوں کا نام حسن اور حسین ہے، ان دونوں کو ایک بڑے مدرسے میں داخل کیا، الحمدللہ حسن کے ۲۶؍ پارے حفظ ہوگئے ہیں، حسین کے ۱۴؍ پارے ہوئے ہیں اور فاطمہ بیٹی بھی الحمدللہ حفظ کررہی ہے

اس کے ۱۶؍ پارے حفظ ہو گئے ہیں، میری خواہش ہے وہ داعی بنیں اور عالم دین بن کر حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی طرح دعوت کا کام کریں۔

سوال: آپ کے شوہر کا کیا حال ہے؟

جواب: ان کو عائشہ کے انتقال کا بڑا صدمہ ہے، ہمارے پاس رہنے لگے ہیں، بار بار کہتے ہیں اب دنیا سے دل بھر گیا ہے بس اللہ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ کرا دے، لیکن جب زیادہ پریشان ہوتے ہیں تو میں مولانا صاحب کے پاس ان کو بھیج دیتی ہوں وہ کچھ دعوت پر ابھارتے ہیں اب بھی ان کو لے کر آئی ہوں، الحمدللہ اس مرتبہ انھوں نے ہشاش بشاش رہنے کا وعدہ کیا ہے۔

سوال: آپ کے شوہر ابی سے ملنے آتے رہتے ہیں؟

جواب: وہ ابی سے بیعت ہیں، عائشہ بھی ان سے بیعت تھی، اور میں اور میرے چھوٹے بچے بھی حضرت سے بیعت ہیں، میں نے جب بیعت کے لئے کہا تھا تو حضرت نے بہت منع کیا، انھوں نے کہا بیعت تو ضرور ہونا چاہئے مگر کسی اللہ والے اور کامل شیخ سے بیعت ہونا چاہئے، جسم کی بیماری میں جب آدمی اچھے سے اچھے طبیب کو تلاش کرتا ہے تو روح کی بیماری میں تو اور بھی اچھے سے اچھے شیخ کامل کو تلاش کرنا چاہئے، حضرت نے فرمایا کہ جو خود آخری درجہ میں بیمار ہو وہ کیا کسی کا علاج کر سکتا ہے، میں تو اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل میں توبہ کر لیتا ہوں کہ شاید سچے طالب کی برکت سے اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرما دیں، میرے شوہر نے کہا حضرت ہمیں آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر و شرک کی بیماری سے نکال لیا آپ کے علاوہ ہمیں کون طبیب ملے گا، بہت اصرار کرنے پر حضرت نے ہم سب کو بیعت کر لیا۔

سوال: بہت بہت شکریہ زینب آپا، واقعی آپ کی زندگی ایک عجیب زندگی ہے۔

جواب: اسماء بہن! میری زندگی میں اور بھی عجیب عجیب واقعات ہیں جن کو اگر میں بتادوں تو ایک لمبی کتاب بن جائے گی مگر اس وقت ہماری گاڑی کا وقت قریب ہے، ابھی باہر سے بار بار تقاضہ آرہا ہے، پھر کسی وقت آکر ساری کہانی سناؤں گی۔

سوال: ضرور زینب آپا، اب کی مرتبہ آپ چند روز کے لئے آیئے پھر ہم کچھ عورتوں کو اکٹھا کریں گے اس وقت آپ سنایئے گا

جواب: اسماء یہ نہیں ہوسکتا، بس تمہیں سنا سکتی ہوں، عورتوں کے سامنے میں کوئی مولوی نہیں ہوں، مجھے تو بہت رعب ہو جاتا ہے۔

سوال: اچھا ٹھیک ہے، اللہ حافظ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۹ء

۴۰ ”آپ کی امانت آپ کے سیوا میں“ کتاب نے دل بدل دیا

دسترخوان اسلام پر نو وارد بہن خدیجہ (سیما گپتا) سے ملاقات

ایک چھوٹی سی کتاب 'آپ کی امانت آپ کی سیوا میں' صبیحہ نے مجھے لا کر دی، اس کتاب کا نام ایک انسان کے لئے ایسا دل کو چھونے والا ہے کہ نام پڑھ کر ایک عجیب طلب پیدا ہو جاتی ہے، کہ ہماری کیا امانت ہے معلوم تو کریں ''دو شبد'' اس میں مولانا وصی نے لکھے ہیں، میرا خیال ہے کہ 'دو شبد' کی دو تین لائن پڑھنے کے بعد کوئی آدمی اس کتاب کو پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا اور بالکل مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں دل میں دشمنی اور نفرت رکھنے والا انسان بھی ان دو شبدوں کو پڑھنے کے بعد اس کتاب کو غیر کی بات سمجھ کر نہیں پڑھ سکتا ہے، اس کا دل و دماغ اس کتاب کے لکھنے والے کو اپنا سچا دوست سمجھ کر ہی اس کو پڑھے گا، میں اس کتاب کو لے کر گھر آئی اور بس کتاب پوری پڑھی، آپ کی امانت نے میری اندر کی دنیا کو بدل دیا

سدرہ ذات الفیضین

سدرہ ذات الفیضین : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدیجہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بہن جی!

سوال: آپ دہلی کب تشریف لائی ہیں؟

جواب: ہم تین دن سے دہلی میں ہیں، میرے شوہر ڈاکٹر صاحب بھی ساتھ تھے، حضرت نے ہمیں مرکز بھیج دیا تھا کہ تین روز ہم دونوں مرکز میں لگائیں، بہت ہی اچھا لگا کل جمعرات بھی تھی، الحمد للہ حضرت مولانا سعد صاحب کی تقریر بھی کل سننے کو ملی، یوں تو وہاں ہر وقت دین کی باتیں ہوتی رہتی ہیں، مرکز کی عورتیں بھی بہت محبت

سے ملیں بہت اچھا وقت لگا

سوال: آپ سے شاید ابی نے بتا دیا ہوگا کہ ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں؟

جواب: ہاں آج شام کو ہماری گاڑی ہے، حضرت نے ہم سے بتایا تھا، مرکز میں تین دن لگا کر جمعہ اوکھلا میں پڑھنا ہے، خدیجہ کا انٹرویو شئی لیں گی، ہم حضرت کے حکم پر آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جامعہ ملیہ میں کسی صاحب سے ملنے چلے گئے ہیں اور مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں مغربی یوپی کے ایک بڑے قصبہ میں ایک تاجر لالہ خاندان میں ۳ رستمبر ۱۹۸۳ء کو پیدا ہوئی، میرا خاندانی نام سیما گپتا تھا، ابتدائی تعلیم قصبہ کے محلّہ کے ایک اسکول میں ہوئی، پرائمری کے بعد گرلس انٹر کالج سے انٹر کیا، اس کے بعد بی کام کیا، پھر پرائیویٹ سوشیالوجی (سماجیات) سے ایم اے کیا، میرے دو بھائی اور ایک بہن ہیں، ایک بھائی بڑے ہیں اور دو بھائی بہن چھوٹے ہیں، ہمارے پتاجی (والد صاحب) کرانہ کی تھوک کی دوکان کرتے ہیں، بہت شریف بھلے آدمی ہیں، میری ماتاجی (والدہ) بھی بہت نیک اور بھلی عورت ہیں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: ہمارے قصبہ میں ہندو مسلمان دونوں رہتے ہیں، بڑی تعداد میں مسلمان ہمارے محلّہ سے ملے ہوئے محلّہ میں رہتے ہیں، جن سے ہمارے گھر کا بہت گہرا تعلق ہے، والد صاحب کا کرانہ کی دوکان کی وجہ سے سب سے لین دین بھی تھا ہماری دیوار سے ایک گھر چھوڑ کر ایک زمین دار خان صاحب رہتے تھے ان کے بچے

ہمارے ساتھ پرائمری اسکول میں پڑھتے تھے، ہمارا اور ان کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تھا، ان کی ایک لڑکی صبیحہ خان میرے ساتھ انٹر تک پڑھتی رہی، اس سے میری بہت دوستی تھی، ان کا گھرانہ بہت صاف ستھرا اور دینی گھرانہ ہے، صبیحہ کا ایک بڑا بھائی بہت شریف اور بہت خوب صورت تھا، وہ مجھے دیکھتا تو صبیحہ سے کہتا سیما تو بالکل ایسی لگتی ہے جیسے ہمارے گھر کی ہی فرد ہو، یوں وہ بہت شرمیلا نوجوان تھا، میں گھر میں ہوتی تو وہ شرم کی وجہ سے باہر چلا جاتا، مجھے کچھ اس کے ساتھ عجیب سا لگاؤ ہو گیا تھا، میں کبھی صبیحہ سے کہتی کہ صبیحہ تمھارا بھائی تو لڑکیوں سے بھی شرمیلا ہے، صبیحہ کہتی، بہن اب تو زمانہ الٹا ہو گیا ہے، اب لڑکیاں کہاں شرماتی ہیں لڑکے ہی شرماتے ہیں، اس طرح کبھی کبھی زمانہ کی خرابیوں کی بات شروع ہو جاتی، ایک اخبار میں بے شرمی اور بے حیائی کی خبر، ایک باپ کے اپنی بیٹی کے ساتھ منھ کالا کرنے کی، ایک سگے ماموں کی بے شرمی کی خبر پڑھی تو ہم دیر تک زمانہ کے خراب ہونے کا ذکر کرتے رہے، میں نے کہا کہ کل یگ آ گیا ہے، اس کے ٹھیک کرنے کے لئے ہمارے دھارمک گرنتھ میں آیا ہے کہ کلکی اوتار آئیں گے اور وہ اس بگاڑ کو سدھاریں گے میں نے کہا پتا نہیں، ہمارے جیون (زندگی) میں کلکی اوتار آئیں گے یا نہیں، یا ہمارے مرنے کے بعد آئیں گے؟ صبیحہ نے کہا کہ سیما جن کلکی اوتار کی تم بات کر رہی ہو وہ تو آ کر چلے گئے، میں نے کہا تم کیسے کہتی ہو؟ وہ بولی میں تمھیں ایک کتاب دیتی ہوں، اس نے اپنی الماری سے ایک چھوٹی سی کتاب ''کلکی اوتار اور محمد صاحب'' نکالی اور مجھے دی، دیکھو یہ بہت بڑے اسکالر ہیں، پنڈت وید پرکاش اپادھیائے، جن کی یہ کتاب ہے، میں نے وہ کتاب لے لی، اسی دن میں نے صبیحہ سے ان کے بھائی کے ساتھ عجیب لگاؤ کا ذکر کیا اس نے بتایا کہ بھائی جان بھی تمھیں پسند کرتے ہیں، مگر شرم کی وجہ سے تمھارے سامنے نہیں آتے، میں نے کہا، کیا

تمھارے بھائی جان شادی کے لئے ہندو ہو سکتے ہیں، اس نے کہا کہ ایک مسلمان کا ہندو ہونا تو ناممکن ہے، ہاں اسلام کو جانتا ہی نہ ہو تو دوسری بات ہے، اس لئے کہ اسلام ایسا حق اور سچا مذہب ہے کہ اگر آدمی اسے جاننے کے بعد اسلام چھوڑنا چاہے تو چھوڑ نہیں سکتا، دل سے اسلام کے حق ہونے کا یقین نہیں نکل سکتا، اس نے کہا ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ دن نکل رہا ہے، اب اگر کوئی مجھ سے کہے دس لاکھ روپے لے لو اور یہ کہو کہ رات ہو رہی ہے، یا پھر رائفل کی گولی سر پر لگا کر کہے کہ کہو رات ہو رہی ہے تو ہوسکتا کہ کسی بڑے لالچ اور کسی خوف سے زبان سے کہہ دوں کہ ہاں رات ہو رہی ہے، مگر میرا دل اور ضمیر یہ کہتا رہے گا کہ دن کو رات کیسے سمجھوں، جانوں اور یقین کروں، صبیحہ نے کہا: سیما اگر تم اسلام کو پڑھو گی اور سچائی جاننے کی کوشش کرو گی تو تم بھائی جان کو ہندو بنانے کے بجائے خود ضروری سمجھو گی کہ شادی تو ہو مگر مجھے مسلمان بن جانا چاہئے، میں نے کہا صبیحہ یہ بات تو ہے کہ مسلمان اپنے مذہب میں بہت کٹر ہوتے ہیں، دوسرے مذہب والے اتنے کٹر نہیں ہوتے، صبیحہ نے کہا کہ ہر آدمی جو سچ پر ہوتا ہے مضبوط ہوتا ہے اور جو خود ہی شک میں ہو وہ کیسے کسی بات پر جم سکتا ہے، بہت دیر تک ہم بات کرتے رہے، دن چھپنے کو ہو گیا، میں گھر آ گئی، صبیحہ کی باتوں کے بارے میں سوچتی رہی، رات کو سوتے وقت میں نے وہ کتاب اٹھائی اور پڑھی، چھوٹی سی کتاب تھی، پوری پڑھ ڈالی تو حیرت ہوئی کہ وہ کلکی اوتار تو حضرت محمد ﷺ ہیں، یہ کتاب دیوبند سے چھپی ہے، اس کے پیچھے کچھ اور کتابوں کے نام بھی لکھے تھے، نراشنس اور انتم رشی، اسلام ایک پریچے، مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اسلام کیا ہے؟ آپ کی امانت آپ کی سیوا میں وغیرہ، میں نے اگلے روز صبیحہ سے کہا یہ کتابیں مجھے چاہئیں، اس نے کہا اس میں سے "آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" تو ہمارے ماموں مولانا کے یہاں مل سکتی

ہے، میں تمھیں لاکر دوں گی، میں نے ان سے کہا، بھول مت جانا، اس کو ماموں کے یہاں جانے کا موقع نہ لگا، میں تقاضا کرتی رہی، دس روز تک میں کہتے کہتے بے چین سی ہوتی رہی، دس روز کے بعد ایک چھوٹی سی کتاب 'آپ کی امانت آپ کی سیوا میں' صبیحہ نے مجھے لاکر دی، اس کتاب کا نام ایک انسان کے لئے ایسا دل کو چھونے والا ہے کہ نام پڑھ کر ایک عجیب طلب پیدا ہو جاتی ہے، کہ ہماری کیا امانت ہے معلوم تو کریں "دو شبد" اس میں مولانا وصی صاحب نے لکھے ہیں، میرا خیال ہے کہ 'دو شبد' کی دو تین لائن پڑھنے کے بعد کوئی آدمی اس کتاب کو پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا اور بالکل مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں دل میں دشمنی اور نفرت رکھنے والا انسان بھی ان دو شبدوں کو پڑھنے کے بعد اس کتاب کو غیر کی بات سمجھ کر نہیں پڑھ سکتا ہے، اس کا دل و دماغ اس کتاب کے لکھنے والے کو اپنا سچا دوست سمجھ کر ہی اس کو پڑھے گا، میں اس کتاب کو لے کر گھر آئی اور بس کتاب پوری پڑھی، میں نے اپنی چھوٹی بہن اور ماں سے کہا کہ میں آپ کو بہت اچھی چیز پڑھ کر سناؤں گی، ان کو بٹھا لیا اور پڑھنا شروع کیا، وہ سنتی رہیں اور بولیں یہ کس کی کتاب ہے، میں نے کہا مظفر نگر کے ایک مولانا جی کی لکھی کتاب ہے، میری ماں نے کہا ان سے تو ضرور ملنا چاہئے اس کتاب کے پیچھے ٹائٹل پیج پر بھی کچھ کتابوں کے نام لکھے تھے، اسلام ایک پریچے، مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اسلام کیا ہے؟ کتنی دور کتنے پاس؟ وہی ایک ایکتا کا آدھار، نراشنس اور انتم رشی، کلکی اوتار اور محمد صاحب، وید اور قرآن وغیرہ، میری ماں نے کہا بیٹی یہ ساری پستکیں (کتابیں) منگالے۔

سچی بات یہ ہے شبنم بہن! آپ کی امانت نے میری اندر کی دنیا کو بدل دیا، میں بس یہ سوچتی تھی کہ اس سماج میں میں مسلمان ہو کر کس طرح رہوں، اگر گھر چھوڑ کر جاؤں تو میں لڑکی ذات کہاں جاؤں گی، کون مجھے رکھے گا، میرے جانے کے بعد میرے گھر

والوں پر کیسی مشکل آئے گی، میرے بھائی بہنوں کا کیا ہوگا، میرے ماں باپ ایسے بھلے اور سجن لوگ کیسے جئیں گے، بس ایک عجیب خیالات کا طوفان میرے دل و دماغ پر تھا، اسلام کو اور جاننے کی خواہش پیدا ہوگئی، میں نے اپنی ایک دوسری سہیلی فاطمہ کو پانچ سو روپئے دیئے اور ان کتابوں کو منگانے کے لئے کہا، ایک ہفتہ کے بعد اس نے صرف 'مرنے کے بعد کیا ہوگا؟' لا کر دی اور باقی پیسے واپس دے دیئے کہ اور کتابیں ملی نہیں، میں نے مرنے کے بعد کیا ہوگا کتاب کو پڑھا جنت دوزخ کا ایسا حال اور گناہوں کی سزاؤں کا ایسا ذکر اس کتاب میں ہے کہ بے حس سے بے حس آدمی بھی خوف کھا جائے، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد جنت دوزخ میری آنکھوں کے سامنے بالکل آنکھوں دیکھی چیز بن گئی، رات کو سونے لیٹتی تو ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے قبر کا، حشر کا اور جنت دوزخ کا منظر چلتا رہتا تھا، دو بار میں نے خواب میں جنت دیکھی اور دوزخ تو نہ جانے کتنی بار دکھائی دی، اب میں نے اپنی ماں سے مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی انھوں نے کہا کہ دین سے دنیا سنبھالنی مشکل ہوتی ہے، آج کل کے سماج میں دھرم بدلنا آسان نہیں ہے، بس اندر سے سچ کو سچ سمجھو یہ بھی کافی ہے، وہ مالک دلوں کے بھید کو جانتا ہے، میں نے صبیحہ سے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو تمھارے بھائی مجھ سے شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا کہ وہ کئی بار مجھ سے کہہ چکے ہیں کہ اگر سیما مسلمان ہو جائے تو امی ابو اس سے میری شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ میں ان سے بات کروں گی، اب وہ نوکری کے لئے ملک سے باہر چلے گئے ہیں، ان کا فون آئے گا تو میں بات کروں گی، صبیحہ کے بھائی کا فون آیا تو اس نے ان سے بات کی، مجھے بتایا کہ بھائی جان کہہ رہے ہیں کہ اگر میں امی ابو کو راضی کر لوں اور ساری قانونی کارروائی کر لوں اور سیما کے گھر والے بھی راضی ہوں اور وہ سچے دل سے مسلمان ہو جائے تو میں

شادی کر کے بہت خوشی محسوس کروں گا، مگر میں کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا، اس دوران میں نے کسی طرح قرآن شریف کا ہندی ترجمہ حاصل کر لیا، اس کو پڑھنا شروع کیا، ساتھ ساتھ میں اپنی ماں کو سناتی تھی، مجھے بعض ایسے خواب دکھائی دیئے جن کے بعد مسلمان ہونے کی بے چینی بہت زیادہ بڑھ گئی، راتوں کو دیر تک مجھے نیند نہیں آتی تھی، میں منھ ہاتھ دھو کر قرآن پڑھنے لگتی، بات یہاں تک بڑھی کہ میں نے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا، اس سلسلہ میں مجھے کسی نے بتایا کہ پھلت "آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" کے لیکھک (لکھنے والے) مولانا صاحب کے یہاں تمھارے لئے یہ کام آسان ہے، میں نے ایک پندرہ سال کے مسلمان لڑکے کو تیار کیا جو بہت دین دار تھا اور اس کے ساتھ پھلت پہنچی، مولانا صاحب سفر پر گئے ہوئے تھے، وہاں پر کچھ لوگوں نے مجھ سے اسلام قبول کرنے کی غرض معلوم کی، میں نے کہا صرف اسلام قبول کرنا اور حق کو ماننا، مجھے کلمہ پڑھوایا گیا اور میرٹھ بھجوا کر ایک وکیل صاحب سے سرٹیفکٹ بنوا دیا گیا، ایک مولانا کے گھر میں رہی، ان کی بہنوں نے مجھے بہت محبت سے رکھا، ایک ہفتہ کے بعد مولانا صاحب آئے۔

سوال : آپ کی گھر میں تلاش نہیں ہوئی؟

جواب : میری گھر میں تلاش ہی نہیں ہوئی، میرا آنا میرے پورے علاقہ میں قیامت بن گیا، جب ڈھونڈھ پڑی اور خاندان والے اکٹھا ہوئے تو میری چھوٹی بہن نے بتا دیا کہ وہ صبیحہ کے بھائی سے شادی کرنا چاہتی تھی، حالانکہ اب ایسا کچھ نہیں تھا، اب صرف مجھے اسلام قبول کرنا تھا، اس پر پورے علاقہ کے ہندو سماج میں ایک طوفان کھڑا ہو گیا، صبیحہ کے گھر والوں کی مصیبت آگئی، انھوں نے لاکھ کہا کہ ہمارا لڑکا ابھی ملک کے باہر ہے، مگر لوگ کہتے رہے کہ آپ نے ہی اس لڑکی کو غائب کیا

ہے، اخباروں میں خبروں پر خبریں چھپتی رہیں، کئی بار بالکل آمنے سامنے فساد ہونے کو ہوا کچھ سمجھدار لوگوں نے معاملہ کو ٹھنڈا کیا۔

سوال : اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب : مولانا صاحب ایک ہفتہ کے بعد پھلت آئے، تو انھیں لوگوں نے میرے بارے میں بتایا، مولانا صاحب نے کہا کہ وہاں کے لوگوں کے میرے پاس فون آئے، میں نے کہا ہمارے یہاں اس طرح کی کوئی لڑکی نہیں آئی ہے، پورے علاقہ میں فساد ہونے کو ہے، بہر حال مجھے بلایا اور مجھ سے کہا کہ وہاں تو یہ مشہور ہے کہ تم کسی لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہو، مجھ سے کہا کہ تم سچ سچ بتاؤ، میں نے کہا کہ پہلے میں واقعی ایسا ہی چاہتی تھی، مگر اب صرف اسلام پڑھ کر میں مسلمان ہوئی ہوں، میں کچھ روز اسلام پڑھنا چاہتی ہوں اگر اس لڑکے سے بعد میں شادی ہو جائے تو اچھا ہے، ورنہ آپ جس سے چاہیں میری شادی کر دیں، مولانا صاحب نے مجھے دہلی بھیج دیا، وہاں کے کچھ وکیلوں سے بات ہوئی تو انھوں نے کہا کوئی لڑکا ان سے شادی کو تیار ہو جائے تو سب سے بہتر قانونی آسانی اس میں ہے، مولانا صاحب نے کہا آگرہ میں ایک ڈاکٹر ہیں، انھوں نے مجھ سے کسی نو مسلم سے شادی کے لئے کہا ہے، وہ جے واڑہ کے رہنے والے ہیں، اگر تم کہو تو میں تمھیں ان کے یہاں بھیج دوں، مجھے تکلف ہوا، میں رونے لگی، تو مولانا صاحب سمجھے کہ میں اسی لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہوں، ہمارے علاقہ میں بات اور بگڑ گئی تو مولانا نے مجھ سے کہا اس وقت بہتر یہ ہے کہ تم اپنے گھر چلی جاؤ اور اپنے گھر والوں پر کام کرو، میں نے کہا وہاں جا کر میں بالکل بے بس ہو جاؤں گی، آپ مجھے اس کفر و شرک میں نہ بھیجیں، آپ وہاں میری کیسے مدد کر سکتے ہیں، مولانا نے کہا بہن آپ چلی جاؤ، میں اللہ کے بھروسے پر تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمھارے والد اور

والدہ کے ساتھ اللہ آپ کو نکالیں گے، مجھے یقین نہیں آتا تھا، میں بہت روئی بار بار مجھے پانی پلایا گیا، مولانا کے جو ساتھی مجھے دہلی لے گئے تھے انھوں نے مجھے بہت سمجھایا کہ حضرت کی بات مان لو، اللہ تعالیٰ تمھارے لئے ضرور راستہ نکالیں گے میں نے کہا آپ میری شادی کسی مزدور سے، جھاڑو دینے والے کسی فقیر سے کردیں مگر مجھے وہاں نہ بھیجیں، انھوں نے کہا کہ اب حضرت نے کہا ہے اس کے خلاف ہم تمھاری کوئی مدد نہیں کرسکتے، میں مجبوراً روتے ہوئے گھر جانے پر راضی ہوگئی، بس میں مجھے ٹکٹ دلوا کر بٹھا دیا گیا مغرب کے بعد میں اپنے گھر پہنچی اور میں نے سب خاندان والوں کے سامنے اپنی ماں سے کہا: کیا میں آپ سے دس روز کے لئے کہہ کر نہیں گئی تھی کہ میں تیرتھ پر جا رہی ہوں اور مجھے پٹنے میں جانے کو کہا گیا تھا، آپ نے گھر والوں کو کیوں نہیں بتایا؟ آج دس دن میں میں آگئی کہ نہیں؟ صبیحہ کے گھر والوں اور بہت سے لوگوں کو پولیس نے اٹھا رکھا تھا، کسی طرح چھوڑا گیا، میرے خاندان والے جمع ہوئے اور مجھ پر برسنے لگے، میں نے سوچا، خدیجہ تو حق پر ہے، حق والوں کو ڈرنا نہیں چاہئے، میں نے کہا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور میرا نام سیما نہیں خدیجہ ہے اور اسلام سے مجھے کوئی نہیں ہٹا سکتا، میری پھوپھا اور ایک تائے نے مجھے بہت مارا اور نہ جانے کیسی بری بری گالیاں دیں، ہمیں معلوم ہے تو مسلمان ہونے کا ڈھونگ بھر کر اس سے منھ کالا کرنے گئی تھی اور ایسی بری بری سنائیں کہ بیان کرنا مشکل ہے، میری ماں اور باپ البتہ بالکل نرم تھے، میری ماں تو اندر سے اسلام کی سچائی کو مان چکی تھی، مجھے قریب کے بڑے شہر میں میرے تایا کے یہاں پہنچا دیا گیا، میں وہاں نماز پڑھنے کی کوشش کرتی تو گھر والے میرے ساتھ بہت زیادتی کرتے، ایک رات میں بارہ بجے، عشا کی نماز پڑھنے لگی میرے تائے کے لڑکے نے میری کمر پر سجدہ میں ایک بہت بھاری چکی جو پرانے

زمانے کی وہاں تھی وہ رکھ دی میرا دم نکلنے کو ہو گیا، مجھے صحابہ کے حالات یاد آئے میں نے کچھ کھانے سے انکار کر دیا، مجھے ان کے یہاں ناپا کی کی وجہ سے بھی کھانے کو دل نہیں چاہتا تھا اور مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ یہ مجھے زہر دے دیں گے میرے تایا نے میرے ماں باپ کو بلوایا اور پھر میری بوا (پھوپھی) کے یہاں مجھے بجھوا دیا گیا، میں نے کہا میں کسی کے گھر کا کھانا نہیں کھاؤں گی، اس میں زہر کا خطرہ ہے، بازار کا کھانا کھاؤں گی جو ماں لا کر دیں گی، میری بوا کے یہاں میری اتنی احتیاط کے باوجود بھی مجھے تین مرتبہ زہر دینے کی کوشش کی گئی، مگر جس کو اللہ رکھے اسے کون چکھے، ایک بار بلی نے کھیر گرا دی، ایک بار مجھے پہلے خواب دکھائی دے گیا اور ایک دفعہ میری بوا کے پوتے نے وہ کھا لیا، پندرہ دن تک اسے اسپتال میں رہنا پڑا، جان تو بچ گئی مگر گردے خراب ہو گئے۔

سوال: وہاں سے پھر اللہ نے کس طرح نکالا؟

جواب: اللہ نے حضرت کے وعدہ کی لاج رکھ لی، حضرت بتاتے ہیں کہ تمھیں میں نے فسادات اور حالات خراب ہونے کے ڈر سے بھیج تو دیا مگر جیسے ہی تم چلی تو میرے کان میں غیب سے کسی نے قرآن کی یہ آیت پڑھی جس میں اللہ نے ان عورتوں کو جو ایمان قبول کر کے ہجرت کے لئے آئیں یہ یقین ہونے کے بعد کہ وہ اس میں سچی ہیں کافروں کے پاس لوٹانے سے منع کیا گیا ہے۔

سوال: ہاں ہاں ابی بار بار بہت افسوس کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ قرآن حکیم کی میں نے خلاف ورزی کی ہے، پہلے سے خیال نہیں آیا، سب لوگ دعا کرو اللہ مجھے معاف فرمائے۔

جواب: آپ کو معلوم ہے وہ آیت؟

سوال: ہاں بار بار ابی اسے پڑھتے تھے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ط
اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ج فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ط

(الممتحنة: ۱۰)

اس کا ترجمہ یہ ہے: اے ایمان والو! جب تمھارے پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو ان کو جانچ لو، اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو، پھر اگر تم ان کو ایمان پر جانو تو تم ان کو کافروں کی طرف مت پھیرو۔

جواب: حضرت بتاتے ہیں کہ اس آیت شریفہ نے مجھے جھنجھوڑ دیا میں بار بار صلاۃ التوبہ پڑھتا اور اللہ کے حضور دعا کرتا میرے اللہ! آپ کو اگر دعوت محبوب ہے اور آپ نے اس کم ظرف بندے کو اپنے کام سے جوڑا ہے تو میری غلطیوں اور گناہوں کو کون معاف کرے گا، میرے اللہ! میں بہت بڑا مجرم ہوں، مجھ سے انجانے میں قرآن حکیم کی خلاف ورزی ہوگئی، میرے اللہ! میری بچی کیسی بلکتی ہوئی واپس گئی، میرے اللہ میں نے آپ کے بھروسے اس سے وعدہ کرلیا ہے آپ اپنے گندے بندے کی وعدہ کی لاج رکھ لیجئے، میرے اللہ میرے بگاڑ کو آپ کے علاوہ کون سنوار سکتا ہے، مولانا صاحب نے مجھے بتایا کم از کم پندرہ دن تک ہر دعا میں بس تمھارے لئے دعا کرتا تھا اور تمھارے واپس آنے کے شکر میں روزوں صدقوں اور نفلوں کی نذر مانتا تھا، اللہ نے حضرت کی دعا اور وعدہ کی لاج رکھی، چھ مہینے مجھ پر ایک سے ایک سخت گزرا، اس دوران ان چھ مہینوں کی داستان میں سناؤں تو ایک لمبی کتاب ہو جائے گی، میں نے ایک ڈائری بھی لکھی ہے، میری ماں میرے ساتھ روتی رہتی، چھ مہینہ کے بعد میری ماں نے میرے باپ کو راضی کرلیا کہ ایک نومسلم لالہ خاندان کے ڈاکٹر صاحب جو وجے واڑہ کے ہیں سے، میری شادی کردیں، مالا ڈال کر شادی ہو جائے گی بعد میں وہ نکاح کرلیں

گئے۔

سوال : وہ آپ کی ماں کو کیسے ملے؟

جواب : اصل میں میری ماں کی ایک پرانی سہیلی تھی، جن کو ہم حقیقی موسی (خالہ) کی طرح جانتے تھے وہ بھی میرے ساتھ مسلمان ہوگئی تھیں مگر انھوں نے اسلام ظاہر نہیں کیا تھا وہ تیاگی خاندان سے تھیں، وہ میرے ساتھ ہونے والے ظلم سے واقف تھیں، ہمارے یہاں ایک تبلیغی جماعت آئی وہ پانی پر دم کروانے کے بہانے اس جماعت سے ملیں اور میری داستان سنائی، اس جماعت میں وہ ڈاکٹر صاحب جو سات مہینے پہلے مسلمان ہوئے تھے، حضرت کے ایک ساتھی کی کوشش سے، کسی طرح اپنی نوکری سے چھٹی لے کر گھر والوں سے ٹریننگ کے بہانے جماعت میں آئے تھے، امیر صاحب نے کہا کہ ان کے ڈاڑھی بھی نہیں آئی ہے اگر ان سے شادی ہو جائے تو اچھا ہے یہ بھی لالہ ہیں، یہ اپنے گھر والوں کو تیار کرلیں گے، اس پر بات طے ہوگئی، ڈاکٹر صاحب نے جماعت میں پندرہ دن چلّے کے چھوڑ کر مجھے وہاں سے نکالنے کے لئے امیر صاحب کے مشورہ سے گھر کا سفر کیا اور گھر والوں سے مجھ سے شادی کرنے کا خیال ظاہر کیا، میرے پتاجی نے خاندان والوں کو یہ کہہ کر کہ دور چلی جائے گی تو مسلمانوں سے دور ہو جائے گی راضی کر کے میری شادی کردی، ۱۱ر لوگ میری سسرال سے آئے، ڈاکٹر صاحب مجھے لے کر ہنی مون منانے کے بہانے یہاں دہلی اور شملہ وغیرہ لے کر آئے ہیں، مولانا صاحب سے فون پر ان کا رابطہ تھا، مجھے لے کر یہاں آئے اور مجھے ان کے ساتھ دیکھ کر بس مت پوچھئے کہ مولانا صاحب کا کیا حال ہوا، بار بار خوشی سے روتے تھے، کہتے تھے میرے اللہ آپ کیسے کریم ہیں، اپنے کتنے گناہ گار بندے کے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے، قرآن کے حکم کی صریح خلاف ورزی کر کے ایک مومنہ کو کفار

میں لوٹا دینے والے مجرم کے وعدہ کی آپ نے کیسی لاج رکھی، مولانا صاحب نے بتایا کہ ۲۵؍روزے میں نے نذر مانے ہیں، دوسو نفلیں اور تین ہزار صدقہ تمھارے واپس آنے کے لئے، مولانا صاحب نے بڑی حیرت اور خوشی سے بتایا کہ جن آندھرا کے ڈاکٹر صاحب کے پاس تمھیں بھیج کر شادی کرنے کو کہتا تھا وہ ڈاکٹر شارق یہی ہیں، جس کے ساتھ میرے اللہ نے تمھاری شادی کرکے میرے گھر بھیج دیا۔

سوال: عجیب بات ہے؟

جواب: اللہ تعالی اپنے دین کی دعوت کا کام کرنے والے کی، سچی بات یہ ہے کہ بڑی ناز برداری کرتے ہیں۔

سوال: آپ کی وہ چھ مہینے کی تکلیفیں جھیلنے کی کہانی والی ڈائری آپ کے پاس ہے؟

جواب: ابھی نہیں لائی، میں اس کا زیراکس کراکے آپ کو بھیجوں گی، حضرت صاحب نے کہا ہے کہ وہ ہم چھپوائیں گے، مولانا صاحب نے کہا کہ وہ قسط وار ارمغان میں چھپوانے کے لائق ہے

سوال: اب آپ کے شوہر اپنے گھر والوں کے ساتھ میں رہتے ہیں؟

جواب: نہیں! وہ ابھی وہاں مہاراشٹر ناگپور میں ایک سرکاری اسپتال میں عارضی ملازمت پر ہیں، دہلی میں انھوں نے اپلائی کیا تھا، الحمدللہ انٹرویو بھی ہوگیا اور انھوں نے ایم ڈی کے لئے کوالیفائی کرلیا ہے، اب ہم بہت جلدی دہلی آجائیں گے ہم دونوں ہی بس ساتھ رہتے ہیں۔

سوال: آپ کے ماں باپ کا کیا ہوا؟

جواب: میں نے ان کو پرسوں دہلی بلایا تھا، ہمایوں کے مقبرے کے پارک میں ملاقات ہوئی وہ اب اپنا قصبہ چھوڑ کر ہمارے ساتھ رہنے کا پروگرام بنا رہے ہیں، الحمدللہ

دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔

سوال: بہت بہت شکریہ خدیجہ بہن! واقعی ایمان تو آپ کا ہے، ہم لوگ خاندانی مسلمانوں کو ایمان واسلام کی کیا قدر ہو سکتی ہے، آپ ہمارے لئے دعا کیجئے، کچھ حصہ اس ایمان کا ہمیں بھی نصیب ہو جائے؟

جواب: جی آپ کے گھر کے جوتوں کے صدقے میں مجھے ایمان ملا ہے، آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں، آپ کے گھر کے لئے میری سات پشتیں دعا کریں تو کم ہے۔

سوال: یہ آپ کی بڑائی کی بات ہے، بہر حال بہت بہت شکریہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں انشاء اللہ جلد ہی دہلی آجاؤں گی پھر اطمینان سے باتیں کریں گے اور بھی مزے کی باتیں سناؤں گی۔ ڈاکٹر صاحب آگئے ہیں، باہر کھڑے ہیں، اچھا میں چلتی ہوں۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اپریل ۲۰۰۹ء

(۳۱) مولانا کی ہمدردی نے ہمیں غلام بنادیا

جناب محمد شاہد (رام دھن) سے ایک ملاقات

سچی بات یہ ہے کہ انسانیت آج پیاسی ہے، بس ضروری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو انسانیت کی خیر خواہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، بس یہ ثابت کریں کہ وہ لوگوں کے لئے بے لوث ہمدرد ہیں اور پھر جو چاہیں لوگوں سے منوالیں، خصوصاً ہندستان کے ہندوؤں کی توگھٹی میں یہ بات پڑی ہے کہ انہیں یہ یقین ہو جائے کہ یہ ہمارا ہمدرد ہے، بس اس کے غلام بن جاتے ہیں، میرے لئے دعا بھی کریں، اور سارے انسانوں کیلئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ ہمارے سب ہندو بھائیوں کو میری طرح عید نصیب کرے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد شاہد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال : شاہد صاحب، آپ کی تشریف آوری ہوئی، بہت خوشی ہوئی، ابی نے بتایا کہ آپ جماعت سے وقت لگا کر آرہے ہیں، آپ سے ارمغان کے لئے ایک انٹرویو لوں، مگر آپ جماعت سے سیدھے گھر چلے گئے، مجھے بہت افسوس ہوا۔ اللہ نے آج ملاقات کروادی۔

جواب : اصل میں، میں جماعت میں مالیر کوٹلہ وقت لگا رہا تھا، آخری دن میں نے فون کیا تو معلوم ہوا کہ بچہ سخت بیمار ہے، اسپتال میں ہے، میں نے مولانا صاحب (مولانا محمد کلیم صدیقی) سے فون پر بات کی، انھوں نے کہا آپ فوراً چلے جائیں بعد

میں کسی وقت ملاقات ہو جائے گی۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ گھر خیریت ہے، میں کمپنی کے کام نکال کر دہلی آیا ہوں اور دل میں تڑپ تھی مولانا صاحب سے ملنے کی، الحمد للہ ملاقات ہوگئی۔

سوال: آپ اجازت دیں تو میں اپنی بات شروع کروں؟

جواب: ضرور، میرے لائق جو خدمت ہے، میں حاضر ہوں۔

سوال: پہلے آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں الہ آباد کے دویدی برہمن خاندان میں ۴ رنومبر ۱۹۵۷ء کو پیدا ہوا۔ میرا نام رام دھن میرے والد صاحب نے رکھا تھا، پتا جی ایک اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے، میری دو بہنیں اور ایک بھائی ہے۔ میں ان میں سب سے بڑا ہوں۔ یوں تو میں سب سے چھوٹا ہوں، پیدائش کے لحاظ سے سب سے پہلے پیدا ہوا ہوں، ہائی اسکول میں نے اپنے والد صاحب کے اسکول میں کیا اس کے بعد سائنس سے انٹر کیا، انٹر میں میری ڈویزن نہ بن سکی، جس کی وجہ سے مجھے لائن بدلنی پڑی اور پھر بی کام کیا، بی کام کے بعد میں نے ایک فیکٹری میں ملازمت کر لی، بعد میں پونا میں ایک کمپنی میں ملازم ہوگیا، اس کے بعد ایک کے بعد ایک چار کمپنیوں میں اچھے کام کی تلاش میں جاتا رہا اور اب ایک کمپنی میں پروڈکشن منیجر ہوں، میری شادی بنارس کے ایک برہمن خاندان میں ہوئی۔ میری بیوی انٹر میڈیٹ پاس ہے، میں نے جان بوجھ کر گھریلو زندگی کے سکون کے لئے گھریلو خاتون سے شادی کی ہے، میرے تین بچے ہیں، بڑا بیٹا جس کا پہلا نام للت کمار تھا، اب الحمد للہ محمد جاوید ہے، بیٹیاں جن کے پہلے نام کملا اور گیتا تھے اب الحمد للہ عائشہ اور فاطمہ ہیں، میری بیوی کا نام اب الحمد للہ خدیجہ ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے سلسلہ میں ذرا تفصیل سے بتائیے؟

جواب: اب سے پانچ سال پہلے جون ۲۰۰۳ء میں بچوں کی چھٹیوں میں گھر والوں نے گھومنے کا پروگرام بنایا، پونا سے چند دن گھوم کر دہلی اور پھر شملہ کا پروگرام تھا، اگست کرانتی میں ممبئی سے دہلی کا ٹکٹ تھا، جس کیبن میں ہم لوگ تھے میرے تین بچے اور ہم دونوں اور چھٹے آپ کے والد مولانا محمد کلیم صدیقی تھے، ان کو دیکھا تو ہمیں اچھا لگا کہ ایک دھارمک آدمی کی سنگتی ہمارے بچوں کو ملے گی۔ تفریح کے ساتھ کچھ نہ کچھ سیکھنے کو مل جائے گا۔ تفریح کا سفر تھا، میرے اللہ کا کرم ہے کہ میرے گھر میں بچوں میں پہلے سے بھی بہت پریم محبت ہے اور سفر میں تو اور بھی بے تکلفی ہوتی ہے اور مقصد تفریح تھا اس لئے بچے اور بھی مستی کر رہے تھے، رات ہونے لگی تو میں نے بچوں کو دھمکایا، انکل بھی ساتھ ہیں تم لوگ مستی کر رہے ہو، مگر مولانا صاحب نے کہا، یہ بچے ہیں، معصوم بچے خوش ہو رہے ہیں آپ ان کو کیوں روکتے ہیں؟ مجھے اچھا لگ رہا ہے، رات کے دس بجے میں نے مولانا صاحب نے کہا آپ سونا چاہیں تو برتھ کھول لیں، انھوں نے کہا بہت اچھا، برتھ کھول لی گئی، مولانا صاحب چادر وغیرہ بچھانے لگے تو میری بیوی نے بچیوں کو دھمکایا، تم لوگوں کو شرم نہیں آتی، دو بیٹیوں کے ہوتے ہوئے، انکل خود بستر بچھا رہے ہیں، بچیاں دوڑیں اور بولیں انکل لائیے ہم بستر کر دیتے ہیں، مولانا صاحب نے ان کو بہت منع کیا مگر انھوں نے زبردستی لے کر بستر بچھا دیا اوپر والی برتھ پر مولانا کا بستر ہو گیا، میری بیوی جو بہت خدمت گزار عورت ہے انھوں نے مولانا صاحب کے جوتے اٹھا کر حفاظت سے اندر رکھ دیئے اور مولانا صاحب کو بتا بھی دیا کہ جوتے سامنے برتھ کے نیچے رکھ دیئے ہیں، کبھی رات کو آپ اتریں اور تلاش کریں اور پریشان ہوں۔ مولانا صاحب نے کہا آپ نے بہت شرمندہ کیا، یہ سچی بات ہے، احمد بھائی انسانیت کے سچے ہمدرد ایک داعی کی ذرا سی خدمت نے کہ میری بچیوں نے

مولانا صاحب کا بستر بچھا دیا تھا اور میری بیوی نے جوتے اٹھا کر رکھ دیے تھے، ہماری قسمت بدل دی اور زندگی بھر کفر و شرک میں بھٹکتے ہم نکموں پر ہدایت کی بارش کا ذریعہ بن گئی بلکہ میرے بچوں اور میری بیوی کی خدمت ابھی تک ہمارے آدھے خاندان کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن چکی ہے۔

سوال: اس کی ذرا تفصیل بتائیے؟

جواب: احمد بھائی، مولانا صاحب نے ہمیں بعد میں بتایا کہ بچیوں کے بستر بچھانے اور میری بیوی کے جوتا اٹھا کر رکھنے سے ان کا دل بھر آیا اور رات کو دیر تک وہ ہمارے لئے ہدایت کی دعا کرتے رہے، صبح سویرے تہجد کے لئے اٹھے اور مولانا صاحب کہتے ہیں کہ وہ ہمارے اور ہماری نسلوں کے لئے ہدایت کی دعا کرتے رہے، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے اللہ سے فریاد کی کہ میرے مولیٰ! نفرت کے اس ماحول میں ان بچیوں اور ان کی ماں نے آپ کے اس حقیر اور تہی داماں بندے کے ساتھ بھلائی کی ہے مولائے کریم یہ گندہ اس کا بدلہ نہیں دے سکتا، بس آپ ان کی نسلوں کے لئے ہدایت کے فیصلے فرما دیجیے، مولانا صاحب کہتے ہیں میں نے دعا کی اور ارادہ کیا کہ ہم لوگوں سے دعوت کے سلسلہ میں بات کریں گے، صبح آٹھ بجے تک بچے سوتے رہے اور سو کر اٹھے تو ناشتہ وغیرہ میں لگ گئے۔ اور پھر کھیلنے لگ گئے، مستی کرنے لگے مولانا صاحب کہتے ہیں مجھ پر حد درجہ بے چینی تھی کہ کس طرح میں انھیں اسلام کی دعوت دوں؟ مگر جیسے زبان پر کسی نے تالہ لگا دیا ہو، بار بار مولانا صاحب کچھ کہنے کو ہوتے مگر کہہ نہ پاتے۔ ۱۱ بجے ٹرین تھوڑی سی دیر سے نظام الدین اسٹیشن پہنچی، مولانا صاحب بتاتے ہیں جیسے جیسے وقت گزرتا گیا بے چینی بڑھتی گئی اور خیال تھا کہ اگر میں نے ان کو دعوت نہ دی تو پھر کون ان سے مسلمان ہونے کو کہے گا؟ مگر زبان کھل نہیں پا رہی

تھی، گاڑی سے ہم سب اترے میں نے مولانا صاحب کا بیگ زبردستی اٹھالیا کہ ایک سجن کی خدمت میں میں بھی شامل ہو جاؤں بہت ہمت کر کے مولانا نے اپنے بریف کیس سے ایک کتاب 'آپ کی امانت' نکالی، مولانا صاحب کہتے ہیں، میں نے اپنے کو بہت ملامت کی اور ہمت کر کے بچوں کو اکٹھا کیا اور ہماری موجودگی میں بچوں سے کہا، تمھاری محبت اور آپس کی ہنسی سے دل بہت خوش ہوا، تم کتنے اچھے لگ رہے تھے بس تمھارے انکل کی ایک درخواست ہے اس کو یاد رکھنا، وہ یہ ہے کہ شادی کے بعد بھی تم لوگ اسی محبت سے رہنا، صرف دو پیسوں اور بچوں اور اپنے شوہروں کے چکر میں اس مقدس رشتہ کو مت خراب کرنا، سب بچوں نے مولانا کے پاؤں چھوئے مولانا نے منع کیا اور آخر میں مولانا نے آپ کی امانت آپ کی سیوا میں مجھے یہ کہتے ہوئے دی، یہ میرا پتہ ہے، میرے پاس ویزیٹنگ کارڈ اس وقت نہیں ہے۔ میں اپنے گھر والوں سے بار بار کہتا رہا کہ کس دیوتا کے ساتھ مالک نے ہمیں سفر کرایا کہ ہمارے بچوں سے کیسی ہمدردی اور محبت کی بات کہہ گئے اور میں بار بار بچوں کو یاد دلاتا رہا کہ دیکھو انکل کی بات یاد رکھنا، وہ کوئی دیوتا آدمی تھے۔

دو تین دن دہلی میں رہے، اس کے بعد ہم لوگ شملہ گئے۔ راستہ میں ہماری چنڈی گڑھ کے سفر میں ایک آدمی سے ملاقات ہوئی وہ ٹرین میں مانگ رہا تھا، اس نے اپنی زندگی کی دکھ بھری کہانی بیٹھ کر سنائی کہ میرا دل بھر آیا، ہم لوگ شملہ پہنچے، راستہ کی باتیں ہو رہی تھیں تو مولانا صاحب کی بات بھی آئی میں نے پھر بچوں کو یاد دلایا انکل کی نصیحت یاد رکھنا۔ کملا نے کہا پتا جی وہ کتاب بھی تو انکل نے دی تھی وہ کہاں گئی، میں نے کتاب نکالی اور ایک بیٹھک میں پڑھ ڈالی، میں نے اس کتاب کو دوبارہ سب بچوں کو سنایا مولانا صاحب کی نظام الدین اسٹیشن کی باتوں سے میرے اور میرے

بچوں کے دل میں یہ بات بالکل بس گئی تھی کہ وہ ہمارے ہمدرد اور بے لوث ہمدرد ہیں، ہم سبھی نے اس کتاب کو اپنے ہمدرد اور خیر خواہ کی بات سمجھ کر پڑھا اور سنا، احمد بھائی آپ جانتے ہیں آپ کی امانت تو ایک پھندہ ہے۔اگر کسی انسان کے سینہ میں پتھر نہیں ہے دل ہے تو پھر وہ دل اس کتاب کا ہو ہی جاتا ہے، شملہ سے واپس ہوئے کیونکہ اس کتاب میں اس کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی سونپی ہے اس لئے چنڈی گڑھ سے میں نے اس کتاب کی بیس زیراکس کاپیاں بنوائیں، اب یہ سفر ہماری زندگی کا انقلابی سفر تھا یوں تو ہمارے والد صاحب ایک سیکولر انسان تھے اس لئے عام لوگوں کی طرح مسلمانوں سے نفرت ہمارے گھرانے میں نہیں تھی، مگر اسلام اور مسلمان ہمارے لئے غیر تھے، مگر اب ایسا نہیں تھا، ٹرین میں میں نے مسافروں کو وہ کاپیاں دیں اور سارے راستہ بچوں میں اسی کتاب کا ذکر ہوتا رہا شاید اس کتاب کی اکثر باتیں ہمارے بچوں کو بھی زبانی یاد ہو گئیں، پونا آیا تو مجھے اسلام کو مزید جاننے کا شوق پیدا ہوا، کسی نے مجھے پروفیسر انیس چشتی صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا میں ان سے ملا بھی، مگر نہ جانے کیوں وہ کچھ مسائل میں گھرے تھے وہ مجھے خاطر خواہ وقت نہیں دے سکے۔ایک جگہ سے ''اسلام کیا ہے؟'' کتاب میں نے حاصل کی، اس کو پڑھا اس کے بعد قرآن مجید کا ہندی انوادیعنی ترجمہ پڑھا، مہینوں کے سوچ وچار کے بعد ایک بار پھر آپ کی امانت ہم نے پڑھی اور مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا، مسلمان ہونے کے لئے میں بہت سے پڑھے لکھے مسلمانوں سے ملا، مگر کوئی اس بات کے لئے تیار نہیں ہوا، مسجدوں میں اماموں کے پاس بھی گیا، میرے بیٹے نے مجھے مشورہ دیا کہ میں پھلت میں مولانا صاحب کو خط لکھوں مولانا صاحب کا خط ہمیں عید کے چار روز پہلے ملا جس میں لکھا تھا:

(یہ خط ہمیشہ میرے جیب میں رہتا ہے، نکالتے ہوئے)

پریہ دویدی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے اپنے بچوں کے ساتھ ایک دن کے سفر میں مجھے اپنا کرلیا، آپ اور بچے مجھے بہت یاد آتے ہیں، آپ پڑھے لکھے ہوکر مسلمان ہونے کے لئے کیوں ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ اسلام ایک سچائی ہے بس آپ نے آپ کی امانت کتاب پڑھ کر سچے دل سے کلمہ پڑھ لیا تو مسلمان ہوگئے۔ اسلام رسم ورواج کا دھرم نہیں ہے، ہاں اپنے اطمینان کے لئے آپ پھلت آئیں تو آپ کا سواگت (استقبال) ہے، کاش آپ کا خط پہلے مل جاتا تو عید آپ ساتھ کرسکتے، اگر بھابی اور بچے بھی آجائیں تو ہمارے گھر والوں کی بھی عید ہوجائے، جب آپ آئیں خوشی ہوگی۔ والسلام

آپ کا اپنا

کلیم

میں نے تتکال میں رزرویشن بنوایا راجدھانی سے دہلی پہنچے اور پھر ڈھائی بجے عید کے دن، پھلت پہنچے، مولانا صاحب خوشی سے چمٹ گئے اور دیر تک گلے لگایا بچوں کو پیار کیا اور ہماری تسلی کے لئے کلمہ پڑھوایا، میرا نام شاہد رکھا، میری بیوی کا خدیجہ بڑی بچی کا آمنہ چھوٹی کا فاطمہ اور بچے کا نام محمد جاوید رکھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ عید تو ہماری ہوئی اور ہر عید کو ہم خوشی مناتے ہیں کہ عید کا دن تو ہمارے لئے ہے کہ بغیر روزوں کے عید کی خوشی ہمیں نصیب ہوئی مولانا صاحب نے بتایا کہ اس سفر میں مجھے اپنی ذات سے بہت مایوسی ہوئی میں اللہ کے سامنے بہت فریاد کرتا رہا کہ الٰہی میری نااہلی کا یہ حال ہے کہ اتنا چاہنے کے بعد ایسے پیارے لوگوں کو دین کی ایک بات نہ کہہ

سکا، بعد میں مجھے خوشی بھی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی دعوت دینے والوں کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کی اپنی ذات سے نگاہ ہٹا کر اپنی ذات عالی سے ہونے کا یقین بناتے ہیں۔ اس لئے زبان کو تالہ لگا دیا۔

مولانا صاحب بتا رہے تھے، میں نے بہت دعا کی، یا اللہ کوئی بات تو ایسی کہلا دیجئے کہ یہ مجھے اپنا ہمدرد سمجھ کر آپ کی امانت پڑھ لیں، اللہ نے ایک بات ذہن میں ڈال دی اور سچی بات یہ ہے کہ آپ کی امانت ہم لوگوں نے اس محبت بھرے جملے کے سایہ میں پڑھی اس لئے اور بھی اس کے ہو رہے۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: دو روز ہم پھلت میں رہے، وہاں دو سال پہلے مشرف باسلام ہونے والے بھائی عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا کہ ہمیں گھر کی یاد آتی ہے لوگ بھی دھتکارتے ہیں، دل دکھتا ہے اور بہت ٹوٹ جاتے ہیں، بس مولانا سفر سے آتے ہیں مصافحہ ملاتے ہیں کبھی گلے لگاتے ہیں، ایک آدھ مذاق کی بات کی، بس ایسا لگتا ہے کہ مرجھایا دل ہرا ہو گیا۔ میں نے دو روز پھلت گزار کر ان کی بات کی سچائی دیکھی، مولانا نے ٹیکسی کر کے ہمیں دہلی تک اپنے خرچ سے بھیجا اور گھر والوں کے لئے ہدایت کی دعا کرنے اور ماں باپ اور رشتہ داروں پر کام کرنے کی تاکید کی۔ بلکہ ہم پانچوں سے وعدہ لے کر رخصت کیا۔

سوال: آپ نے گھر والوں پر کام کیا ؟

جواب: میرے اللہ نے میرے وعدہ کی لاج رکھ لی، میری ایک بہن اور بھائی اپنے بچوں کے ساتھ مسلمان ہو گئے میرے والد اور والدہ دونوں مسلمان ہو گئے، والد صاحب کا انتقال ہو گیا، الحمد للہ الہ آباد میں ان کو دفن کیا گیا، میرے دو دوست بھی

مسلمان ہوگئے اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ مولانا نے بتایا، واپسی میں ہمارے ساتھ سفر کرنے والے ان لوگوں میں جن کو میں نے آپ کی امانت دی تھی دو ایک اندور کے تاجر اور ایک دہلی کے انجینئر مشرف بہ اسلام ہوگئے ہیں ان میں سے ہر ایک کے قبول اسلام کی کہانی بہت دل چسپ ہے اور اللہ کی شان ہادی کا کرشمہ ہے اور ہم گندوں پر اللہ کی رحمت کی کرشمہ سازی ہے۔ میں آپ کو ضرور بتاتا مگر ٹرین کا ٹائم ہو رہا ہے انشاء اللہ اور کسی ملاقات میں تفصیلات سناؤں گا۔ وہ واقعات بہت دلچسپ ہیں۔ الحمد للہ ہم لوگ گذشتہ سال بچوں اور والد صاحب کے ساتھ حج کو گئے تھے۔ میرے اللہ کا کرم ہے کہ اللہ نے ہم گندوں کو اپنا گھر دکھا دیا۔

سوال: بہت بہت شکریہ شاہد صاحب، قارئین ارمغان کو آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: سچی بات یہ ہے کہ انسانیت آج پیاسی ہے، بس ضروری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو انسانیت کی خیر خواہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، بس یہ ثابت کریں کہ وہ لوگوں کے بے لوث ہمدرد ہیں اور جو چاہیں لوگوں سے منوالیں۔ خصوصا ہندستان کے ہندوؤں کی تو گھٹی میں یہ بات پڑی ہے کہ اس کو یہ یقین ہو جائے کہ یہ میرا ہمدرد ہے، بس اس کے غلام بن جاتے ہیں۔ میرے لئے دعا بھی کریں اور سارے انسانوں کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالی ہمارے سب ہندو بھائیوں کو میری طرح عید نصیب کرے۔

سوال: آمین ثم آمین۔ السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام احمد بھائی مولانا صاحب سے میرا ایک بار پھر بہت بہت سلام کہہ دینا۔

سوال: ضرور انشاء اللہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۰۷ء

(۳۲) قاتلوں کو معاف کرنے کے سبب اسلام قبول کیا

شمیم بھائی (شیام سندر) سے ایک ملاقات

> میں اپنی بات کیا کہوں میرا منہ کہاں میں کچھ کہہ سکوں، مگر میں ضرور کہوں گا جو مولانا صاحب کہتے ہیں کہ مسلمان اپنے کو داعی اور ساری انسانیت کو مدعو سمجھنے لگے تو ساری دنیا رشک جنت بن جائے گی اور داعی طبیب اور مدعو مریض ہوتا ہے وہ آدمی نہیں جو اپنے مریض سے مایوس ہو اور وہ بھی طبیب نہیں جو مریض سے نفرت کرے، اس سے کراہت کرے، اسے دھکے دیدے، مسلمانوں نے اپنے مریضوں کو اپنا حریف، اپنا دشمن سمجھ لیا ہے، اس کی وجہ سے خود بھی پس رہے ہیں اور پوری انسانیت ایمان اور اسلام سے محروم ہو رہی ہے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

شمیم بھائی : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : شمیم بھائی آپ جماعت میں سے کب آئے؟

جواب : میں جماعت میں سے ۲۲ر اپریل کو واپس آ گیا تھا۔

سوال : آپ کا یہ چلہ کہاں لگا تھا؟

جواب : میرا یہ چلہ میوات میں لگا، بجنور کی جماعت تھی مفتی عباس صاحب امیر تھے، الحمد للہ اس چلے میں میرا پہلے چلے سے بہت اچھا وقت گزرا۔

سوال : اچھا ماشاء اللہ، آپ کا یہ دوسرا چلہ تھا؟

جواب : ہاں احمد بھائی، پہلا چلہ تو میرا جب مولانا صاحب حج سے آئے تھے اس کے فوراً

بعد لگا تھا، حج سے آنے کے چار روز بعد میں نے کلمہ پڑھا تھا اور تین دن بعد میرے کاغذات بنوا کر نظام الدین سے مجھے جماعت میں بھیج دیا گیا تھا، وہ چلہ میرا سیتاپور میں لگا تھا، مگر وہ جماعت ذرا میری جیسی تھی، میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ اچھی نہیں تھی امیر بھی نئے تھے اور ساتھیوں میں بھی روز لڑائی ہوتی رہی، چار ساتھی درمیان میں واپس آ گئے میں تو یہ کہوں گا کہ میری نحوست تھی کہ اللہ کی راہ میں بھی مجھے میرے جیسے حال والوں سے سابقہ پڑا۔

سوال: اچھا شمیم بھائی، آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں مظفرنگر ضلع کے سکھیڑہ گاؤں کے پاس ایک گاؤں کے گوجر زمیندار پریوار میں پیدا ہوا، ۱۹/ اپریل ۱۹۸۴ء میری جنم تھی (تاریخ پیدائش) ہے، میرے پتاجی نے نام شیام سندر رکھا، میرا خاندان پڑھا لکھا خاندان ہے، میرے چچا سرکاری افسر ہیں، میرے والد بھی ماسٹر تھے اور ستر بیگھہ زمین بھی تھی، میرے بڑے بھائی فوج میں ہیں، ایک بہن ہے ان کی شادی سرکاری اسکول کے ٹیچر سے ہوئی ہے، میں نے ہائی اسکول سے پڑھائی چھوڑ دی اور فلم دیکھنا، سگریٹ پینا، گٹکہ کھانا اور آوارہ لڑکوں کے ساتھ رہنا میرا کام تھا، میرے پتا جی نے مجھے پڑھنے پر زور دیا تو میں گھر سے بھاگ گیا، میری سنگتی اچھی نہیں رہی اور پھر مجھے گولیاں کھانے کی عادت ہوگئی، کافی دنوں کے بعد میں کسی طرح گھر آیا، مگر میرا تعلق غلط لوگوں سے تھا، خرچ گھر والے دیتے نہیں تھے، میں نے خرچ بڑھا رکھا تھا مجبوراً گھر سے چوری کرتا، کبھی کچھ نکال کر بیچ آتا کبھی کچھ گھر والوں نے احتیاط کی تو پھر باہر سے چوری کرنے لگا، بات بگڑتی گئی اور میں لوٹ مار کرنے والے لڑکوں کی گینگ میں جا ملا اور میرے اللہ کی رحمت پر قربان کہ یہ گینگ ہی میری نیا پار لگائی گئی۔

سوال: اصل میں گینگ میں رہنا تو نیا کو ڈبوتا ہی ہے، بس اللہ کی رحمت نے آپ کو پھول سمجھ کر اس گندی گینگ کی کیچڑ سے آغوش رحمت میں اٹھا لیا۔

جواب: ہاں آپ سچ کہتے ہیں۔اصل میں میرا خاندان اور پورا پریوار بڑے سجن لوگوں کا پریوار ہے میرے گھر والوں کے زیادہ تر مسلمانوں سے تعلقات رہے ہیں میرا بچپن بھی اسی ماحول میں گزرا، میں بدقسمتی سے اس ماحول سے دور ہوتا رہا مگر مجھے اس غلط ماحول سے سوبھاؤ (فطرت) کے لحاظ سے میل محسوس نہ ہوا۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں ذرا بتایئے؟

جواب: احمد بھائی پچھلے سال دکھیڑی جلسہ سے واپس آتے ہوئے رات کو منصور پور سے پہلے آپ کے اور ہم سب کے ابی مولانا کلیم صاحب کی گاڑی پر بدمعاشوں نے گولی چلادی تھی، ہمارے ڈرائیور سلیم میاں کے دو گولیاں لگی تھیں،ایک ہاتھ میں اندر گھس گئی تھی دوسری گولی بالکل دل کے سامنے سینہ پر لگی تھی، کرتا بری طرح پھٹ گیا، ۳۱۵ کی گولی مگر کلائی سے (اللہ کی رحمت سے) بس جیسے چھو کر واپس آ گئی، گولی کا نشان دیکھ کر آدمی خود حیرت کرے گا کہ اللہ کی شان تھی ،اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندوں کو ساتھی بھی ایسے دیتے ہیں کہ گولی لگنے کے باوجود سلیم نے گاڑی کو دو تین کلومیٹر الٹا بیک گیر میں دوڑایا اور موقع لگا کر موڑا اور دس کلومیٹر دور جا کر بتایا کہ مجھے گولی لگ گئی ہے اور حوصلہ نہیں کھویا، ورنہ ہمارے ساتھی تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے ایسا نشانہ بنا کر گولی سامنے سے ماری تھی کہ ہم کو یقین تھا کہ ڈرائیور تو مر گیا ہوگا، کوئی دوسرا برابر والا گاڑی بھگا رہا ہے۔

وہ جو گولی چلانے والے لوگ تھے سب میرے ساتھی تھے، مگر میرے اللہ کا کرم تھا میں دو ہفتہ سے بیمار ہو گیا تھا اور مجھے پیلیا ہو گیا تھا، میں مظفر نگر اسپتال میں بھرتی تھا، یہ خبر پورے علاقہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، ہم آٹھ لوگوں کا گینگ تھا، صرف میں ایک ہندو تھا اور سب سات لوگ مسلمان تھے اتفاق سے میرے علاوہ ساتوں اس روز اس واقعہ میں موجود تھے، کھتولی کوتوالی نے سی آئی ڈی انچارج کو بلایا اور دونوں نے قسم کھائی کہ

ایسے سجن، بھلے اور مہان آدمی کی گاڑی پر ہمارے چھیتر (علاقہ) میں یہ حملہ ہوا ہے ہمارے لئے ڈوب مرنے کی بات ہے، قسم کھا کر عہد کیا جب تک مجرموں کو پکڑ نہ لیں گے اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے، بھلا ایسے لوگوں پر گولی چلانے والے کب بچ سکتے تھے، تیسرے روز ان میں سے تین پکڑے گئے اور پٹائی پر سب نے بتادیا، باقی چار بھی ایک ہفتہ میں گرفتار ہوگئے، بہت سے کیس لوٹ مار چوری ڈاکے کے کھلے اور تھانہ انچارج نے ایسے کیس بنائے کہ ضمانت تو سالوں تک ممکن ہی نہیں تھی نہ ہوئی۔

ایک ہفتہ کے بعد میری طبیعت کچھ ٹھیک ہوئی، دوبار خون بھی چڑھا تو میری چھٹی ہوئی، دو ہفتے تک گھر پر ہی رہا، ساتھیوں کے پکڑے جانے کی خبر مجھے مل گئی تھی، میرا خون سوکھتا تھا کہ سختی میں میرا نام نہ لے لیا ہو، مگر دو مہینے تک جب ہمارے گھر پولیس نہ آئی تو کچھ اطمینان ہوا کچھ طبیعت بھی ٹھیک ہوگئی تو میں کسی طرح موقع لگا کر جیل میں ملائی کرنے گیا، جیل میں ساتھیوں نے سارا معاملہ بتایا اور مجھے بدھائی دی کہ تو بیمار ہوگیا ورنہ تو بھی ہمارے ساتھ جیل میں ہوتا، مظفر نگر جیل میں ان کی ملاقات کچھ قیدیوں سے ہوئی جو مولانا صاحب کے ان ساتھیوں کی کوشش سے جن کو دشمنی میں لوگوں نے جھوٹ ایک قتل کے کیس میں پھنسا دیا تھا مسلمان ہوگئے تھے، ان قیدیوں سے ملنے مولانا کلیم کئی بار جیل آئے، جیل والوں سے مولانا صاحب اور ان کے گھر والوں اور ان کی والدہ کے بارے میں کہانیاں سی سناتے رہتے تھے، ان کے گھر کا یہ حال ہے کہ اپنے چوروں کو خود چھڑا کر لاتے ہیں، معاف کرتے ہیں ان کے گھر راشن پہنچاتے ہیں، کوکڑا گاؤں کے میرے ایک ساتھی نے جو ہمارا سردرد تھا مجھ سے کہا تو پھلت جانا اور مولانا صاحب سے ہماری پریشانی بتانا اور خوب رونا، منھ بنا کر خوب پریشانیاں بتانا، میں نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی، بھلا ان کے یہاں جانے کا کس طرح منھ ہوسکتا ہے، مگر وہ زور دیتا رہا تو جا کر دیکھنا وہ تجھے کچھ نہیں

کہیں گے، ان سے کہنا سب ساتھی دل سے معافی مانگ رہے ہیں اور سبھی عہد کر رہے ہیں کہ اب اچھی زندگی گزاریں گے اور آپ کے مرید بھی بن جائیں گے، میری ہمت نہ ہوئی، ہفتے دو ہفتے کے بعد وہ مجھے زور دیتے رہے۔

بار بار کہنے پر مجھے بھی ان کے حال پر ترس آ گیا اور میں پتہ لینے کے بعد پھلت پہنچا، سردی کا زمانہ تھا راستہ میں بارش ہوگئی اور میں بھیگ گیا، مولانا صاحب ظہر کی نماز کے لئے جا رہے تھے نماز کا وقت قریب تھا، مجھے دیکھا معلوم کیا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے اپنے گاؤں کا نام بتایا، مولانا صاحب گھر میں گئے اور میرے لئے ایک شرٹ پینٹ لے کر آئے اور بولے سردی سخت ہو رہی ہے آپ اندر جا کر کپڑے بدل لیجئے، میرا نام پوچھا میں نے نام بتایا شیام سندر، تو انھوں نے رضائی میں بیٹھ جانے کو کہا اور اندر سے بچے کو ایک کپ چائے لانے کو کہا، نماز کے لئے جاتے وقت ہنستے ہوئے بولے، آپ تو اس علاقے کے مہمان ہیں جہاں ہماری اچھی مہمانی ہوئی تھی، ہمارے ڈرائیور کے گولی لگی تھی، میں یہ سن کر سہم گیا، میرے چہرے کے اترنے سے مولانا صاحب بولے آپ کیوں شرماتے ہیں، کوئی آپ نے گولی نہیں چلائی تھی، آپ تو ہمارے مہمان ہیں، مولانا صاحب نماز پڑھنے چلے گئے۔

نماز پڑھ کر واپس آئے تو میں نے الگ بات کرنے کے لئے کہا، برابر کے چھوٹے کمرے میں مجھے لے گئے میں نے اپنا تعارف کرایا اور اپنے ساتھیوں کا حال اور ان کے گھر کا حال خوب بناوٹی رونا بنا کر سنایا اور مولانا صاحب سے کہا آپ چاہیں تو ان کی ضمانت ہو سکتی ہے، مولانا صاحب نے کہا نہ ہم نے ان کو گرفتار کیا ہے اور ہم ان کو مجرم کم اور بیمار زیادہ سمجھتے ہیں، ایسے سچے اور اچھے دین کو ماننے والے، ایسے رحمت بھرے رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھنے والے، ایسی بے دھڑک لوگوں کی جانیں لیں گے تو پھر دنیا کا کیا

ہوگا؟ ان کا علاج یہ ہے کہ ان سے کہوں یا عمر قید میں رہو یا تین چلے کے لئے جماعت چلے جاؤ، اگر وہ سچے دل سے اپنی غلطی پر شرمندہ ہیں تو وہ جیل سے سیدھے تین چلے کے لئے ساتوں جماعت میں چلے جائیں، ہم خود گواہی دینے کے بجائے ان کی ضمانت کو تیار ہیں۔

مولانا صاحب نے مجھ سے کہا، آپ پہلے کھانا کھالیں میں ابھی آتا ہوں، ایک صاحب اندر سے کھانا لے آئے تھوڑی دیر میں مولانا آئے اور مجھ سے کہا اپنے ساتھیوں کی جیل کی تو تم فکر کرتے ہو تمہیں بھی ایک جیل میں مرنے کے بعد جانا پڑسکتا ہے، وہ جیل ہمیشہ کی ہے جس سے ضمانت بھی نہیں ہے وہ نرک کی جیل ہے، جس میں ایسی سزائیں ہیں جن کا تصور بھی یہ دنیا کی پولیس والے نہیں کر سکتے، اس جیل سے بچنے کے لئے یہ کتاب پڑھو یہ کہہ کر ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' مجھے دی پھر وہ ایک ساتھی کو میرے پاس بھیج کر چلے گئے ان سے بات کرو، وہ مجھے مسلمان ہونے کے لئے کہتے رہے اور بولے تم بڑے خوش قسمت ہو کہ مالک نے آپ کو اسی بہانے ہمارے حضرت کے یہاں بھیج دیا، مالک کی مہر ہوتی ہے تو اللہ اس در کا پتہ دیتے ہیں، میں نے ان سے اس کتاب کو پڑھنے کا وعدہ کیا اور اس لحاظ سے خوش خوش گھر لوٹا کہ چار مہینے جماعت میں جانا تو بہت آسان ہے، میں نے اگلے روز جیل جاکر ساتھیوں کو خوش خبری سنائی انھوں نے پوری بات سنی اور بہت روئے ایسے آدمی کے ساتھ ہم نے بڑا ظلم کیا اور پھر ان تو مسلم قیدیوں کے ساتھ رہنے لگے نماز پڑھنی شروع کردی، روزانہ تعلیم میں بیٹھنے لگے اور تین قیدی ان کے کہنے سے مسلمان بھی ہوئے۔

میں نے دوسرے روز وہ کتاب پڑھی، ایک اجنبی آدمی کے ساتھ مولانا صاحب کے برتاؤ نے میرے اندرون کو مولانا کا کردیا اور مجھے اندر میں ایسا لگ رہا تھا کہ میں مولانا کا غلام ہو گیا ہوں، اس کتاب نے مجھے اور بھی جذباتی بنادیا، میں تین دن کے بعد پھلت

گیا مولانا نہیں ملے، بہت مایوس واپس لوٹا دوسری بار گیا، تیسری بار گیا تو معلوم ہوا کہ وہ آئے تھے اور آج ہی حج کے سفر پر چلے جائے گے اور ایک مہینے بعد آئیں گے۔

ایک ایک دن کر کے دن گنتا رہا، میں بیان نہیں کرسکتا احمد بھیا، میں نے ایک مہینہ سالوں کی قید کی طرح گزارا، اللہ کا کرم ہوا میں نے پھلت فون کیا معلوم ہوا کہ مولانا صاحب آگئے ہیں اور کل تک رہیں گے، ۱۶؍جنوری کو صبح کے دس بجے میں نے مولانا صاحب کے پاس جا کر کلمہ پڑھا میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میرے پتا جی مجھے مارتے اور ڈانٹتے تو کہا کرتے تھے کہ نالائق ہمارے بڑے تو یہ کہا کرتے تھے، کہ انسان وہ ہے کہ اس کے دشمن بھی اس سے فائدہ اٹھائیں، تو نے اپنے ہی گھر کو نرک بنادیا ہے، میں یہ سن کر کہتا ایسے لوگ کسی دوسرے لوک میں ہوں گے، لیکن آپ کے قاتلوں کے ساتھ رہنا میرے لئے ایمان لانے کا ذریعہ بن گیا، مولانا صاحب نے کہا میں کیا بلکہ وہ مالک جس نے پیدا کیا اس کو آپ پر رحم آگیا، آپ رحمت کی قدر کریں، میرا نام مولانا صاحب نے شمیم احمد رکھا۔

سوال: پھر اس کے بعد آپ جماعت میں چلے گئے؟

جواب: دوسرے روز میرے کاغذات میرٹھ بھجوا کر بنوائے اور مجھے ساتھ لے کر مولانا صاحب دلی گئے اور ایک مولانا کے ساتھ مجھے مرکز بھیج دیا، سیتاپور چلہ لگا، کچھ نماز وغیرہ تو میں نے سیکھ لی واپس آکر میں نے کارگزاری سنائی مولانا صاحب نے کہا چالیس دن میں اگر آپ کلمہ بھی اچھی طرح یاد کر کے آگئے تو کافی ہے، آپ کو نماز بھی خاصی آگئی ہے، دوبارہ جا کر اور اچھی طرح یاد کر لینا، کچھ روز میں مظفر نگر ایک مدرسہ میں رہا پھر جماعت میں دوبارہ گیا، الحمد للہ اس بار میں نے ایک پارہ بھی پڑھ لیا اور اردو بھی پڑھنا سیکھ لی، گھر والوں اور ساتھیوں کے لئے دعا بھی کی، واپس جا کر جیل گیا اور ساتھیوں سے جماعت اور مسلمان

ہونے کی کارگزاری سنائی، وہ بہت خوش ہوئے، اب انشاء اللہ جلدی ان کی ضمانت ہونے والی ہے، دو لوگوں کی ضمانت تو کسی طرح ہوگئی مگر میں نے ان کو بھی تیار کیا ہے وہ ساتوں انشاء اللہ جلد چار مہینے کی جماعت میں جانے والے ہیں۔

سوال: جماعت سے واپس آکر آپ گھر گئے؟ تو گھر والوں کو آپ نے کیا بتایا؟

جواب: میرے گھر والے یہ سمجھ رہے تھے کہ پھر گینگ میں چلا گیا ہوں، میرے گھر سے باہر جانے کے وہ عادی تھے ان کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی، ٹوپی اوڑھ کر کرتا پاجامہ پہن کر میں گھر پہنچا تو گھر والے حیرت میں پڑ گئے، شروع میں میرے چاچا جی بہت ناراض ہوئے، پھر میں نے پھلت جانے کی اور وہاں کی ساری رپورٹ سنائی تو وہ خاموش ہو گئے، میں نے ایک دن بہت خوشامد سے ان سے وقت لیا کمرہ بند کر کے دو گھنٹے ان سے دعوت کی بات کی، پھر آپ کی امانت ان کو دی الحمد للہ، اللہ نے ان کے دل کو پھیر دیا اور وہ پھلت جا کر مسلمان ہو گئے، ہمارے گاؤں میں مسلمان نام کے برابر ہیں مولانا صاحب نے ان سے ابھی اظہار اور اعلان کرنے کے لئے منع کر دیا ہے، البتہ وہ گھر والوں کو سمجھانے میں لگ رہے ہیں۔ خدا کرے ہمارا سارا گھر جلد مشرف بہ اسلام ہو جائے۔

سوال: ماشاء اللہ بہت خوب، اللہ تعالیٰ مبارک کرے، آپ کوئی پیغام ارمغان کے واسطے سے مسلمانوں کو دینا چاہیں گے؟

جواب: میں اپنی بات کیا کہوں میرا منھ کہاں میں کچھ کہہ سکوں، مگر میں ضرور کہوں گا جو مولانا صاحب کہتے ہیں، کہ مسلمان اپنے کو داعی اور ساری امت کو مدعو سمجھنے لگے تو ساری دنیا رشک جنت بن جائے گی اور داعی طبیب اور مدعو مریض ہوتا ہے وہ آدمی نہیں جو اپنے مریض سے مایوس ہو اور وہ بھی طبیب نہیں جو مریض سے نفرت کرے، اس سے کراہت کرے، اسے دھکے دیدے، مسلمانوں نے اپنے مریضوں کو اپنا حریف، اپنا دشمن سمجھ لیا

ہے، اس کی وجہ سے خود بھی پس رہے ہیں اور پوری انسانیت ایمان اور اسلام سے محروم ہو رہی ہے۔

سوال : ماشاء اللہ! بہت اچھا پیغام دیا، شمیم بھائی، بہت دنوں سے میں انٹرویو لے رہا ہوں مگر اتنی اہم بات آپ نے کہی، آپ کو یہ سمجھ مبارک ہو۔

جواب : احمد بھائی! بس یاد کر کے میں نے آپ کو سنا دیا ہے، سبق تو مولانا صاحب نے یاد کرایا ہے۔

سوال : بہت بہت شکریہ! السلام علیکم

جواب : آپ کا بھی شکریہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جون ۲۰۰۷ء

۴۴ ننھے منھے کی دعوت پر اسلام قبول کیا

محمد اسجد صاحب (ونود کمار) سے ایک ملاقات

میں نے خواب دیکھا کہ ایک آگ کا لاؤ ہے اور اس سے آگ کے شعلے اٹھ رہے ہیں اور لوگ اس میں جل رہے ہیں کبھی اٹھتی ہے کبھی بیٹھ جاتی ہے آگ کی لپٹیں آسمان کو چھو رہی ہیں انتہائی خطرناک آگ کی لپٹوں کے ساتھ جلنے والے لوگ بھی چیختے چلاتے اوپر جاتے ہے، دور اسجد کھڑے کہہ رہے ہیں گڈو بھائی یہ دوزخ ہے جس سے اللہ نے آپ کو کلمہ پڑھوا کر بچالیا میری آنکھ کھل گئی میں بیان نہیں کرسکتا، اس آگ کا مجھ پر ایسا خوف طاری ہوا میں نے کمرے میں سوتے ساتھیوں کی پرواہ کیے بغیر لائٹ جلائی اور آپ کی امانت کو پڑھا ایک بار پڑھا، دوبار پڑھا، تین بار پڑھا پھر میں نے دل ہی دل میں کہا اسجد میرے خیر خواہ اسجد تم نے بہت اچھا کیا مجھے ونود کمار سے اسجد بنالیا اسجد تم نے مجھ سے اپنا وعدہ پورا کر ہی لیا، اسجد تم بچے ہو یا اللہ نے تمہیں کچھ اور بنایا ہے،

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اسجد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : اسجد بھائی ماشاء اللہ آپ سے خوب ملاقات ہوگئی آپ کو اس حلیہ میں دیکھ کر میں بیان نہیں کرسکتا کہ مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے؟

جواب : احمد بھائی جب آپ کو اتنی خوشی ہو رہی ہے تو اندازہ لگائیے میں جب آئینہ دیکھتا ہوں تو مجھے کتنی خوشی ہوتی ہوگی۔ میں نے جماعت میں وقت لگایا تو بار بار رسول اللہ

ﷺ کا یہ فرمان سنا تھا کہ ایک زمانہ وہ آئے گا کہ آدمی صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر یعنی ایک دن اور ایک رات ایمان کو بچانا مشکل ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے ایمان جانے کے زمانے میں میرے اللہ نے مجھ کمینے کو میری طلب کے بغیر ایمان سے نوازا میں کس طرح اپنے رب کا شکریہ ادا کر سکتا ہوں، اکثر آئینہ دیکھ کر مجھ پر یہ احساس چھا جاتا ہے پھر یہ خیال آتا ہے کے گھر سے مجھے یہ مایا ملی تو میں بے اختیار اپنے رب کے حضور الحاح وزاری سے ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ اس خاندان کو قیامت تک کے لئے عالم کی ہدایت کے لئے قبول کر لیجیے، بلکہ ایک تقریر مولانا کلیم صاحب کی سننے کے بعد تو میں یہ دعا کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خاندان کو صرف عالم کے لئے نہیں بلکہ عالمین کی ہدایت کے لئے قبول فرمالے۔

سوال: آپ جیسے نیک پاک صاف مسلمان کی دل سے دعا ہمارے لئے اور خاندان کے لئے سرمایہ ہے۔ اللہ آپ کی دعا کو بہت بہت قبول فرمائے۔ احمد بھائی ارمغان کے لئے آپ سے کچھ بات کرنا ہے؟

جواب: احمد بھائی ضرور کیجئے۔

سوال: اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میرا ملک نیپال ہے، کاٹھمانڈو سے دس کلومیٹر دور ایک گاؤں ہے، ۲۱ مئی ۱۹۸۰ء کو پیدا ہوا ہوں برہمن خاندان سے میرا تعلق ہے۔ ونود کمار میرا بچپن کا نام تھا مگر پیار میں مجھے گڈو کہا جاتا تھا ابتدائی تعلیم ہائی اسکول تک نیپال میں حاصل کی، والد کا انتقال ہو گیا تو میرے ایک عزیز مجھے دہلی لے آئے میں نے بارہویں کا امتحان دیا تو میرے وہ عزیز بھی دہلی میں انتقال کر گئے اب میرے لئے آگے تعلیم مشکل تھی اس لئے میں نے جامعہ نگر اوکھلا کے علاقہ میں آپ کے گھر کے قریب دکان پر سیلس مین کی نوکری کر لی اور جامعہ میں

بی کام میں بھی داخلہ لے لیا وہیں سے اللہ نے مجھ پر رحم کیا۔

سوال: ماشاءاللہ حیرت ہے کہ آپ کی پیدائش ہمارے ابی کی شادی کے دن ہوئی، ہمارے ابی کی شادی بھی ۲۱ رمئی ۱۹۸۰ء کو ہوئی۔

جواب: واقعی عجیب بات ہے احمد اللہ نے میرے لئے ہدایت تقدیر میں لکھی تھی اس لئے ہدایت کا ذریعہ بھی میری پیدائش کے دن جوڑنا شروع کر دیا نہ آپ کے والد کی شادی ہوتی نہ اسجد میاں پیدا ہوتے نہ اللہ میاں مجھے ہدایت دیتے۔ سبحان اللہ احمد بھائی آپ نے کیا عجیب بات بتائی۔

سوال: واقعی مجھے بھی بہت مزہ آیا آپ کی تاریخ پیدائش سن کر اچھا آپ اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنائیے؟

جواب: آپ کے علم میں ہے کہ میں آپ کے گھر کے قریب ایک جنرل مرچینٹ کے یہاں ملازمت کرتا تھا۔ آپ کے چھوٹے بھائی اسجد میاں میرے سامنے پانچوں وقت بہت پابندی سے نماز پڑھنے جاتے تھے، چلتے چلتے وہ دوسرے بچوں کو بھی نماز کو کہتے تھے، جب وہ نماز سے واپس آتے تو راستے میں محلے کے نمازی ان کو چھیڑتے، کوئی کہتا حضرت اسجد ہمارے یہاں چائے پی لو، کوئی کہتا ہمارے یہاں کھانا کھالو، وہ شرما کر بھاگ جاتے آپ کی بلڈنگ میں ایک چوکی دار تھا وہ مسلمان تھا نماز نہیں پڑھتا تھا اسجد اس کو نماز پڑھنے کو کہتے ایک روز میں نے بھی اس سے کہا کہ روزانہ تم اسجد سے وعدہ کرتے ہو مگر نماز پڑھنے نہیں جاتے کچھ میں نے زور دیا کچھ اسجد میاں نے دوزخ سے ڈرایا وہ نماز کو چلا گیا اب اس نے بھی نماز شروع کر دی، ہر نماز سے پہلے اسجد اس کو لینے پہنچ جاتے ایک روز وہ ظہر کی نماز پڑھنے گیا تو اس کے چپل چوری ہو گئے اسجد میاں نے گھر سے پیسے لا کر اس کو نئی چپلیں لا کر دیں اور بولے دیکھو تمہیں اللہ نے نماز کے بدلہ پرانے چپلوں کے بدلے نئی

چپلیں دے دیں۔

سوال: امی نے مجھے بتایا کہ اس کی چپل چوری ہوگئی تو اسجد آ کر خوب رونے اور بار بار فریاد کرتے تھے۔ امی اب وہ نماز نہیں پڑھے گا وہ یہ سمجھے گا کہ نماز پڑھنے سے تو نقصان ہوتا ہے اگر آپ مجھے پیسے دے دیں اور اس کی نئی چپل آجائیگی تو پھر وہ ہمیشہ کا نمازی بن جائے گا اور ضد کر کے پیسے لے کر گیا اور اس کو نئی چپلیں دلوائیں۔

سوال: ہاں تو آگے کیا ہوا؟

جواب: جب وہ نمازی بن گیا تو اب میری باری آئی اسجد میاں کو معلوم نہیں تھا کہ میں ہندو ہوں میں ان کو پیار سے السلام علیکم بھی کرتا تھا تب مجھ سے بھی کہتے گڈو بھائی آپ دکان پر بیٹھے رہتے ہیں اور اذان سنتے ہیں اور نماز کو نہیں جاتے۔ اذان سن کر جو نماز کو نہ جائے مسجد اس کے لئے بددعا کرتی ہے میں اسجد سے کہتا تم نماز کو چلو میں ذرا دیر میں آؤنگا دو ہفتہ اس طرح گزر گئے وہ روزانہ عصر مغرب اور عشاء تینوں وقت تقاضہ کرتے مگر میں ان کو بہکا دیتا اور انہیں ٹلا دیتا ایک روز عصر کی نماز میں وہ آکر مجھ سے لپٹ گئے، گڈو بھائی آج میں آپ کو نماز کے لئے لے جا کر رہوں گا، میں نے اسجد سے کہا تم مجھے جانتے نہیں ہو میرا نام ونود کمار ہے اور میں مسلمان نہیں ہوں بلکہ ہندو ہوں، وہ بولے پھر تو آپ کے لئے بہت مشکل ہے گڈو بھائی، آپ تو بے نمازی سے بہت زیادہ خطرہ میں ہیں۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ وہ بولے کہ بے نمازی تو دوزخ میں جل کر ایک دن جنت میں چلا جائے گا، مگر ایمان کے بغیر تو ہمیشہ کی جہنم ہے۔ گڈو بھائی آپ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔ جماعت کا وقت ہو گیا میں نے کہا اسجد تمہاری جماعت نکل جائے گی، وہ بولے جماعت میری نکل جائے گی اور اگر آپ کی جان نکل گئی اور ہندو مر گئے تو کتنا نقصان ہوگا۔ میں نے کہا اچھا تم نماز پڑھ آؤ پھر بات کریں گے۔ وہ نماز پڑھنے چلے گئے اور آکر میری دکان کے سامنے

کھڑے ہوگئے، گاہک آتے گئے مگر وہ لگے رہے اور بار بار زور دیتے رہے کہ گڈو بھائی آپ کے یہاں سے ہم سودا لاتے ہیں، آپ ہم سے بہت بات کرتے ہیں، میں کلمہ پڑھوائے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔ آپ کو مسلمان ہونا پڑے گا، میں کہتا رہا اسجد تم جاؤ پھر کسی دن بات کریں گے وہ بولے کیا پتہ آج ہی آپ کی موت آجائے یا میں مرجاؤں وہ جب زیادہ ضد کرنے لگے تو مجھے خیال آیا کہ یہ ننھا سا بچہ، احمد بھائی اسجد کی عمر اب کتنی ہے؟ گیارہ سال ہے۔ یعنی جب ان کی عمر آٹھ سال تھی یا اس سے بھی کم، مجھے یہ خیال آیا کہ بچے کا دل رکھنے میں کیا حرج ہے کوئی کلمہ پڑھنے سے میں مسلمان تو ہونے سے رہا میں نے ان کو ٹالنے یا دل رکھنے کے لئے کہا کہ اچھا کلمہ پڑھاؤ، انہوں نے مجھے کلمہ پڑھایا میں نے ہنستے ہوئے کلمہ پڑھا وہ بولے اب گڈو بھائی آپ اپنا مسلمان نام رکھ لو میں نے کہا کہ نام بدلنا بھی ضروری ہے، اسجد نے کہا ابی کہتے ہیں نام بدلنا تو ضروری نہیں مگر اچھا ہے، جب تم نے کلمہ پڑھ لیا تو نام بھی بدل لو تو اچھا ہے، میں نے کہا اچھا بتاؤ میرا نام تم کیا رکھو گے؟ اسجد بولے تم اپنی پسند سے کوئی مسلمان نام رکھ لو میں نے کہا مجھے تو تمہارا نام پسند ہے۔ میں تو محمد اسجد نام رکھوں گا بولے کوئی حرج نہیں اسجد بھی اچھا نام ہے اس کے معنی ہیں زیادہ سجدے کرنے والا۔ بہت اچھا نام ہے، میں نے کہا پھر تمہیں اپنا نام بدلنا پڑے گا۔ بولے مجھے کیوں بدلنا پڑے گا، ایک نام کے بہت لوگ ہوتے ہیں مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا اسجد بولے اب تم مسلمان ہوگئے چلو نماز پڑھنے میں ٹلایا کہ میرے کپڑے گندے ہیں میں نئے کپڑے پہن کر آؤں گا اور نماز پڑھوں گا اسجد نماز پڑھنے چلے گئے نماز کے بعد گھر سے آپ کے ابی کی کتاب آپ کی امانت لے کر آئے اور بولے اسجد بھائی آپ اس کتاب کو غور سے پڑھئے تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے اللہ نے مسلمان بنا کر آپ پر کیسا کرم کیا ہے دیکھئے آپ اس کو کئی بار پڑھنا میں نے کتاب اسجد سے لے لی اور دل میں یہ بھی خیال آیا

کہ یہ عجیب بچہ ہے جونک کی طرح لپٹ گیا میرے اندر سے جیسے کسی نے کہا کہ یہ ننھا سا بچہ کچھ تو بات ہے جو ایسی ہمدردی اور تڑپ کے ساتھ اس کلمہ اور نماز کو کہہ رہا ہے۔ میں نے اسجد سے کہا کہ میں ضرور اس کتاب کو پڑھوں گا اسجد نے کہا پکا وعدہ ہے میں نے کہا پکا وعدہ ہے۔

دکان بند کر کے میں کمرے پر چلا گیا کھانا کھا کر سو گیا تھوڑی دیر بعد میں نے خواب دیکھا کہ ایک آگ کا الاؤ ہے اور اس سے آگ کے شعلے اٹھ رہے ہیں اور لوگ اس میں جل رہے ہیں کبھی اٹھتی ہے کبھی بیٹھ جاتی ہے آگ کی لپٹیں آسمان کو چھو رہی ہیں انتہائی خطرناک آگ کی لپٹوں کے ساتھ جلنے والے لوگ بھی چیختے چلاتے اوپر جاتے ہے۔ دور اسجد کھڑے کہہ رہے ہیں گڈو بھائی یہ دوزخ ہے جس سے اللہ نے آپ کو کلمہ پڑھوا کر بچا لیا میری آنکھ کھل گئی میں بیان نہیں کرسکتا۔ اس آگ کا مجھ پر ایسا خوف طاری ہوا میں نے کمرے میں سوتے ساتھیوں کی پرواہ کیے بغیر لائٹ جلائی اور آپ کی امانت کو پڑھا ایک بار پڑھا، دو بار پڑھا، تین بار پڑھا پھر میں نے دل ہی دل میں کہا اسجد میرے خیر خواہ اسجد تم نے بہت اچھا کیا مجھے ونود کمار سے اسجد بنا لیا اسجد تم نے مجھ سے اپنا وعدہ پورا کرا ہی لیا، اسجد تم بچے ہو یا اللہ نے تمہیں کچھ اور بنایا ہے۔ دل میں تقاضہ ہوا کہ میں نے عصر کے بعد کلمہ پڑھا ہے مجھے جو نمازیں مجھ پر فرض ہیں ضرور پڑھنی چاہئیں۔ اسجد نفیس سے بتاتے تھے کے ایک وقت کی نماز قضاء کرنے پر دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس جہنم میں جلنا پڑے گا۔ میں نے اپنے کمرے کے ساتھی فرید کو اٹھایا اور اس سے کہا شام چھ بجے کے بعد سے ایک مسلمان کتنی نمازیں پڑھتا ہے۔ اس نے کہا دو، میں نے کہا تم مجھے نماز پڑھوا دو میں پڑھتا جاؤں وہ بولا سو جاؤ میری نیند خراب نہ کرو مگر میں نے خوشامد کی اس کے پاؤں دبائے اس کو ترس آ گیا اور وہ اٹھا مجھے وضو کرایا اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی میں نے الٹے سیدھے رکوع سجدے کئے۔

اگلے روز صبح کو میں دکان پر گیا تو اسجد اسکول سے آئے میں نے دکان سے اٹھ کران سے کہا اسجد تم بستہ رکھ کر کھانا وغیرہ کھا کر جلدی آؤ مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ وہ جلدی نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر دکان پر آئے میں نے کہا، کل میں نے تمہیں بہکانے اور جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھ لیا تھا اب میں نے آپ کی امانت پڑھ لی ہے اور اسلام کو سمجھ لیا ہے اب تم مجھے سچ مچ میں کلمہ پڑھوا دو اور مسلمان بنالو اسجد نے مجھے کلمہ پڑھوایا میں نے مسجد میں نماز پڑھنے جانا شروع کر دیا میرے دکان مالک بے چارے عام مسلمان تاجر ہیں دو تین روز کے بعد انہوں نے مجھے نماز سے آتے دیکھا تو بولے ابے گڈو تو مسجد کیوں گیا تھا میں نے کہا یہ اسجد ضد کر رہا تھا۔ میں نے سوچا میں بھی نماز پڑھ کر دیکھوں وہ بولے دماغ خراب ہو گیا ہے یہاں گاہک انتظار کر رہے ہیں۔ میرا دل بہت ٹوٹا کہ کیسا جانوروں کی طرح ڈانٹ رہے ہیں آپ کی امانت میں میں نے پڑھا تھا کہ مسلمان کو نماز کی پابندی ضروری ہے اور ایک نماز قضا کرنے کی سزا جو اسجد نے بتائی تھی وہ میرے لئے ایسی اہم تھی کہ نماز نہ پڑھنا میرے لئے مشکل نہیں بلکہ ممکن نہیں تھا۔ اذان کی آواز آتے ہی میں نے غلامی کا اقرار کیا ہے آقا آواز لگائے بلائے اپنے دربار عالی میں اور یہ ادنیٰ غلام حاضر نہ ہو اس سے زیادہ اور کیا کم ظرفی ہو سکتی ہے، مجھے خیال آیا کہ یہ دکان کے مالک ہیں، ہوا کریں یہ میرے مالک تو نہیں مجھے دکان مالک کی نہیں اپنے مالک آقا کی بات ماننا ہے۔ میں غلام اور بندہ دکان مالک کا نہیں سارے جہاں کے مالک کا اپنے مالک کا ہوں۔ میں نماز پڑھنے جاتا رہا دو تین روز کے بعد ایک رات میں عشاء کی نماز پڑھ کر آیا تو دکان مالک بہت برہم ہوئے بولے صبح کو جا کر مندر میں پوجا کو نہیں جا سکتا تو ہندو ہے اپنے مذہب کو مان تو ناپاک مسجد کیوں جاتا ہے میرے دسیوں گاہک چلے گئے میں نے کہا کے صاحب میں اب ہندو نہیں ہوں میں مسلمان ہو گیا ہوں وہ مجھے مکان میں لے گئے اور اندر لے جا کر بہت

گالیاں دیں اور مجھ پر دباؤ دیا کہ میں مسلمان نہ بنوں اور بولے پورے علاقہ میں تو فساد کروائے گا میں نے کہا یہ علاقہ مسلمانوں کا ہے اور میرا گھر نیپال ہے اور مجھے اپنے گھر والوں سے کوئی واسطہ بھی نہیں آپ کیوں ڈرتے ہیں میں مسلمان ہوا ہوں خود رسک لوں گا، وہ بہت ناراض ہوئے میرے بحث کرنے پر انہوں نے جوتا پاؤں سے نکالا اور بولے لے تجھے مسلمان بناؤں بہت گالیاں دیں اور جوتوں سے بے تحاشہ مارا ماتھا چھل گیا خون نکلنے لگا اس پر بس نہیں کیا انہوں نے کہا کہ میرے سامنے سے چلا جا میرا سامان کمرے سے باہر نکال کر پھینک دیا فروری کی رات تھی رات کو بارش بھی ہوئی میری ساری کتابیں بھیگ گئیں میں نے بھی کوئی سایہ تلاش نہیں کیا بس دل ہی دل میں فریاد کرتا رہا میرے مالک میں آپ کا غلام آپ کی غلامی کے لئے مجھے چاہے جان بھی دینی پڑے تو مجھے منظور ہے بس آپ میرے ایمان کو قبول کر لیجئے۔

سوال: اسجد بھائی ہمیں بالکل معلوم نہیں تھا کہ آپ کے ساتھ ایسا ظلم ہوا۔ پھر کیا ہوا؟

جواب: اگلے روز میں نے سامان اٹھایا ایک شیڈ کے نیچے ڈال دیا ایک صاحب کار لے کر کسی دوست کے یہاں ملنے گئے تھے۔ انہوں نے اس شیڈ کے قریب گاڑی روکی مجھ سے بولے آپ یہاں کیوں پڑے ہیں میں نے کہا ایسے ہی وہ بولے نہیں سچ سچ بتایئے مجھے شرم آئی ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے اپنا دکھ کہوں وہ بولے دیکھو اللہ نے مجھے پیدا کیا آپ نے مجھ سے کہا تو نہیں گاڑی روکو اللہ نے مجھ کو رکنے پر مجبور کیا اللہ نے میرے دل میں ڈالا اللہ ہی سب کام کرتے ہیں مگر اس دنیا میں اسباب سے ہی اللہ کام کرواتے ہیں۔ ان کے بہت اصرار پر میں نے اپنا حال بتایا انہوں نے میرا سامان اپنی گاڑی کی ڈگی میں رکھا اور بولے آج سے تم میرے بیٹے ہو میرے کوئی اولاد نہیں ہے میں نے کہا آپ مجھے اولاد بنا کر پابند بنائیں گے میں اب اللہ کے علاوہ کسی کی غلامی نہیں چاہتا بولے اب ایسا

نہیں ہوگا میں بھی اللہ کا بندہ ہوں میں نے کہا ایک شرط پر آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں کہ آپ نماز اور دین کے کسی کام سے مجھے نہیں روکیں گے۔ میری بات سن کر وہ رونے لگے اور بولے ایک مسلمان نے ناسمجھی کی ہے تو اللہ کی زمین پر کوئی مسلمان ہی نہیں، میں ان کے ساتھ جعفر آباد چلا گیا وہ موتیوں کی تجارت کے الحمد للہ بڑے تاجر ہیں۔ میں نے بی کام مکمل کر لیا تھا چھٹیوں میں میں تین چلوں کے لئے جماعت میں بنگلور چلا گیا۔ ہمارے رہبر صاحب بنگلور کے ایک عالم تھے وہ مولانا کلیم صاحب کو جانتے تھے انہوں نے جماعت میں میری بہت خدمت کی وہ سب ساتھیوں کی بہت خدمت کرتے تھے اور وقت بھی بہت اصولوں کے ساتھ لگواتے۔ الحمد للہ میرا وقت بہت مبارک گزرا واپس آ کر میں نے ایم بی اے میں داخلہ لے لیا۔ ایم بی اے مکمل کر کے مجھے ایک امریکی کمپنی میں اسسٹنٹ منیجر کی ملازمت مل گئی الحمد للہ گڑ گاؤں میں میں سروس کرتا ہوں میں نے مشرقی دہلی میں ایک فلیٹ بھی خرید لیا ہے۔

سوال: ابی سے آپ کی ملاقات کب ہوئی؟

جواب: دکان پر ہم روز ملتے تھے وہ مجھے جانتے تھے میں تین چلے مکمل کر کے آیا تو نظام الدین ایک روز گیا تھا۔ مولانا کے کوئی مہمان نظام الدین میں ٹھہرے تھے وہ ان سے ملنے وہاں آئے نظام الدین کے مین گیٹ کے باہر میں نے ان کو دیکھا ملاقات کی وہ مجھے پہچان نہ سکے میں نے کہا۔ میں گڈو ہوں سامنے والی دکان پر بیٹھتا تھا، وہ مجھ سے چمٹ گئے بلائیں لیتے تھے اور حیرت سے پوچھنے لگے کیسے مسلمان ہوگئے میں نے پورا واقعہ سنایا انہوں نے مجھے گھر چلنے کا اصرار کیا۔ میں گھر گیا اسجد مجھ سے ملکر بہت خوش ہوئے مجھ سے بولے نفیس نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کے مالک نے آپ کے ساتھ بہت ظلم کیا تھا۔ میں نے رو رو کر دعائیں کیں اللہ ان کو دنیا ہی میں بدلہ دیجئے۔ بیچارے پردیسی مسلمان کے

ساتھ یہ ظلم کیا تو اللہ نے تمہارے اوپر ظلم کا بدلہ دے دیا دکان بند ہوگئی انکا کروڑوں کا پلاٹ بدمعاشوں نے قبضہ کرلیا سارا سامان گلی میں پھکوا دیا دو سال ہوگئے گل سڑ گیا محلّہ والے انکو کھانا پانی کھلاتے رہے اب ان کے سامان سے عاجز ہیں کئی دفعہ پولیس میں رپورٹ کر چکے ہیں سارا محلّہ سڑ رہا ہے۔ انکا سامان گلی سے صاف کرواؤ میں نے سنا تو افسوس بھی ہوا، میں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ ان کو معاف کر دیجئے بے چارے بے گھر ہوگئے ان کو گھر دیجئے۔

سوال: اب آج کل کیسے حالات چل رہے ہیں۔

جواب: الحمدللہ میری شادی ہوگئی میری اہلیہ دین دار گریجویٹ ہیں پرانی دلی کی پنجابی خاندان کی لڑکی ہیں ہم لوگ خوش رہ رہے ہیں مستورات کی جماعت کے ساتھ وقت لگا چکے ہیں میرا ایک چلہ کینیا میں بھی لگا ہے۔

سوال: اپنے ملک میں رشتہ داروں کی آپ نے فکر کی تھی؟

جواب: میری اہلیہ نے مجھے توجہ دلائی اگلے مہینہ ہم لوگ کاٹھمانڈو جانے والے ہیں آپ دعاء کریں کے ہمارا سفر کامیاب ہو۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: اس حقیر کی زندگی یہ داستان خود ایک پیغام ہی ہے اور عبرت کا سامان بھی ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں مسلمانوں کو غیر مسلم ستاتے تھے، کہ مسلمان کیوں بنے ہو آج اسلام کی دعوت پر مامور ہم اپنے نو مسلم بھائیوں کو مارتے ہیں کہ تم کیوں مسلمان ہوئے ہو، ایسی حالت میں ہمیں سرداری کیوں مل سکتی ہے مولانا کلیم صاحب پچھلے ہفتہ فرمار ہے تھے کہ اللہ کا خوف دلوں میں نہیں ہے کہ دعوت کا کام کوئی کرتا ہے اور پڑوس والے ڈرتے ہیں، گھر والے ڈرتے ہیں کیسی افسوس کی بات ہے۔

سوال : بہت بہت شکریہ اسجد بھائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سنا ہے آپ دعوتی کیمپ میں بھلت دس روز کے لئے آنے والے ہیں؟

جواب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ حضرت مولانا سے معلوم کروں گا، نیپال کا بھی تقاضہ ہے اور کیمپ کا بھی۔ ہم نے تو بیعت ہو کر دنیا کو بیچ دیا ہے جیسا حکم ہو گا ویسا انشاء اللہ کریں گے۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اپریل ۲۰۰۷ء

(۳۴) ہم تھے ہندو لیکن اپنی تہذیب سے نفرت تھی

جناب عبدالحلیم (نرمل کمار) سے ایک گفتگو

ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی اور نبوت ختم کرکے اللہ نے یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے، یہ زمانہ جو علم اور عقل کا دور ہے اور نہ جانے مجھ جیسے اور میرے والد جیسے لوگ ایسے ہیں جو غیر ایمان والے گھر میں پیدا ہونے کے باوجود اپنی اسلامی فطرت پر ہوتے ہیں، ان کی فکر کریں اور میرے لئے بھی دعا کریں، اللہ تعالیٰ مجھے مثالی مسلمان اور پیارے نبی ﷺ کا سچا امتی بنائے تاکہ جنت میں ہم بھی آقا ﷺ کے قدموں میں منھ لے جانے کے لائق ہوجائیں، میں نے چار لائن بھی کہی ہیں۔

نہ جانے موت کا پیغام کب آجائے ☆ زندگی کی آخری شام کب آجائے

ہم تو کرتے ہیں اس وقت کا دوست انتظار

ہماری زندگی اسلام کے نام کام آجائے

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبدالحلیم : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : عبدالحلیم بھائی آپ سے ارمغان کے لئے کچھ باتیں کرنی ہیں؟

جواب : احمد بھائی ضرور کیجئے، میرے لئے بڑی سعادت کی بات ہے، میرا کچھ حصہ ہوجائے یا نام کے لئے ہی ارمغان جیسے دعوتی میگزین میں میرا نام آجائے۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے اور اپنی تعلیم وغیرہ کے بارے میں بتائیے؟

جواب : میں ضلع بیگوسرائے بہار کے ایک راجپوت خاندان میں ۲۳ رسال پہلے پیدا ہوا،

میرا نام میرے گھر والوں نے نرمل کمار رکھا تھا، میرے پتاجی کا نام گنگا پرساد تھا، وہ فارمیسسٹ تھے، میرے چھ بہنیں اور تین بھائی مجھ سے الگ ہیں، میری والدہ بھی ہیلتھ ڈپارٹمنٹ میں ایل ایچ وی ہیں، ابتدائی تعلیم شاہ پورہ میں ہوئی اور مستی پور میں آچاریہ نریندر دیو مہاودیالیہ سے بی اے کیا، میرے والد صاحب فطرتاً مسلمان تھے، مورتی پوجا کو حد درجہ احمقانہ بات سمجھ کر بڑی نفرت کرتے تھے، مجھے بھی بچپن سے اسلام سے بہت لگاؤ تھا، لوگ جب مندر میں پوجا کے لئے جاتے تھے تو میں ان سے کہتا تھا کہ ان پتھروں میں کیا رکھا ہے، سائنس کے اس یگ (دور) میں آپ اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مورتیوں کی پوجا کرتے ہو، پانچ سال پہلے کام کے لئے پانی پت آیا، میرے ایک دوست نے مجھے بلایا تھا، پانی پت انٹرنیشنل پانی پت میں انہوں نے مجھے ڈرائینگ آپریٹر کے طور پر ملازم رکھوا دیا اور مجھے ملازمت کے دوران کام سکھایا، بعد میں وہ فیکٹری چھوڑ گئے تو میں نے بھی پانی پت چھوڑ دیا، تب ہماچل گیا اور کالا آمب میں سرسوتی اسپننگ مل میں ڈرائنگ آپریٹر کی حیثیت سے ملازمت کر لی۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتایئے؟

جواب: سچے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں، دنیا کو سچائی عطا کرنے والے نبی کی بات میں کس کو شک ہو سکتا ہے، مگر مجھے اس سچائی کا کچھ زیادہ ہی احساس رہا، مجھے بچپن سے اسلام پسند تھا، جیسے میں نے ابھی بتایا کہ مورتی پوجا کرنے والوں پر مجھے ہنسی آتی تھی اور کبھی ترس بھی آتا تھا، کبھی کبھی میں ان لوگوں کو روکتا بھی تھا، کئی بار ایسا ہوتا تھا کہ میں دیکھتا کہ کتا مندر میں پرساد کھا رہا ہے، شیوجی یا دوسرے دیوتا کی مورتی کو چاٹ رہا ہے اور ٹانگ اٹھا کر پیشاب بھی مورتی کے منہ پر کر رہا ہے، تو زور زور سے لوگوں کو بلاتا دیکھو لوگو تمہارے بھگوان پر کتا موت رہا ہے، اپنے بھگوان کو بچاؤ، میں

جب قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا قصہ پڑھتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا حال بھی حضرت ابراہیم کی طرح تھا، وہ اللہ کے نبی تھے میں تو ان کے پاؤں کی دھول بھی نہیں، مگر بائی نیچر (فطرتاً) میں بالکل ابراہیمی تھا، احمد بھائی، اذان کی آواز آتی تھی تو مجھے ایسا لگتا تھا کہ میرے مالک کی طرف سے مجھے آواز لگوائی جارہی ہے ہمارے قریب ایک مسجد میں ایک قاری صاحب بالکل عربی انداز میں اذان کہتے تھے میں، بہت توجہ سے اذان سنتا کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ میں کھانا کھا رہا ہوتا تو کھانے سے رک جاتا اور اذان سنتا پھر کھانا شروع کرتا، پانی ہاتھ میں ہوتا اذان کی آواز آجاتی تو پانی ہاتھ میں لئے ہوئے اذان سنتا رہتا اور ختم ہوجانے کے بعد پانی پیتا، کبھی کبھی اذان ختم ہوتی تو دل ہی دل میں اور کبھی زبان سے بھی کہا کرتا کہ کبھی تو میں بھی میرے مالک آپ کی آواز کو سن کر آؤں گا اور آپ کے گھر میں صرف آپ کے سامنے ماتھا ٹیکوں گا، میری خوش قسمتی اور ایک طرح سے بدقسمتی بھی کہہ سکتے ہیں کہ مجھے اللہ نے ایسا باپ دیا تھا جو بائی نیچر مسلمان تھا اس نے مجھے بالکل بت پرست نہیں بننے دیا مگر افسوس کہ وہ کلمہ کے بغیر خود اس دنیا سے چلا گیا (آہ بھرتے ہوئے۔۔) میرا اندرون مجھے اسلام کی پیاس سے بے چین رکھتا تھا، میرے اللہ نے میری رہنمائی فرمائی، کالا آمب میں میری فیکٹری میں ایک نوجوان ملاجی توحید نام کے کام کرتے تھے، بہت خوبصورت، پوری داڑھی، گول ٹوپی اور شرعی لباس، میری اسلامی فطرت کے زندہ ہونے کی بات ہی تھی کہ پوری فیکٹری میں وہ نوجوان مسلمان ہی مجھے سب سے خوبصورت لگتا تھا، میرے دل میں آیا کہ میرے مالک نے مجھے ہندوؤں میں پیدا کیا ہے، میرا اندر تو جیسا بھی ہو میں اپنے لباس اور صورت کو خوبصورت انداز میں رکھ سکتا ہوں، میں نے موقع پا کر ایک روز اس نوجوان توحید سے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہارے جیسا لباس پہنوں اور داڑھی رکھوں، آپ مجھے دو جوڑی کپڑے اور ٹوپی بنوادیں، انہوں نے مجھ

سے کہا صرف لباس سے ہی کیا ہوتا ہے پورے مسلمان بن جاؤ، میں نے ان سے کہا مجھے مالک نے ہندو گھرانہ میں پیدا کیا ہے میں اندر سے مسلمان کیسے بن سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا جس طرح میں مسلمان بنا ہوں، میں نے کہا تم تو مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہو انھوں نے بتایا نہیں بلکہ میں ایک ہندو گھرانہ میں پیدا ہوا ہوں اور جوانی میں شیوسینا کا بہت سرگرم کارکن تھا مگر اللہ نے مجھے ہدایت دی اور میں نے کلمہ پڑھا میں نے پوچھا تم نے کلمہ کہاں پڑھا؟ انھوں نے بتایا دلی میں ہمارے ابی جی ہیں مولانا کلیم صاحب، ان کے پاس جا کر مسلمان ہو سکتے ہیں، ہم نے مشورہ سے پروگرام طے کیا اور سنیچر کے روز دہلی کا سفر کیا، مولانا نے مجھے مسجد خلیل اللہ میں کلمہ پڑھایا اور میرے پرانے نام کی مناسبت سے میرا نام عبدالحلیم رکھا اس کے بعد میں نے ملازمت سے استعفا دیدیا اور جماعت میں چلا گیا۔ راجستھان میں میرا وقت لگا، الحمدللہ امیر صاحب بڑے شفیق آدمی تھے انھوں نے میرے ساتھ بہت محبت کا برتاؤ کیا اور مجھے چالیس روز میں مکمل نماز سکھائی اور ٹوٹی پھوٹی بات چیت بھی کرنے لگا۔

سوال: ایمان میں آنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: مجھے کفر و شرک کے ماحول میں بہت گھٹن محسوس ہوتی تھی، ایمان قبول کرنے کے بعد مجھے ایسا لگا جیسے میرے دل کو کسی نے قید سے نکال دیا ہو مجھے بالکل ایسا لگا جیسے آدمی بیگانہ ماحول سے اپنے ماحول میں آجاتا ہے، مجھے بہت سکون محسوس ہوا، مولانا صاحب نے مجھے مشورہ دیا کہ اسلام کا حقیقی مزہ حاصل کرنے کے لئے آپ کو اسلام کو گہرائی سے جاننا چاہیے، اس کے لئے مجھے پھلت میں جونیر ہائی اسکول میں پڑھانے کے لئے لگا دیا، الحمدللہ میں بہت دل چسپی سے اسلام کو پڑھنے میں وقت لگا رہا ہوں۔

سوال: کیا آپ نے اپنے اہل خانہ سے اپنے قبول اسلام کا ذکر کیا؟

جواب: ابھی تک میں گھر نہیں گیا ہوں، ہاں میں نے اپنے چھوٹے بھائی سے بھی فون

پر بتایا اور ماں کو بھی، چھوٹے بھائی جو الیکٹریکل انجینئر ہیں ان کو میں نے اسلام کی دعوت دی، چار پانچ دفعہ کی بات کے بعد انھوں نے کلمہ پڑھ لیا میں نے والدہ سے بھی کہا انھوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور کہا، سچے راستہ پر چلو ہمیں خوشی ہے۔ ہمارا تمھارا رشتہ تو کچا ہی تھا کب موت آجائے اور ٹوٹ جائے، اصل اور پکا رشتہ تو مالک سے ہے جو سات جنم ٹوٹنے والا نہیں تم نے اچھا کیا کہ اپنا رشتہ مالک سے پکا کرلیا۔

سوال: آپ کے والد کا انتقال کتنے دن پہلے ہوا؟

جواب: بھائی یہ سوال میرے دل کا ناسور ہے اور یہ سوال ایسا ہے کہ اسلام میں آجانے کے بعد بھی میرے لئے بڑا تڑپا دینے والا ہے، میرے والد جو بائی نیچر مسلمان تھے، وہ مورتی پوجا کے سخت مخالف تھے، ہندوؤں کو چھوڑ کر وہ مسلمانوں سے دوستی رکھتے تھے، ہندو راج پوت تھے، حلال گوشت کھاتے تھے اور گوشت کے شوقین تھے، ہندو تہواروں خصوصاً ہولی اور دسہرہ کا مذاق اڑاتے تھے، مسلمانوں کے ساتھ عید مناتے تھے، مگر کسی مسلمان نے ان سے کلمہ پڑھنے کے لئے نہیں کہا، کسی کا دل دکھانا ان کے یہاں بڑا جرم تھا، کسی مصیبت زدہ پریشان حال کی مدد کو وہ سب سے بڑی نیکی سمجھتے تھے، احمد بھائی اچانک ایک دو گھنٹوں کی بیماری کے بعد ان کا انتقال ہوگیا اور وہ دنیا سے رخصت ہوگئے اور ایمان وکلمہ کے بغیر کوئی نیکی اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتی، احمد بھائی میرے اپنے پیارے باپ دوزخ میں جل رہے ہوں گے آپ بڑے خوش قسمت ہیں، آپ میرے اس درد کو کہاں سمجھ سکتے ہیں ذرا تصور کیجئے اس بیٹے کے غم کا، جس کو معلوم ہوجائے کہ اس کے والد کے لئے ہمیشہ ہمیش کی (احمد بھائی سوچئے) ہمیشہ ہمیشہ کی دوزخ ہو، کبھی مجھے سب مسلمانوں سے بدلہ لینے کو جی چاہتا ہے، کبھی کبھی ساری ساری رات میں اللہ سے شکوہ کرتا رہتا ہوں، کبھی کبھی میری چیخیں لگ جاتی ہیں میرے اللہ میرے باپ اور یہ ظالم مسلمان، کسی نے چھوٹے منھ سے

ان سے کلمہ پڑھنے کو نہیں کہا، مجھے یقین ہے اگر کوئی جھوٹ بھی ان سے مسلمان ہونے کو کہتا تو وہ سچ میں کلمہ پڑھ لیتے، کاش میرے باپ مولانا کلیم صاحب سے مل لیتے (روتے ہوئے۔۔) کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا، میرے باپ کے دوزخ میں جلنے کا غم ایسا غم ہے جس کا کوئی علاج نہیں اور اس غم میں میرا کوئی شریک بھی نہیں۔

سوال: عبدالحلیم بھائی، آپ ایسا مت سوچئے آپ کو کلمہ پڑھوانے والے بھی تو مسلمان ہی ہیں اور جب آپ کے والد موحد تھے، صرف ایک خدا کو مانتے تھے تو آپ امید رکھئے کہ اللہ تعالٰی آپ کے والد کو مشرک اور کافروں کے ساتھ دوزخ میں نہیں جلائیں گے، اللہ کی رحمت سے امید رکھنی چاہئے۔

جواب: احمد بھائی میرا حال بھی یہی ہوتا ہے کلمہ کے بغیر والد کی موت سے بے حال ہو کر میں مسلمانوں پر اپنا غصہ اتارتا ہوں، مگر اپنے مسلمان ہونے کا اللہ کا احسان پھر اپنے آپ ہی مجھے شرمندہ کر دیتا ہے۔ مگر احمد بھائی یہ بھی سچ ہے کہ یہ غم میرا ایسا غم ہے جس کو شاید میرے علاوہ میری طرح کے انسان کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

سوال: آپ کا واقعی حق ہے مگر آپ کو اب یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اللہ نے آپ کو مسلمان بنا دیا ہے اب آپ غافل مسلمانوں کی طرح نہ بنیں، بلکہ باقی لوگ ایمان کے بغیر نہ مریں اس کی فکر کریں۔ ابی اکثر کہتے ہیں خرابی یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اس کا شکوہ ہے کہ مسلمان یہ نہیں کر رہے ہیں وہ نہیں کر رہے ہیں، وہ اپنے حق ادا نہیں کرتا، یہ اپنا حق ادا نہیں کرتا، حالانکہ ہمیں یہ فکر کرنی چاہئے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور مجھے اپنا حق ادا کرنا چاہئے۔

جواب: ہاں بھیا احمد! ابی صاحب مجھے بھی یہ سمجھاتے ہیں اور مجھے کئی بار یہ بھی بتایا کہ شیطان بہت ہوشیار ہے کام سے خصوصاً دعوت کے کام سے باز رکھنے کے لئے، اس غم کو بنانے کی فکر کرتا ہے کہ وہ ایمان کے بغیر مر گیا تو اس کا کیا ہوگا، ہمیں اپنی توجہ اس پر لگانی چاہئے کہ اب ہم لوگوں کو ایمان پر لانے کی فکر کریں۔ تا کہ اب ہمارے رشتہ دار، ہمارے

عزیز، ہمارے بھائی بہن، دوزخ میں جانے والے نہ بنیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یوں تو سارے انسان ہی ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں، مگر قریبی رشتہ داروں کا حق زیادہ ہے الحمدللہ میری سمجھ میں بھی آتا ہے اور الحمدللہ میں کوشش کر بھی رہا ہوں اور اللہ کا شکر ہے کہ کامیابی بھی مل رہی ہے، مگر احمد بھائی باپ کا رشتہ وہ بھی ایسے باپ کا جو بس جھوٹ کلمہ کو کہنے کی وجہ سے ایمان سے محروم رہ گیا ہو مجھے بے چین کر دیتا ہے۔

سوال: ان کے لئے آپ اطمینان رکھئے اگر وہ شرک نہیں کرتے تھے اور اس سے نفرت رکھتے تھے تو کریم رب انشاء اللہ ان کا حشر اہل ایمان کے ساتھ فرمائیں گے۔

جواب: اللہ تعالی آپ کی زبان مبارک کرے۔

سوال: کوئی پیغام ارمغان کے قارئین کے لئے آپ دیں گے؟

جواب: میرا کہنا تو صرف یہ ہی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی اور نبوت ختم کر کے اللہ نے یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے، یہ زمانہ جو علم اور عقل کا دور ہے اور نہ جانے مجھ جیسے اور میرے والد جیسے لوگ ایسے ہیں جو غیر ایمان والے گھر میں پیدا ہونے کے باوجود اپنی اسلامی فطرت پر ہوتے ہیں، ان کی فکر کریں اور میرے لئے بھی دعا کریں، اللہ تعالی مجھے مثالی مسلمان اور پیارے نبی ﷺ کا سچا امتی بنائے تاکہ جنت میں ہم بھی آقا ﷺ کے قدموں میں منہ لے جانے کے لائق ہو جائیں۔ میں نے چار لائن بھی کہی ہیں۔

نہ جانے موت کا پیغام کب آجائے — زندگی کی آخری شام کب آجائے
ہم تو کرتے ہیں اس وقت کا دوست انتظار — ہماری زندگی اسلام کے نام کام آجائے

سوال: بہت شکریہ عبدالحلیم بھائی اللہ تعالی آپ کے اس جذبہ کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی اس سے حصہ نصیب کرے۔

جواب: آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آمین!

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۷ء

۳۵ ٹکٹ بنا فسٹ اے، سی کا اور ذریعہ بنا اسلام کا

ڈاکٹر محمد عمر (راج ببر ٹھاکر) سے ایک ملاقات

ایمان قبول کرنے کے بعد احمد میاں مجھے بالکل ایسا لگا جیسے میں آج ہی پیدا ہوا ہوں میں نے کلمہ پڑھ کر ایسا محسوس کیا جیسے کوئی جان لیوا گھٹن سے چھٹکارا پایا تا ہے۔ ۱۸ر نومبر ۲۰۰۲ء سے آج تک ہر لمحہ مجھے مولانا صاحب کے اس قول کی سچائی دکھائی دے رہی ہی کہ ہر بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ مجھے اسلام قبول کر کے اجنبی پن محسوس کرنے کے بجائے بہت اپنائیت اور مناسبت معلوم ہوئی اسلام ہر انسان کی ضرورت، اس کی بھوک، اس کی پیاس کا حقیقی علاج ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کے پاس پوری انسانیت کے مسائل اور امراض کا علاج رکھا ہے انسانیت پر ترس کھائیں اور ان کو دوزخ سے بچانے کی فکر کریں۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر محمد عمر : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : ڈاکٹر صاحب! ابی ایک بار علی گڑھ کے سفر سے واپس آئے تو آپ کا تذکرہ کر رہے تھے، اس وقت سے ملاقات کا اشتیاق تھا کل ابی نے بتایا کہ آپ دہلی آرہے ہیں، متھرا کے سفر پر جاتے وقت مجھے فون پر ابی نے حکم کیا کہ میں آپ سے ملوں اور ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کروں براہ کرم آپ اپنا تعارف Introduction کرائیے؟

جواب : میرے اسکول کے سرٹیفکٹ کے لحاظ سے ۳۰ر اکتوبر ۱۹۳۹ء میں بنارس کے ایک گاؤں کے ایک راجپوت خاندان میں پیدائش ہوئی، والد صاحب ایک بڑے زمین

دار تھے، میرا نام راج بیر ٹھاکر تھا، شروع کی تعلیم قریب کے ایک اسکول میں ہوئی، ہائی اسکول کے بعد بنارس چلا گیا، بی کام بنارس سے کیا، میرے چچا بنارس یونیورسٹی میں پروفیسر تھے انھوں نے مجھے انگلینڈ جاکر ایم بی اے کرنے کا مشورہ دیا اور انھوں نے وہاں جانے کی ساری کاروائی پوری کرائی، انگلینڈ جاکر تعلیم کے شوق میں اضافہ ہوا اور میں نے Ph.D. میں رجسٹریشن کرالیا اچانک اطلاع ملی کہ میرے والد کا دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا، دور ملک میں رہنے والے اکیلے بیٹے کے لئے یہ خبر جس قدر نا قابل برداشت تھی وہ ظاہر ہے، میری زندگی کا سب سے تکلیف دہ وہ زمانہ تھا میں اپنے دل میں سوچتا کہ اپنی ہوس کے لئے میں نے اپنی گھریلو زندگی داؤں پر لگادی، گھر پر رہ کر اپنی زمینوں کو دیکھتا اور اپنے ماتا پتا (والدین) کی خدمت میں رہتا تو کتنا اچھا تھا، بہت اداس میں گھر لوٹ آیا اور تعلیم بند کرنے کا ارادہ کیا مگر میری ماں نے بتایا کہ میرے پتا جی کو میرے پی ایچ ڈی کے ارادے سے بہت خوشی ہوئی تھی وہ کہتے تھے، ہمارے خاندان میں جائیداد اور مال کی کمی نہیں تھی چلو بھائی کے بعد ایک بیٹا بھی پی ایچ ڈی ہو جائے گا، میری ماں نے مجھ سے کہا کہ تمھارے پی ایچ ڈی کرنے سے ان کی آتما کو خوشی ہوگی اس لئے میں انگلینڈ واپس چلا گیا، بزنس مینجمنٹ میں ریسرچ مکمل کی اور واپس ہندوستان آیا، یہ وہ زمانہ تھا جب MBA ہی بہت کم ہوتے تھے، بزنس مینجمنٹ میں ہمارے ملک میں تو پی ایچ ڈی کی تعلیم تھی ہی نہیں، میرا خیال ہے کہ ہم چند لوگ ہی اس موضوع پر پی ایچ ڈی ہوں گے، واپس آنے کے بعد میری خواہش تھی کہ میں کسی تعلیمی ادارہ میں سروس کروں، مگر میں کامیاب نہ ہوسکا، میں یونیورسٹی یا معیاری ادارہ سے وابستہ ہونا چاہتا تھا، میں کوشش میں تھا کہ ٹاٹا نگر جمشید پور سے وہاں کے چیف جنرل منیجر آئے اور مجھے جمشید پور لے گئے، مجھے ایک کمپنی کا جنرل منیجر بنایا مگر میری دلچسپی تعلیمی لائن میں تھی پانچ سال سروس کر کے مجھے ایک موقع مل

گیا، مجھے بنارس یونیورسٹی میں ایک اچھی ملازمت مل گئی اس دوران میری والدہ کا شادی کے لئے دباؤ تھا، پرتاب گڈھ میں ایک بڑے راجا خاندان میں میری شادی ہوگئی، میری اہلیہ نے سینٹ اسٹیفن کالج دہلی سے گریجویشن کیا اور بنارس یونیورسٹی سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کیا ہے، ان کے والد بھی یونیورسٹی میں رجسٹرار رہ چکے ہیں ان کے تعلق سے بہت جلدی میں پروفیسر بن گیا اور ڈین کی پوسٹ سے ۱۹۹۹ء میں رٹائر ہوا، یہ میری پہلے جنم کی زندگی کی داستان ہے اس زندگی میں بہت موڑ آئے نہ جانے کتنے ساتھیوں سے اور افسروں سے واسطہ پڑا اور اسٹوڈنٹ کی ایک بھیڑ ہے، جو اللہ کے کرم سے ملک بھر میں بڑی بڑی پوسٹوں پر پھیلے ہوئے ہیں اس زندگی کی ایک لمبی داستان ہے جس میں خود میری شادی کی ایک لمبی کہانی جو ایک لمبے زمانے تک افیر کے بعد ہوئی اس میں شامل ہے۔ مگر یہ سب پہلے جنم کی باتیں ہیں ان کا ذکر بھی کیا کرنا۔

سوال: الحمدللہ آپ نے اسلام قبول کیا ہے، آپ بار بار پہلے جنم کی بات کر رہے ہیں اسلام میں تو اس کا تصور ہی نہیں ہے؟

جواب: پہلے جنم کا جو تصور ہندو دھرم میں ہے، اس کا میں پہلے بھی قائل نہیں تھا، مگر پہلے دوسرے تیسرے جنم کا تصور تو اسلام میں ہے، ہم لوگ اپنی روحوں کے ساتھ ازل میں تھے، اس دنیا میں جنم لے کر آئے اور پھر برزخ اور آخرت کے دو دور باقی ہیں میں جو پہلے جنم کی بات کر رہا ہوں وہ صرف میری زندگی میں مجھ جیسے خوش قسمت لوگوں کی زندگی میں ہوتا ہے، جن کو اس دنیا کی زندگی میں نیا جنم ملتا ہے، آپ میری بات سنیں گے تو آپ بھی پہلے اور دوسرے جنم کے قائل ہو جائیں گے۔

سوال: جی جی قبول اسلام کے بعد از سر نو زندگی شروع تو ہوتی ہی ہے۔

جواب: آپ سمجھ گئے ہوں گے نا! آپ بھی دوسرے جنم کے قائل ہیں۔

سوال : تو اب آپ اس دوسرے جنم کی بات بتایئے، یعنی اپنے قبول اسلام کے بارے میں؟

جواب : رٹائرمنٹ کے بعد مجھے بہت سی جگہوں سے آفر آئے میں نے بجاج کمپنی کی ایک آفر کو قبول کیا، ان کو یوپی میں کچھ شوگر ملیں لگانا تھیں اس کے لئے ایک ایڈوائزر کی ضرورت تھی میں نے اپنے لحاظ سے اس کام کو مناسب سمجھا اور آفر کو قبول کر لیا، جنوری ۲۰۰۳ء کو ایک میٹنگ کے لئے میرا ممبئی کا سفر تھا میٹنگ سے واپسی پر علی گڑھ کے قریب ایک قصبہ میں معائنہ کے لئے جانا تھا، فلائٹ سے دہلی جا کر پھر گاڑی سے لمبا سفر کرنے کے بجائے میں نے اگست کرانتی سے متھرا آکر کار سے سائٹ پر جانے کو اچھا سمجھا، فرسٹ اے سی میں ایک رزرویشن کرایا، ممبئی میں سڑکوں کا جام بس اللہ بچائے، بالکل گاڑی چھوٹنے سے آدھا منٹ پہلے گاڑی میں سوار ہو سکا، چلتی گاڑی میں کیبن میں پہنچا تو دیکھا کہ ایک مسلمان جنٹلمین ہمارے کیبن میں موجود ہیں، ملاقات و مصافحہ کیا خیال ہوا ایک دھارمک آدمی کے ساتھ راستہ ذرا اچھا گزرے گا میں نے خوشی کا اظہار کیا، سامان سیٹ کے نیچے رکھ کر ڈریس بدلی اور پیشاب وغیرہ سے فارغ ہوا اور ذرا ریلیکس (Relax) محسوس کیا، آپس میں تعارف ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی یوپی کے ضلع مظفر نگر کے کھتولی کے پاس ایک بزرگوں اور اسلامی اسکالرس کی بستی پھلت کے رہنے والے ہیں اور ان کا تعلق وشو وکھیات اسلامی مہاپرش مولانا علی میاں سے ہے، وہ دھارمک جنٹلمین آپ کے والد مولانا کلیم صدیقی صاحب تھے، ان سے کئی مناسبتیں ہوئیں، ایک تو کھتولی بار ہا گیا، یونیورسٹی کی ملازمت کے دوران میرے ایک دوست کوعلی جی کھتولی شوگر مل کے جی ایم تھے، وہ مجھے ملازمین میں لکچر کے لئے بار ہا بلایا کرتے تھے کئی دفعہ میں نے مسز کے ساتھ چھٹیاں وہاں گزاریں، دوسرے وہ یوپی کے رہنے والے تھے اور تیسرے میں مسلمانوں میں حضرت مولانا علی میاں جی سے بہت متاثر تھا، میں لکھنؤ میں چھ سات

باران کی خدمت میں گیا اور ان کے پیام انسانیت کے چار پانچ پروگراموں میں شریک ہو چکا تھا، میں نے بیگ سے کچھ ناشتہ خود نکالا اور مولانا کی خدمت میں پیش کیا مولانا صاحب نے پہلے تو بہت انکار کیا مگر میرے بہت زور دینے پر انھوں نے اس میں سے کچھ لے لیا، میں بھی میٹنگ میں ایک لمبی بحث کے بعد لوٹا تھا اور مولانا صاحب بھی، ممبئی میں بہت مصروف سفر سے لوٹے تھے، ایک دو گھنٹے ہم دونوں ایک دوسرے سے کچھ نہیں بولے، سات بجے کے بعد میں نے مولانا صاحب سے کہا، بہت تھکا ہوا گاڑی میں سوار ہوا تھا، خیال تھا کہ فوراً گاڑی میں سو جاؤں گا، مگر آپ کو گاڑی میں دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ چلو ایک دھارمک آدمی کی سنگتی ملی ہے، بدن کا آرام تو کل بھی مل جائے گا آتما کی شانتی اور آرام کو حاصل کیا جائے۔ مجھے دھرم سے بڑا تعلق رہا ہے میں بہت سے دھارمک لوگوں سے ملا ہوں، بنارس خود ہندو دھرم کے پنڈتوں کا گڑھ ہے الہ آباد، رشی کیش، ہری دوار میں جاتا رہا ہوں، جے گرو دیو، برہما کماری، راما کرشنا مشن، رادھا سوامی ست سنگ، نرنکاری ست سنگ، پران ناتھی کے علاوہ، گولڈن ٹیمپل گیا، میں بدھ مت کے لوگوں سے بھی ملا ہوں، دلائی لاما سے ملاقات کی ہے، ساؤتھ کے مٹھوں میں وقت گزارا ہے، بریلی اور اجمیر بھی گیا ہوں، میری نیچر ریسرچ کی ہے ان سب جگہوں پر جانے کے باوجود میرا دماغ مطمئن نہ ہو سکا میری آتما کو شانتی کس طرح نہیں ملی، میں نے مولانا صاحب سے کہا کبھی کبھی شانتی کی تلاش میں اپنے یہاں کی مسجد میں چلا جاتا ہوں تو مجھے مسجد میں بڑی شانتی ملتی ہے یا مولانا علی میاں جی سے جب بھی ملا ہوں تو اپنے اندر عجیب شانتی محسوس کرتا تھا ایسا لگتا جیسے کوئی گرم دھوپ سے ہلکی ساون کی پھوار میں چلا گیا، دو ڈھائی گھنٹے آپ کے سامنے شانت بیٹھا رہا تو مجھے بالکل ایسا محسوس ہوا جیسے میں مولانا علی میاں جی کی سنگتی میں بیٹھ آیا، مولانا صاحب نے کہا یہ آپ کے دل کی صفائی کی علامت ہے دل کی حیثیت آئینہ

کی ہوتی ہے اگر اس سے میل صاف ہو تو اس کے سامنے جو آتا ہے وہ دکھائی دیتا ہے سچی بات یہ ہے کہ میں مظفر نگر کا ایک گنوار ہوں جو کچھ مجھے ملا صرف اور صرف میرے مالک نے میرے حضرت مولانا علی میاں کی سنگتی اور ان کے چرنوں کی طفیل دیا ہے ہمارے پاس اپنا کچھ نہیں ہے، صرف اس ڈیوڑھی کا فیض ہے، مولانا بار بار حیرت سے کہتے رہے کہ واقعی آپ کی حس پر بہت تعجب ہوا۔

حضرت مولانا علی میاں کے رشتہ کی وجہ سے ہم دونوں نے ایسا محسوس کیا کہ جیسے ہم دونوں ایک گھر کے فرد ہوں، مولانا صاحب نے مجھ سے تفصیلات معلوم کیں سب سے پہلے آپ کس دھرم گرو سے ملے، میں بنارس کے مختلف آشرموں اور ہندو پنڈتوں سے ملاقات اور اس کے بعد الگ الگ مذہبی لوگوں سے ملاقات، مٹھوں اور آشرموں اور ست سنگوں کے سفروں اور وہاں جا کر مایوس اور بے چین لوٹنے کی روداد تفصیل سے سنائی اس دوران کھانا بھی آیا اور ہم نے کھایا میں سناتا رہا اور مولانا صاحب سنتے رہے اور اتنی لمبی داستان سنتے سناتے بارہ بج گئے، مولانا صاحب نے کہا میں بھی چند منٹ اپنی بات کرنا چاہتا تھا مگر آپ ممبئی کے سفر سے واپس آئے ہیں اور میں نے اپنے مزے کے لئے چار گھنٹے آپ کو لگائے رکھا اب آپ آرام کر لیجئے صبح کو مالک نے زندگی باقی رکھی تو میں بھی چند منٹ آپ سے لوں گا کا اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ ایک دھارمک آدمی کے ساتھ جس کی سنگتی کی تاثیر میں محسوس بھی کر رہا تھا، زبان بننے کے بجائے کان بننا چاہئے تھا میں نے کسی صوفی کا یہ اپدیش پڑھا تھا کہ کسی پیر کے پاس فائدہ اٹھانے کے لئے زبان بند کر کے اور کان کھول کر وقت گزارنا چاہئے میں نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور مولانا صاحب سے بہت معافی مانگی میں نے اپنا وقت تو ضائع کیا آپ کو تھکا دیا مولانا صاحب نے محبت سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بڑے پیار سے کہا ٹھاکر صاحب کیسی بات کرتے ہیں

مجھے بہت مزا آیا اور تھوڑے وقت میں بہت سی نئی معلومات بھی ہوئیں، آپ نے مجھ پر احسان کیا میں مولانا صاحب کے اخلاق سے بہت متاثر ہوا سوا بارہ بجے ہم دونوں سو گئے۔

صبح سویرے مولانا صاحب اٹھے، ایک دو دفعہ میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ کیبن میں نماز و دعا میں مشغول ہیں صبح آٹھ بجے ناشتہ والوں نے ہمیں اٹھایا میں ٹائلٹ جا کر فریش ہوا، ناشتہ کیا اس کے بعد مولانا صاحب نے بات شروع کی گاڑی ایک گھنٹہ راستہ میں لیٹ ہو گئی تھی، ڈیڑھ گھنٹہ متھرا پہنچنے میں باقی تھا مولانا نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور تھوڑی دیر کے بعد مجھے زور دیا کہ میں کلمہ پڑھ لوں اور بار بار مجھے یہ بھی کہتے رہے کہ آپ کی پوری کہانی سن کر بالکل مطمئن ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مسلمان بنایا مسلمان تو ہر انسان پیدائشی طور پر پیدا ہوتا ہے آپ کو اللہ نے مسلمان رکھا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ کا خاتمہ ضرور انشاء اللہ اسلام پر ہونا ہے۔اس لئے آپ ابھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیے میں نے اپنے ذہن میں آپ کا نام بھی محمد عمر طے کر لیا ہے انھوں نے اپنے بریف کیس سے اپنی کتاب آپ کی امانت آپ کی سیوا میں مجھے دی میں اسے پڑھنے لگا مولانا صاحب بولے یہ تو آپ بعد میں بھی پڑھ سکتے ہے یہ تو صرف اس لئے دی ہے کہ آپ اپنے فیصلہ پر مطمئن ہو جائیں اب تو کلمہ پڑھ لیں میں نے کہا یہ فیصلہ اتنی آسانی سے کرنے کا نہیں میں غور کروں گا اور پھر آپ کے پاس پھلت آؤں گا مولانا صاحب نے بتایا دو روز کے بعد ان کا علی گڑھ کا سفر ہے ایک دن رات علی گڑھ رہیں گے آپ فون پر رابطہ کر لیں وہاں آ کر بھی مل سکتے ہیں مگر اس فیصلہ میں دیر کی گنجائش نہیں ہے نہ جانے موت کا کب پیغام آ جائے۔میں نے وعدہ کیا کہ بہت جلد اور سنجیدگی سے غور کروں گا اور علی گڑھ تو ملنے ضرور آؤں گا متھرا آ گیا، مولانا صاحب دروازے تک گاڑی سے مجھے سی آف کرنے آئے، گاڑی چلنے کے بعد بھی کھڑکی پر کھڑے مجھے دیکھتے رہے۔

گاڑی سے میں اترتو آیا مگر اندر سے کوئی بار بار کہتا تھا کہ تجھے مولانا صاحب کی بات مان کر کلمہ پڑھ لینا چاہئے تھا، یہ احساس بڑھتا گیا میں نے دوپہر کو مولانا صاحب کو فون کیا مگر نہ مل سکا اگلے روز دوپہر کو پچاسوں مرتبہ کوشش کے بعد فون ملا معلوم ہوا کہ مولانا چندی گڑھ کے پاس کسی پروگرام میں گئے ہیں میں نے اجازت چاہی کہ میں وہیں آجاؤں مولانا نے کہا کہ ہم یہاں سے نکلنے والے ہیں اچھا ہے آپ علی گڑھ میں ملیں میرے لئے ایک دن گزارنا مشکل ہوگیا، جب احساس زیادہ ہوتا میں آپ کی امانت لے کر بیٹھ جاتا دو روز میں دس دفعہ میں نے اسے پڑھا اپنی حالت سے بے چین ہو کر میں صبح دس بجے علی گڑھ پہنچ گیا نئے گیسٹ ہاؤس میں ان کا انتظار کیا مولانا صاحب حسب پروگرام بارہ بجے آئے مجھے انتظار میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے دونوں ایک دوسرے سے ملے ریسپشن پر ہی مولانا صاحب سے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا مولانا صاحب نے فوراً کلمہ پڑھوایا فرط محبت سے میرا ماتھا چوما اور بولے نام تو میں نے ٹرین میں رکھ دیا تھا محمد عمر آپ کا نام انشاء اللہ رہے گا۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: ایمان قبول کرنے کے بعد احمد میاں بالکل مجھے ایسا لگا جیسے میں آج ہی پیدا ہوا ہوں میں نے کلمہ پڑھ کر ایسا محسوس کیا جیسے کوئی جان لیوا گھٹن سے چھٹکارہ پاتا ہے، ۱۸ نومبر ۲۰۰۳ء سے آج تک ہر لمحہ مجھے مولانا صاحب کے اس قول کی سچائی دکھائی دے رہی ہے کہ مسلمان تو ہر بچہ پیدا ہوتا ہے مگر اللہ نے آپ کو بائی نیچر (فطرتاً) مسلمان رکھا ہے مجھے اسلام قبول کر کے اجنبی پن محسوس کرنے کے بجائے بہت اپنائیت اور مناسبت معلوم ہوئی، ان دو دنوں میں مجھے ٹرین میں اسلام قبول کرنے سے محرومی کی وجہ سے ایسی بے چینی رہی کہ سائٹ کا معائنہ نہ کر سکا تین روز تک کام روک رکھا، مولانا صاحب کو بھی

میرے اسلام قبول کرنے کی بڑی خوشی ہوئی انھوں نے بتایا کہ ہم جیسے درمیانی درجہ کے لوگ فرسٹ اے سی میں تو دور کی بات تھرڈ اے سی میں بھی سفر نہیں کرتے میں تو ہمیشہ سلیپر کلاس میں سفر کرتا ہوں پہلے سے واپسی طے نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے رفیق مفتی محمد ہارون صاحب نے اگست کرانتی میں رزرویشن کرا دیا کہ دہلی اور چندی گڑھ کے پروگرام میں شرکت ہو جائے گی ایک روز پہلے رزرویشن کرانے کے باوجود انھوں نے ٹکٹ تک مجھے نہیں دیا اور سیدھے گاڑی میں چھوڑنے آئے فرسٹ اے سی کے ڈبے میں جانے لگے تو میں بار بار کہتا رہا کہ یہ فرسٹ اے سی ہے مفتی صاحب اور بھائی عبدالعزیز صاحب نو مسلم دونوں بولے کہ یہاں سے نکل کر چلے جائیں گے کیا ہم کمپارمنٹ اندر سے دیکھ بھی نہیں سکتے، جب انھوں نے مجھے اندر بٹھایا تو میں نے کہا کہ میں ہرگز اس کوچ میں نہیں جا سکتا مفتی صاحب نے بتایا کہ اگست کرانتی میں رزرویشن نہیں ملا تو بھائی عبدالعزیز نو مسلم پیسے لے کر گئے کہ میں کرا کر لاتا ہوں اور جا کر رزرویشن کرا لائے، ٹکٹ دیکھا تو فرسٹ اے سی کا تھا مفتی صاحب نے ان سے کہا کہ وہ ہرگز فرسٹ اے سی میں سفر نہیں کریں گے۔ بھائی عبدالعزیز نو مسلم نے کہا میں مولانا صاحب کو راضی کر لوں گا جب میں کسی طرح سفر پر راضی نہ ہوا تو بھائی عبدالعزیز بولے کہ جہاز میں تین گھنٹے سفر کے دوران ڈاکٹر قاسم جیسے بڑے آدمی مسلمان ہو گئے اب آپ کے ساتھ تین آدمی ہوں گے اور ۱۶ر گھنٹے کا ٹائم ہوگا اگر کچھ روپے خرچ ہو کر تین وی آئی پی مسلمان ہو گئے تو سودا کتنا سستا ہے مولانا صاحب نے بتایا کہ عبدالعزیز بھائی کی اس تقریر نے مجھے مطمئن کر دیا مگر فرسٹ اے سی میں کون سفر کرتا ہے جس کو دوسروں کے پیسوں سے جانا ہو جب کوئی نہ آیا ٹرین چلنے کو ہو گئی تو میں نے سوچا کہ دوسرے کیبن والے سے بات کریں گے۔ آپ آئے اور اپنے برابر ایک داڑھی والے کو دیکھ کر اجنبیت محسوس نہ کرنے کے بجائے خوشی کا اظہار کیا

میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میں بھی آپ کو فرسٹ اے سی میں دیکھ کر ذرا عجیب سا محسوس کرتا تھا مگر بعد میں خیال ہوا کہ کسی شردھالو عقیدت مند نے ٹکٹ کرایا ہوگا، مگر آج محسوس ہوا کہ کسی عقیدت مند نے نہیں بلکہ میرے کریم مالک نے مجھ پیاسے اور بے چین بندے کے لئے آپ کو دوست بنا کر اے سی ڈبے میں سوار کیا تھا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: میں بار بار اللہ کے اس احسان پر سجدہ کرتا ہوں اور میرا رواں رواں تعریف کرتا ہے کہ میرے لئے فطری طور پر اسلام کو آسان بنا دیا۔

سوال: آپ کے گھر والوں کا کیا ہوا؟

جواب: مجھے اپنی بیوی کے لئے تو ذرا جوجھنا پڑا وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی ایک سال تک ہم لوگ الگ رہے مگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا اور اللہ نے بھی میری دعا قبول کی اور خود اسلام کے لئے راضی ہوگئی، الحمدللہ وہ مسلمان ہیں مولانا صاحب نے ان کا نام عائشہ رکھا انھوں نے اسلام کا بہت مطالعہ کیا اور ماشاء اللہ تہجد گزار ہیں میں بھی دو چلے لگا چکا ہوں ،میرا بیٹا اور اس کی بہو جو نیویارک امریکہ میں ہے اپنے دونوں بچوں کے ساتھ مسلمان ہیں اور ان کو اسلام قبول کرانے میں مجھے ذرا بھی دقت محسوس نہیں ہوئی میری بیٹی بھی مسلمان ہے جو فرانس میں ہے اور انھوں نے ایک عرب سے میرے مشورہ سے شادی کی ہے ان کے قبول اسلام کی بڑی تفصیلات ہیں، مولوی احمد صاحب وہ سننے کی چیزیں ہیں مگر فلائٹ ہے اور مجھ کو کوچین جانا ہے اس لئے انشاء اللہ پھر کسی وقت باقی باتیں ہوگی۔

سوال: ایک منٹ میں مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام؟

جواب: اسلام ہر انسان کی ضرورت، اس کی بھوک، اس کی پیاس کا حقیقی علاج ہے، اللہ نے مسلمانوں کے پاس پوری انسانیت کے مسائل اور امراض کا علاج رکھا ہے انسانیت پر

ترس کھائیں اور ان کو دوزخ سے بچانے کی فکر کریں، انشاء اللہ اگلی ملاقات میں اپنے دعوتی تجربات اور عزائم کے بارے میں بات کروںگا۔ میری خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ میرے نشانوں میں تعاون کریں بس بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی ضرورت ہے میں بہت جلد صرف آپ سے اس سلسلہ میں بات کرنے کے لئے سفر کروں گا۔

سوال : بہت بہت شکریہ! جزاکم اللہ میں ہر وقت حاضر ہوں۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ استودعکم اللہ دینکم و خواتیم اعمالکم

جواب : وعلیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، فروری ۲۰۰۷ء

(۳۶) نومسلموں کو محتاج بنانے کے بجائے پیر پر کھڑا کرو

محمد اکبر (مہیش چندر شرما) سے ایک ملاقات

ہمارے مسلمان بھائی مجھ جیسے شکستہ دلوں پر ترس کھائیں، کتنے لوگ صرف راہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے دوزخ کی آگ کی طرف جارہے ہیں، ان کی فکر کریں، دوسری ایک ضروری بات نومسلموں کے بارے میں عرض ہے کہ ان کی زیست کی فکر کریں اور ان کو اپنا محتاج بنانے کے بجائے ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی فکر کریں اور ان میں خودداری اور استغنا پیدا کرنے کی فکر کریں سارے خداؤں سے بچ کر جو ایک مالک پر ایمان لایا ہے، اس کو سوال کسی سے کرنا کیسے روا ہوسکتا ہے؟ عموماً لوگ اس کی مدد کرکے صدقہ دے کر ان کی عادت بگاڑتے ہیں اس سے ضمیر مرجاتا ہے خود تو ان کے ساتھ تعاون کرنا اپنا فرض سمجھیں مگر اس کو ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ میرا کھانا شادی اور گزارہ ان سب کا نظم مسلمانوں کے ذمہ ہے، میرے لحاظ سے یہ ان کے لئے زہر قاتل ہے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اکبر : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : آپ سے ارمغان کے قارئین اور عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : ضرور کیجئے۔

سوال : آپ اپنا تعارف کرائیے؟

جواب: میرا نام اب الحمدللہ محمد اکبر ہے میں ضلع کرنال کے ایک قصبہ کا رہنے والا ہوں (تھوڑے توقف کے بعد) اب سے نو سال تین ماہ آٹھ روز ۳ گھنٹہ قبل اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا۔ میرا پہلا نام مہیش چندر شرما تھا میں ایک برہمن خاندان سے تعلق رکھتا ہوں میرے والد پنڈت سندر لال شرما جی علاقے کے مشہور پنڈت تھے، پتریاں بنانا، ہون کرنا اور دوسری دھارمک رسمیں کرنا ان کا کام تھا۔ میرے اسلام لانے سے ایک سال پہلے ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ میری ایک والدہ اور ایک بہن ہیں جو اب الحمدللہ میرے ساتھ مسلمان ہیں بہن کا نام فاطمہ اور والدہ کا نام آمنہ ہے ہم سبھی لوگ اللہ کا شکر ہے خوش وخرم دہلی میں رہ رہے ہیں۔

سوال: آپ کی عمر اب کتنی ہے؟

جواب: میری حقیقی عمر نو سال آٹھ دن تین گھنٹے اور اس وقت ۱۵ منٹ ہے مگر میں اس دنیا میں اپنے والدین کے یہاں تقریباً چھبیس سال پہلے ۷ جولائی ۱۹۷۷ء کو آ گیا تھا۔

سوال: آپ اپنے اسلام لانے کا حال بتائیے۔

جواب: میں جب اسکول میں پڑھتا تھا تو مجھے اپنے پتا جی (والد صاحب) کا سب پیشہ ڈھونگ لگتا تھا انہوں نے گھر کے باہر ایک چھوٹا سا مندر بنایا ہوا تھا، میں اکثر جب بھی کوئی بات کھٹکتی تو ان سے کہتا، وہ مجھے سمجھاتے، بیٹا پیٹ تو پالنا ہی ہے ورنہ ان اندھ وشواسیوں میں کیا رکھا ہے ان کے کہنے سے مجھے اور بھی دھرم پر اعتماد کم ہوتا گیا، میں صبح سویرے اٹھنے کا عادی تھا گھر کے رواج کے مطابق صبح سویرے نہا کر پوجا کے لئے اپنے مندر جاتا تھا، میں دسویں کلاس میں پڑھتا تھا، میرے امتحان شروع ہوئے، امتحان کے دن میں اور بھی جلدی اٹھا اشنان کیا اس خیال سے کہ بت مہاراج سے امتحان میں فرسٹ ڈویزن آنے کی پرارتھنا کروں گا، صبح سویرے مندر پہنچا، میں نے دیکھا کہ ایک کتا وہاں موجود ہے، جو چڑھے پرساد کو

کھا کر بچی کچی مٹھائی چاٹ رہا ہے وہ بت کے منھ پر مٹھائی کے اثر کو چاٹ رہا تھا۔
میں رک گیا کہ دیکھوں یہ کتا کیا کرتا ہے، اب تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے اللہ نے حقیقت دکھانے کے لئے میرے دل میں ڈالا کہ میں تماشا دیکھوں، میں یہ سوچنے لگا کہ یہ بت اپنے منہ سے کتے کو بھی نہیں ہٹا سکتا، مگر میری خاندانی آستھا نے مجھے سمجھایا، بے وقوف یہ دیکھ کتا بھی آستھا اور عقیدت سے کرپا (رحم) کی امید میں بت کے بوسے لے رہا ہے اور ان کا مکھ دھو رہا ہے مگر تھوڑی دیر بعد میری ساری آستھا کی عمارت زمین پر آگری، کتے نے ساری مٹھائی چاٹ کر ٹانگ اٹھا کر پیشاب کی دھار جو بت پر لگائی تو وہ ڈاڑھی سے اٹھ کر منہ تک پہونچی میں پوجا کے بغیر ہی واپس آیا اور میں نے آنکھیں بند کر کے اکیلے سچے مالک کو یاد کیا میرے مالک یہ بت جب کتے کو اپنے اوپر پیشاب کرنے سے نہیں روک سکتے ہیں تو مجھے امتحان میں کیسے پاس کرا سکتے ہیں بس آپ مجھ پر کرم کیجئے اس کے بعد مندر جانا میں نے بند کر دیا اور روزانہ صبح آنکھ بند کر کے اپنے مالک سے دعا کرتا، میرے پیپر اچھے ہوتے رہے، امتحان ختم ہوئے، ایک ایک دن رزلٹ کا انتظار رہا رزلٹ آیا میں نے دس روپئے اخبار والے کو دیکر رزلٹ دیکھا تو میری فرسٹ ڈویزن تھی، میں نے مالک کا بہت شکر ادا کیا، میں گیارہویں کلاس میں تھا کہ میرے والد بیمار ہوئے ان کے پیٹ میں درد ہوا میری ماں نے مجھے بہت مجبور کیا میں مندر جاؤں، جا کر والد صاحب کی صحت کے لئے پرارتھنا کروں میں نے منع کیا تو انھوں نے مجھے ڈرایا کہ بت ناراض ہو جائیں گے، میں چلا گیا میں نے جا کر پرارتھنا کی، ماتھا شیو جی کے چرنوں میں رکھ کر گھنٹوں میں وہاں پر گڑگڑایا، مجھے اپنے پتا جی سے بہت پریم ہے، آپ ان کو اچھا کر دیجئے ایک گھنٹہ میں وہاں گڑگڑاتا رہا، واپس آیا تو مجھے خیال تھا کہ وہ اچھے ہو گئے ہونگے، گھر آکر دیکھا ان کی موت ہو چکی تھی میں بہت پچھتایا کہ کاش میں اپنے مالک سے فریاد

کرتا میری عقل کو کیا ہو گیا تھا، بت اپنے منہ سے کتے کو نہ ہٹا سکیں وہ میرے والد صاحب کو کیا صحت دے سکتے تھے۔

اس کے بعد اپنے دھرم سے میرا اعتماد اٹھ گیا اور میں کسی راستے کی تلاش کرنے لگا، میں چرچ میں گیا مگر وہاں بھی میں نے یسوع کی مورتیاں دیکھیں مجھے میرے ایک ایمانی ساتھی نے بتایا کہ یہاں مدرسہ مسجد میں ان کے ایک دھرم گرو حضرت مولانا کلیم صاحب آتے رہتے ہیں اور وہ کل صبح کو دس بجے آنے والے ہیں میں صبح آٹھ بجے پہنچ گیا دس بج گئے وہ نہیں آئے وہ گیارہ بجے پہنچے مسجد میں آس پاس کے سب مسلمان جمع تھے، مولانا صاحب سیدھے مسجد میں پہنچے اور راستہ میں گاڑی کے خراب ہونے کی وجہ سے دیر سے آنے کی سب سے معافی مانگی، میں ان کی اس بات سے بہت متاثر ہوا، اس کے بعد انہوں نے تقریر کی انھوں نے اس موضوع پر تقریر کی کہ انسان پر کوئی ایک احسان کر دیتا تو ساری زندگی اس کے گن گاتا ہے اور اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا ہمارے خدا کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں، انسان کو اس کے راضی رکھنے کی فکر کرنی چاہئے، تقریر کے بعد چائے کے لئے اوپر مدرسہ میں گئے، میں نے مولانا سے ملاقات کی میرے والد صاحب کے انتقال کی وجہ سے مولانا نے مجھے گلے لگالیا، پاس میں بٹھایا چائے پلائی چائے کے بعد انھوں نے مجھے بتایا کہ آپ کے سچے مالک کو آپ پر خاص پیار آیا اور وہ آپ کو سچا راستہ دکھانا چاہتے ہیں شاید اسی لئے یہ حالات آپ پر آرہے ہیں پھر اسلام کے بارے میں مجھ کو بتایا اور اپنی ایک کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی اور یہ بھی کہا کہ بہت جلد آپ کو فیصلہ کرنا چاہئے، اس لئے کہ جس طرح آپ کے والد کا انتقال ہوا اسی طرح ہمارا آپ کا بھی ہونا ہے اور موت کے بعد کوئی موقع نہیں۔

جو سانس اندر گیا باہر آنے کا اطمینان نہیں اور جو باہر گیا اس کے اندر آنے کا

بھروسہ نہیں، انھوں نے کہا میری تو درخواست ہے کہ آپ فوراً کلمہ پڑھ لیں اور مسلمان ہوجائیں میں نے کہا یہ کتاب پڑھ لوں، انھوں نے اجازت دیدی، میں باہر آکر کتاب پڑھنے لگا ۳۲ صفحوں کی کتاب تھوڑی دیر میں پڑھ لی، میرے سارے پردے ہٹ چکے تھے۔

۹ مئی ۱۹۹۴ء ساڑھے بارہ بجے میں نے کلمہ پڑھا اور مولانا صاحب نے میرا نام محمد اکبر رکھ دیا اور مجھے تاکید کی کہ ابھی وہ اپنے مسلمان ہونے کو راز میں رکھیں، آپ یہاں کے امام صاحب کے پاس آکر نماز سیکھیں اور چپکے چپکے نماز پڑھنا شروع کردیں، انھوں نے کہا کہ آپ سے ایمان چھینے گا نہیں اور حق کبھی چھنتا بھی نہیں، مگر ابھی ماحول بھی اچھا نہیں، آپ کے لوگ دشمن ہوجائیں گے۔

سوال: اس کے بعد کیا حالات آئے اور آپ کی بہن اور ماں کس طرح مسلمان ہوئیں۔

جواب: میں اپنے اسلام کو چھپا کر لٹریچر پڑھتا رہا نماز یاد کرلی مجھے اپنے والد کے ایمان کے بغیر مرنے کا بہت افسوس تھا میرے خیال میں وہ بہت پیارے آدمی تھے، مجھے یہ احساس ہوتا رہتا کہ اگر یہ مسلمان مجھے پہلے اسلام کے بارے میں بتاتے اور میں والد صاحب کی زندگی میں مسلمان ہوگیا ہوتا تو میں ان کے پاؤں پڑ کر کسی طرح ضرور ان کو اسلام کے لئے تیار کرلیتا مجھے یہ خیال ہوا کہ کہیں میری بہن اور میری ماں بھی کسی روز اسی طرح بے ایمان کے اس دنیا سے نہ چلی جائیں، میں نے ایک دوکان پر نوکری کرلی جس روز تنخواہ ملی میں اپنی ماں اور بہن کے لئے کپڑا لایا مٹھائی لایا وہ بہت خوش ہوئیں میں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے مسلمان ہونے کی خبر ان کو دی ان سے مسلمان ہونے کو کہا میں رو رو کر ان سے درخواست کرتا رہا میری ماں اور میری بہن بہت ناراض ہوئیں کپڑا میرے منہ پر پھینک مارا مٹھائی کا ڈبہ بھی باہر پھینک دیا اور بہت روئیں کہ تو ادھرم ہوگیا، تو نے برہمن ہونے کی لاج بھی نہ رکھی اب وہ مجھے پھر دوبارہ ہندو بننے کی ضد کرنے لگیں جب

میں راضی نہ ہوا تو انھوں نے مجھ سے بولنا چھوڑ دیا تقریباً وہ مجھ سے چھ مہینے بولی نہیں، میری کمائی سے کھانا چھوڑ دیا اور مجھ سے گھر سے نکلنے کو کہا میں نے ایک کوٹھری کرایہ پر لی اور وہاں پر رہنے لگا اللہ تعالیٰ سے اپنی ماں اور بہن کی ہدایت کی دعا کرتا رہا اور دوسرے لوگوں سے اسلام کو چھپائے رکھا، میں جس کوٹھری میں رہتا تھا، اس کے پاس ایک مندر تھا میں دیکھتا روزانہ لوگ صبح وشام وہاں اپنا سر جھکاتے، مجھے دکھ بھی ہوتا اور غصہ بھی آتا ایک روز مجھ سے رہا نہ گیا میں نے ایک ہتھوڑا لے کر صبح سویرے بت کا سر پھوڑ دیا اور گردن تک اڑا دیا اور خیال کیا کہ جب میں حق پر ہوں تو کب تک گھٹتا رہوں گا، یہ لوگ شرک کو کھلے عام کریں اور اپنے مالک کی دنیا میں رہ کر ہم اپنے حق کو چھپائیں ایسی زندگی سے مرنا اچھا ہے اور اسی جذبہ میں میں نے لال رنگ سے کٹے ہوئے بت کے سینے پر اپنا نام ''محمد اکبر سپوتر پنڈت سندر لال شرما (مہیش چندر شرما) لکھ دیا دن نکلنے تک شہر میں ہاہا کار مچ گئی کہ یہ محمد اکبر کون ہے؟ لوگ میری ماں کے گھر چڑھ آئے میری ماں نے کہہ دیا کہ ہم نے بہت دنوں سے اسے گھر سے نکال دیا ہے لوگ مجھے تلاش کر رہے تھے تھانہ کے سامنے مجھے کچھ لوگوں نے پکڑ لیا، تھانہ میں لے گئے پولیس نے مجھے بہت مارا، مگر میں حق پر مرنے کے لئے تیار تھا میرے اللہ نے اب مار سے میرا ایمان اور پکا کر دیا اور جوش بڑھ گیا میری ماں کو کسی نے بتایا کہ تیرے بیٹے کو تھانے میں مار لگ رہی ہے ان کا ممتا بھرا دل پگھل گیا وہ اور میری بہن تھانے آئیں پولیس والے مجھے ڈنڈوں سے مار رہے تھے میری ماں ان پر لپٹ گئی کہ مسلمان ہونے پر مارتے ہو ہم بھی مسلمان ہوتے ہیں میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں نے پٹتے پٹتے ماں سے کلمہ پڑھنے کو کہا انھوں نے اور بہن نے کلمہ پڑھا یہ منظر دیکھ کر پولیس والے رکے!

میرے اللہ نے ایک اور کرشمہ دکھایا علاقہ کے بی جے پی ایم ایل اے مہتا کو شہر

کا حال پتہ لگا کہ ایک ادھرم نے بت کے ساتھ یہ سلوک کیا اور اب پکڑا گیا، تھانے میں مار کھا رہا ہے، وہ تھانے میں آئے انھوں نے کوتوال کو دھکا دیا کہ اچھا نہ ہوگا اگر اب اسکو مارا اسکا وشواس اور آستھا ہے، بھارت میں ہر کوئی آزاد ہے جو دھرم چاہے مانے اور مجھ سے کہا کہ بیٹا تمہیں جو دھرم ماننا ہو مانو مگر دوسرے دھرم والوں کو ٹھیس نہ پہنچاؤ، کہا تمہارا اسلام یہ نہیں بتاتا اور مجھے چھڑا کر لے آئے مجھے ماں اور بہن کے مسلمان ہونے کی اتنی خوشی تھی کہ ایسی سو مار کھانے کے بعد بھی مسلمان ہوتی تو مجھے منظور تھا، میں ماں سے گلے مل کر خوشی سے رو رہا تھا میں نے ماں کا نام حافظ صاحب سے معلوم کر کے آمنہ اور بہن کا نام فاطمہ رکھا۔

سوال : اس کے بعد آپ دہلی کیوں چلے گئے؟

جواب : شہر کا ماحول میری وجہ سے گرم ہو گیا شہر میں مسلمانوں کی حالت بہت کمزور ہے ۱۹۴۷ء کے بعد تو پورا ہریانہ اجڑ گیا یہاں بھی مسلمان لوگ ہندوؤں کی طرح رہتے تھے، نام بھی ہندوؤں جیسے ہماری مسجد کی کمیٹی کے ایک ذمہ دار شخص ہیں جن کا نام دھرم پال ہے ایک انوپ سنگھ ہیں۔

سبھی نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ کو یہاں نہیں رہنا چاہئے سونی پت گیا، حضرت مولانا کلیم صاحب نے بھی مشورہ دیا کہ آپ کو یہاں نہیں رہنا چاہئے، مگر میں کسی کے رحم و کرم پر نہیں رہنا چاہتا تھا، سوال میں کبھی اپنے پتا جی سے بھی نہیں کرتا تھا ان سے اپنے دل کی بات کہی انھوں نے ایک اسکول میں ہندی پڑھانے کے لئے مجھے فرید آباد بھیج دیا میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا تھا کہ میں سارے بت اور خداؤں کو چھوڑ کر ایک اللہ پر ایمان لایا ہوں میں سوال بھی اس کے علاوہ کسی سے نہیں کروں گا میرے اللہ نے میرا امتحان بھی بار بار لیا اور پھر مجھے سمجھ داری دی، استقامت سے نوازا اور مجھے پار اتارا، میں اپنی ماں اور بہن کو دہلی لے آیا اپنا مکان بیچ کر دہلی میں چھوٹا سا مکان خرید لیا اور وہاں پیسے بھی اللہ نے

تھوڑے تھوڑے سے ادا کر دے، ہر موڑ پر میرے اللہ نے میری مدد کی۔

سوال: کوئی خاص واقعہ بتائیے؟

جواب: ایک بار میں نے ایک دوکان پر نوکری کی، پہلے مہینے کی تنخواہ ملی تو مکان کے ۲۵۰۰ روپے کی ایک قسط باقی تھی، اس نے تقاضہ کیا شرم کی وجہ سے میں پوری تنخواہ اس کو دیدی، گھر میں ماں سامان کا انتظار کر رہی تھی، کئی روز تک ان کو کل پر ٹالتا رہا، ایک روز گھر میں کھانا نہیں بنا، میں نے مغرب کی نماز پڑھ کر دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھی، میرے اللہ آپ کے علاوہ میں کسی سے سوال نہیں کر سکتا میں مسجد سے نکلا جوتوں کے سامنے ایک نوٹ پانچ سو روپئے کا پڑا ملا، میں بہت خوش ہوا، جلدی سے نوٹ اٹھایا اور خیال کیا کہ میری دعا قبول ہوئی، نوٹ جیب میں رکھا، دوکان کی طرف گیا تا کہ کچھ آٹا وغیرہ خریدوں، پھر مجھے خیال ہوا کہ یہ نوٹ تو کسی کا گرا ہوگا نہ جانے یہ میرے لئے حلال بھی ہے یا نہیں میں دوکان کے بجائے مولانا صاحب کے پاس گیا، مولانا صاحب کو اپنا حال بتائے بغیر نوٹ ملنے کا واقعہ بتایا، امام صاحب نے مسئلہ بتایا کہ اس نوٹ کا اعلان مسجد میں کرنا چاہئے آپ کے لئے یہ نوٹ لینا جائز نہیں ہے!

میں نے نوٹ امام صاحب کے حوالہ کیا اور گھر واپس آیا، دل میں خوشی بھی تھی کہ اللہ کے حکم کو ماننے کی توفیق ہوئی اور دل بھی دکھا کہ ماں انتظار میں ہے۔

رات کے گیارہ بجے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا محلہ کے ایک صاحب ایک حاجی صاحب کو لیکر آئے تھے انھوں نے کہا یہ مغربی دہلی سے آئے ہوئے تھے مغرب کے وقت سے مختلف محلوں میں آپ کو تلاش کر رہے ہیں، میں نے ملاقات کی انھوں نے بتایا کہ میرا کڑھائی کا کارخانہ ہے میرا بیٹا اس کو چلاتا تھا اس نے شارجہ میں کمپیوٹرائزڈ مشین لگائی ہے، اب اس کارخانے کو دیکھنے والا کوئی نہیں، علاقہ کے ایک

صاحب نے بتایا کہ آپ نے کارخانہ میں منیجر کی حیثیت سے کام کیا ہے میں آپ کو منیجر رکھنا چاہتا ہوں، چھ مہینے ۵۰۰۰ روپے ماہانہ دونگا اس کے بعد تنخواہ بڑھا دی جائے گی، ہمارے علاقے کے لوگ آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں، اور جیب سے پانچ ہزار کی ایک گڈی نکال کر دی یہ ایڈوانس تنخواہ اور ہر ماہ پہلی تاریخ کو ایڈوانس مل جایا کرے گی میں نے اس کو اللہ کی طرف سے تحفہ سمجھا معاملہ طئے ہوگیا رات کو ہوٹل سے کھانا لایا، ماں اور بہن کے ساتھ خوشی خوشی کھایا، دو رکعت شکرانہ نماز پڑھی میرے اللہ نے پانچ سو روپے ناجائز سے بچایا اور اتنی ہمت دی اور ۵۰۰ روپے کی بجائے ۵۰۰۰ ہزار عطا کئے، بارہا میرے سامنے اس طرح کے واقعات پیش آئے۔

سوال : آپ دعوت کا کام کرتے ہیں،؟

جواب : الحمد للہ حضرت مولانا کلیم صاحب کی رہنمائی میں میں زندگی کا مقصد دعوت کو سمجھتا ہوں میرے اللہ نے دہلی اور ہریانہ میں پچاسوں لوگوں کی ہدایت کا اس گندے کو ذریعہ بنایا اس کے علاوہ مقامی کام کی تبلیغی ترتیب سے جڑا ہوں اور سالانہ چلہ پابندی سے لگاتا ہوں۔

سوال : آپ ارمغان کے واسطے سے مسلمانوں سے کچھ کہنا چاہتے ہیں،؟

جواب : میں کیا میری حیثیت کیا، دل چاہتا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی مجھ جیسے شکستہ دلوں پر ترس کھائیں، کتنے لوگ صرف راہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے دوزخ کی آگ کی طرف جارہے ہیں، ان کی فکر کریں، دوسری ایک ضروری بات نومسلموں کے بارے میں عرض ہے کہ ان کی زیست کی فکر کریں اور ان کو اپنا محتاج بنانے کے بجائے ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی فکر کریں اور ان میں خودداری اور استغنا پیدا کرنے کی فکر کریں سارے خداؤں سے بچ کر جو ایک مالک پر ایمان لایا ہے، اس کو سوال کسی سے کرنا کیسے روا ہوسکتا

ہے؟ عموماً لوگ اس کی مدد کر کے صدقہ دے کر ان کی عادت بگاڑتے ہیں اس سے ضمیر مرجاتا ہے خود تو ان کے ساتھ تعاون کرنا اپنا فرض سمجھیں مگر اس کو ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ میرا کھانا شادی اور گزارہ ان سب کا نظم مسلمانوں کے ذمہ ہے، میرے لحاظ سے یہ ان کے لئے زہر قاتل ہے۔

سوال : بہت بہت شکریہ، جزاکم اللہ آپ نے بڑے کام کی اور مفید باتیں بتائیں۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب : میں نے تو حقیقت حال بیان کی، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۳ء

۴۷ نماز کی کشش سے اسلام قبول کیا

عبدالرشید دوتم (سیت کمار سوریہ ونشی) سے مفید ملاقات

مجھے احساس ہوتا ہے کہ ہمیں اپنے کفر و شرک میں پڑے ہوئے بھائیوں کی فکر کرنی چاہئے، خصوصاً پسماندہ طبقہ کے غیر مسلموں کی جن کو شودر یا کالے سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا ہے، آپ دیکھتے ہیں ہمارے علاقہ میں کاوڑ کا کس قدر زور بڑھتا جا رہا ہے پہلے صرف تین روز کے لئے راستہ بند ہوتا تھا اب آدھے ماہ راستہ بند رہتا ہے سب کام بند ہو جاتے ہیں کس قدر تکلیف ہوتی ہے تعداد بھی کتنی بڑھ رہی ہے، یہ سینکڑوں میل گرمی میں کاوڑ کا سفر پیدل ہماری دشمنی میں نہیں ہو سکتا، یہ اس لئے ہے کہ لوگوں میں اپنے مذہب سے تعلق بڑھ رہا ہے یعنی اپنے مالک کو خوش کرنے کا شعور اور جذبہ بڑھ رہا ہے اگر ہم دعوت کو مقصد بنا کر ان کو یہ سمجھائیں کہ یہ راستہ مالک کو خوش کرنے کا نہیں بلکہ مالک کو ناراض کرنے کا ہے اور شرک کے ساتھ یہ قدم دھرم (مذہب) کے لئے نہیں بلکہ ادھرم (گناہ) کے لئے بڑھ رہے ہیں تو یہ لوگ اسی جوش اور جذبہ کے ساتھ حج کے لئے جانے والے بن سکتے ہیں۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبدالرشید : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: آپ کی تعریف؟

جواب: میرا نام عبدالرشید دوتم ہے اور میں الحمد للہ ایک مسلمان ہوں، میں اب سے چھ سال قبل مسلمان ہوا تھا، میرا پرانا نام سیت کمار سوریہ ونشی تھا، میں ہری دوار کے

قریب ایک گاؤں کے ہندو مذہبی گھرانہ میں پیدا ہوا، میں نے سائنس بایوسائڈ سے گریجویشن کیا ہے۔

سوال: آپ کا نام عبدالرشید دوستم کس نے رکھا؟

جواب: اصل میں میرا نام مولانا محمد اسلم کاظمی نے عبدالرشید رکھا تھا، مگر میں کچہری میں سرٹیفکٹ بنوانے گیا تو اس زمانہ میں افغانستان کے عبدالرشید دوستم کا پوری دنیا میں تذکرہ تھا، وکیل نے مجھ سے نام پوچھا، میں نے عبدالرشید بتایا، اس نے کہا عبدالرشید دوستم تو میں نے بھی عبدالرشید دوستم ہی کہہ دیا کہ دوستی تو اچھی ہی چیز ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا واقعہ بتایئے؟

جواب: میں گروکل میں تعلیم حاصل کرتا تھا، گروکل بہت مذہبی ہندوؤں کے ادارے ہوتے ہیں میں کھیلنے اور پڑھنے میں ہوشیار تھا، اسکول کے ہر فنکشن میں حصہ لیتا تھا اور پوزیشن لاتا تھا، میں بہت اچھا بریک ڈانس کرتا تھا، بریک ڈانس کے لئے جوڑوں کی ایک خاص ساخت کی ضرورت ہوتی ہیں، وہ اللہ نے مجھے دی تھی، ممبئی کی کئی پارٹیاں مجھے لینے آئیں کہ آپ بریک ڈانس میں دنیا میں نام پیدا کرسکتے ہیں، آپ کے جوڑوں میں گھومنے کی بہت صلاحیت ہے، ہمارے گاؤں میں مندر اور مسجد بہت قریب قریب ہیں، مجھے بچپن سے یہی خیال ہوتا تھا کہ یہ دونوں مالک کی پوجا کے استھان ہیں، دونوں میں کیا فرق ہے؟ ان دنوں ہمارے گاؤں کے ایک بہت سلیم الفطرت اور نیک انسان محمد عمر بھائی سے میرا تعلق ہوگیا، وہ مجھے ناچنے کے لئے منع کرتے تھے، وہ کہتے تھے جس اللہ نے اتنے اچھے جوڑ بنائے ہیں وہ اللہ ناچنے سے منع کرتا ہے وہ ان جوڑوں کا حساب لے گا، وہ میرے لئے ہدایت کی دعا کرتے اور مجھے مسجد میں لے جانے کی کوشش بھی کرتے، میں مسجد میں باہر کھڑا ہوکر پانچوں وقت لوگوں کو پابندی سے نماز پڑھتے دیکھتا، سردی، گرمی اور

برسات میں ایسے نظم اور پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کو دیکھ کر مجھے اچھا لگتا، مندر میں جا کر یہ بات نہیں لگتی تھی، دل کو لگتا کہ مندر میں تو بس ایک رسم ہے، مجھے حسرت ہوتی کہ کاش میں بھی مسلمان ہوتا تو میں بھی مسجد میں جا کر اپنے مالک کی نماز پڑھتا، محمد عمر بھائی مجھے ایک بار دیوبند دکھانے کے لئے لے گئے وہاں ہم مولانا محمد اسلم کاظمی کے پاس عطر لینے گئے، میں نے ان سے اسلام کے بارے میں کچھ سوال کئے، وہ ایک اچھے داعی ہیں، انہوں نے مجھے بہت اچھی طرح سمجھایا اور توحید رسالت آخرت کے بارے میں سمجھایا اور زور دیا کہ میں مسلمان ہو جاؤں، مسلمان ہو کر نماز پڑھنا ہی انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہے، میں نے اسلام قبول کر لیا اور دوسرے روز انہوں نے مجھے پھلت حضرت مولانا کلیم صاحب صدیقی کے پاس بھیج دیا، جن کو ہم ابو جی کہتے ہیں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں، اس خیال سے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اگر میں اسلام قبول نہ کرتا تو کیا ہوتا؟ یہ میرے اللہ کا کرم ہے، اس نے مجھے اس گندگی سے نکالا اور شرک سے بچایا، ورنہ کھیل، کود، تعلیم، ڈانس، میری دلچسپی کے سب سامان مجھے ملے تھے، میں نے ریڈیو پروگروپ سانگ بھی گائے نجیب آباد ریڈیو سے آج بھی ریلے ہوتے ہیں، ایک گانا جواب سے بہت پہلے گایا تھا وہ مجھے اب تک یاد ہے "آ و مل کرا تہاس رچائیں"

میرے اللہ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے عمر بھائی اور پھر مولانا اسلم صاحب اور سب سے بڑھ کر ابو جی کے پاس بھیجا، اصل بات یہ ہے کہ جس طرح پھول کی فطرت کھلنا ہے، مگر پھول کو پانی نہ ملے بارش نہ ہو تو وہ مرجھا جاتا ہے، اسی طرح ایک انسان کی فطرت مسلمان ہونا ہے اسلام فطری مذہب ہے مگر اس کو ماحول اور دعوت کی بارش کی ضرورت

ہوتی ہے اگر اس کو خاندانی طور پر اسلامی ماحول، یا دعوت کی بارش نہ ملے تو وہ کھلنے سے پہلے مرجھا کر کافر رہ جاتا ہے، میں اپنے کریم اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ نے مجھے مرجھانے سے بچایا۔

سوال: اسلام لانے کے بعد آپ کو کچھ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا؟

جواب: اصل میں اگر انسان صرف اللہ سے اپنا تعلق رکھے تو ہر وقت اس کا کرم شامل حال رہتا ہے، مگر انسان کمزور ہے اس سے غفلت ہو جاتی ہے میں خاص طور پر بہت کمزور وحساس ہوں اور مجھ میں قوت برداشت بہت کم ہے، آدمی سوچے کہ اللہ تعالیٰ کے کتنے احسانات ہیں، ایمان و اسلام صرف اللہ کے لئے ہو، صبح کو سورج نکلا، اگر آدمی یہ خیال کرے کہ یہ سورج نکلا ہے میرے اللہ نے میرے لئے نکالا ہے، یہ دن صرف میرے لئے نکالا گیا ہے یہ رات میرے آرام کے لئے ہے یہ ہوا میری راحت کے لئے چل رہی ہے تو آدمی کو اللہ سے کتنی محبت ہو جائے، مگر انسان کمزور ہے کسی ایک ماحول سے دوسرے ماحول میں اس کو مشکل ہوتی ہے نئے معاشرے میں اس کو سیٹ ہوتے دیر تو لگتی ہے، خصوصاً آج کے دور میں جب حالات ایسے ہیں کہ شک کرنا پڑتا ہے، مجھے سب سے زیادہ تکلیف اپنے مسلمان بھائیوں کے ان سوالات سے ہوتی رہی جن سے ایک شک سا ٹپکتا تھا، مگر اللہ کا شکر ہے کہ مجھے بے انتہا محبت کرنے والے ملے، خصوصاً ہمارے ابو جی جنہوں نے ہر موڑ پر میری رہنمائی کی۔

سوال: آپ کے والدین حیات ہیں؟ کیا آپ کا ان کے ساتھ کچھ ربط ہے، کبھی آپ نے ان کو بھی اسلام میں لانے کی کوشش کی؟ کچھ ان کا حال بھی سنائیے۔

جواب: میرے والدین الحمدللہ حیات ہیں، چند سال قبل ابو جی نے مجھے ان سے ملنے کے لئے کہا تھا اور ان کی ہدایت کے لئے دعا کرنے پر زور دیا، میں نے فون پر والدہ سے

بات کی، انہوں نے مجھے بہن کی شادی میں آنے کو کہا اور یہ بھی کہا کہ بہن کی شادی میں تین بھائی شریک ہوں اور ایک نہ ہو تو وہ ڈولی کیا ارتھی (میت) ہو گی، ہم نے بہن کی سسرال والوں سے بات کر لی ہے انہوں نے اجازت دے دی ہے کہ اس نے دھرم بھرشٹ کر لیا اور وہ ادھرم (لامذہب) ہو گیا تھا، تو ہمیں کیا؟ میں بہن کے لئے کچھ تحفے لے کر گیا، میں شادی میں شریک ہوا کسی نے کچھ نہیں کہا اور سب خوش ہوئے، مگر شادی کے بعد میرے بھائی اور رشتہ دار ٹہلانے کے بہانے سے لے گئے اور زبردستی نائی کی دکان میں گھسا دیا اور کہا اس کی داڑھی مونڈ دو، میں روتا رہا خوشامد کرتا رہا مگر وہ نہ مانے میں نے ہاتھ سے استرا پکڑا اور ان سے کہا کہ تم میرا گلا کاٹ دو، مگر میرے نبی کی سنت نہ کٹاؤ، نائی نے بھی ان کو منع کیا مگر وہ مجھے دبوچ کر داڑھی منڈا کر باز آئے، میں کسی طرح جان بچا کر وہاں سے بھاگ آیا، روتا پھرتا تھا، مجھے آئینہ دیکھنے کا شوق تھا، مگر مجھے رونا آتا تھا کہ میں اپنا منھ نبی کی سنت کے بغیر کس طرح دیکھوں، شرم کی وجہ سے پھلت نہ آیا، ابو جی نے تلاش کرایا اور کہلوایا کہ اس میں شرم کی بات نہیں، تمہارے لئے اس میں کوئی حرج نہیں تم دعوت کی راہ میں گئے تھے تمہیں ایک ایک بال کے بدلے میں نیکیاں ملیں گی، اس کے بعد میں کھل کر گھر نہیں گیا، البتہ بار بار رات کو والدہ سے ملنے ابو جی نے مجھے بھیجا، اب والدہ اسلام کے بہت قریب ہیں اور ہم سب دعا کر رہے ہیں، مجھے امید ہے کہ اب کی بار وہ ضرور کلمہ پڑھ لیں گی وہ گھر میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتی ہیں، اب اور بھی کرنے لگی ہیں، اس کے بعد والد صاحب پر کام کروں گا۔

سوال: سنا ہے آج کل آپ دعوت کے لئے بہت سرگرم ہیں، اپنی دعوتی کارگزاری کے بارے میں بھی کچھ بتائیے۔

جواب: اسلام قبول کرنے کے بعد الحمد للہ میں نے دینی تعلیم حاصل کی پھر ابو جی نے

مجھے کمپیوٹر کورس کرایا اور آج کل مؤانہ میں کمپیوٹر لگا کر ڈی، ٹی، پی ورک کر رہا ہوں، مگر ظاہر ہے زندگی کا مقصد تو دعوت ہے، ابوجی ہمیں سفر میں ساتھ لیجاتے ہیں، پوری انسانیت تک دعوت پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے، یہ بتاتے ہیں ہمارے لئے تندولکر، اگرکر اور سلمان خان آئیڈیل نہیں ہیں، ہمارے لئے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے، ہمارے نبی ایک ایک کے پاس ستر مرتبہ جاتے تھے، اپنے دشمن یہودیوں کا پاخانہ اپنے پاکیزہ ہاتھوں سے صاف کرتے تھے، طائف میں پتھر کھائے اور پاؤں لہولہان ہوئے تھے، پھر زخمی حالت میں انگور کے باغ میں جا کر اپنے اللہ کے سامنے گڑگڑائے، **یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین** آواز لگاتے اور ستانے والوں اور پتھر برسانے والوں کے لئے دعا کرتے ہیں، مجھے بھی حسرت ہے کہ میں بھی ایک ایک کے پاس ستر مرتبہ نہیں تو سات مرتبہ تو جاؤں، میں بھی دعوت کی راہ میں زخمی ہوں اور انگور کا باغ نہ ملے تو آم کے باغ میں اپنے مالک کو **یا ارحم الراحمین** کہہ کر یاد کروں اور اپنے خونی رشتے کے بھائیوں کی ہدایت کے لئے دعا کروں، گزشتہ چند ماہ میں اللہ نے مجھے ہمت دی، ابوجی کارگزاری سنتے ہیں، بہت خوش ہوتے ہیں حوصلہ بڑھاتے ہیں، دعائیں دیتے ہیں، اللہ کے ایک نیک بندے اور داعی کو خوش کرنے کا شوق ہمارے لئے اس راہ میں بڑا حوصلہ دیتا ہے، الحمدللہ چند ماہ میں ۲۳ لوگوں نے اس حقیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، جن میں بڑے کام کے اور اہم لوگ شامل ہیں میں اپنے اللہ کا بہت بہت شکر ادا کرتا ہوں مجھے امید ہے اب ہمیں لائن مل گئی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سے خوب کام لیں گے، پہلے بھی کچھ لوگ مسلمان ہوجاتے مگر میں ان کو کلمہ نہیں پڑھواتا تھا، ابوجی نے بتایا کہ کلمہ پڑھوانے کے لئے کسی کے پاس لے جانے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے اگر موت آجائے تو کیا ہوگا، جب سے میں ہی کلمہ پڑھوانے لگا۔

سوال : اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب : میری کیا حیثیت ہے کہ میں کوئی پیغام دوں مگر مجھے احساس ہوتا ہے کہ ہمیں اپنے کفر وشرک میں پڑے ہوئے بھائیوں کی فکر کرنی چاہئے، خصوصاً پسماندہ طبقہ کے غیر مسلموں کی جن کو شودر یا کالے سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا ہے، آپ دیکھتے ہیں ہمارے علاقہ میں کاوڑ کا کس قدر زور بڑھتا جا رہا ہے پہلے صرف تین روز کے لئے راستہ بند ہوتا تھا اب آدھے ماہ راستہ بند رہتا ہے سب کام بند ہو جاتے ہیں کس قدر تکلیف ہوتی ہے تعداد بھی کتنی بڑھ رہی ہے، یہ سینکڑوں میل گرمی میں کاوڑ کا سفر پیدل ہماری دشمنی میں نہیں ہو سکتا، یہ اس لئے ہے کہ لوگوں میں اپنے مذہب سے تعلق بڑھ رہا ہے یعنی اپنے مالک کو خوش کرنے کا شعور اور جذبہ بڑھ رہا ہے اگر ہم دعوت کو مقصد بنا کر ان کو یہ سمجھائیں کہ یہ راستہ مالک کو خوش کرنے کا نہیں بلکہ مالک کو ناراض کرنے کا ہے اور شرک کے ساتھ یہ قدم دھرم (مذہب) کے لئے نہیں بلکہ ادھرم (گناہ) کے لئے بڑھ رہے ہیں تو یہ لوگ اسی جوش اور جذبہ کے ساتھ حج کے لئے جانے والے بن سکتے ہیں، اصل یہ ہے کہ ہم غیر شعوری اور رسمی طور پر مسلمان ہیں میں ابو جی سے کہہ رہا تھا کہ مجھے سات سال ہونے والے ہیں، میں نے ۲۲۳ نکاحوں میں شرکت کی جن میں سے سات سال میں پانچ دولہا داڑھی والے دیکھے ان میں بھی صرف دو پوری داڑھی والے تھے، جب اسلام اور نبی کے طریقہ سے تعلق کا ہمارا یہ حال ہے تو ہم دوسروں کو کس طرح دعوت دیں، جب ہم خود ہی اسلامی طریقہ کو پسند نہیں کرتے ہماری نمازوں کا بھی یہی حال ہے دس فیصد لوگ بھی نمازی نہیں اور جو نمازی ہیں وہ بھی سارے کاموں کو مقدم کر کے دوسرے درجہ پر نماز پڑھتے ہیں۔

سوال : آپ ماشاء اللہ نماز کی بڑی فکر رکھتے ہیں، آپ کا نماز کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب : اللہ کا شکر ہے میں نے نماز کی کشش میں اسلام قبول کیا تھا میرے اللہ کا لاکھ لاکھ

شکر ہے کہ گذشتہ پانچ سال میں میری ایک بھی نماز قضا نہیں ہوئی، کل ملا کر میری ۶۷/بار جماعت نکلی، ۷/بار ۲۰۰۲ء میں ۱۳/بار ۲۰۰۰ء میں ۱۶/بار ۱۹۹۹ء میں ۳۱/بار اور ۱۹۹۸ء میں سفر کم ہوئے اس سال دس بار میری جماعت نکلی مگر اللہ کا شکر ہے کہ یہ جماعتیں شرعی عذر سے نکلی ہیں۔

سوال: آپ نے حساب بالکل یاد کر رکھا ہے؟

جواب: ایک آدمی اپنے نفع نقصان کا حساب رکھتا ہے اپنی پراپرٹی، اپنی جیب اور بینک بیلنس کا حساب رکھتا ہے کہ اتنے روپے ہیں اتنی دکانیں ہیں، اتنے مکان ہیں، دکان میں اتنا اتنا سامان ہیں وغیرہ، مسلمان کا اصل مال اور دولت تو یہ ہی ہے کیا نمازوں کی دکان اور مال وسامان سے بھی کم اہمیت ہے، خصوصاً نقصان تو آدمی کو اور بھی یاد رہتا ہے، نماز قضا ہو جانا یا جماعت نکل جانا کیا کم نقصان ہے کہ آدمی اس کا حساب بھی نہ رکھے، اصل میں ہم نے نماز کی وقعت اور قیمت ہی نہ جانی ورنہ اگر آدمی کو نماز ادا کرنا بلکہ ابوجی کی بقول نماز قائم کرنا آجائے تو پوری زندگی بلکہ پوری دنیا صحیح ہو جائے۔

سوال: بہت شکریہ! جزاک اللہ آپ نے بہت مفید باتیں بتائیں۔

جواب: آپ میرے لئے دعا کریں یہ باتیں میرے لئے حال بن جائے اور اللہ تعالی مجھے چلتا پھرتا قرآنی اور مجسم دعوت بنادیں اور اللہ تعالی میری جان اس راہ محبت میں قبول کرلے کہ شہادت کی موت ہی ایمان والے کی اصل معراج ہے۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۳ء

۳۸ آخرت کے عقیدے نے مجھے متاثر کیا

محمد اکرم (وکرم سنگھ) سے ایک دلچسپ ملاقات

ساری دنیا کے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں ہمارے خونی رشتہ کے بھائی بہن ہیں اور اگر ناسمجھی میں نفرت اور ظلم کر رہے ہیں تو ہم تو نبی کے ماننے والے قرآن کے ماننے والے ہیں ہم کو ان تک درد کے ساتھ دعوت پہنچانی چاہئے، خصوصاً ہمارے ملک میں ۳۳ کروڑ سے زیادہ دلت کہلانے والے وہ لوگ آباد ہیں جن کو مذہب کے ٹھیکے داروں نے اچھوت کہہ کر ذلیل کیا ہے ان میں کام بہت آسان ہے وہ لوگ اندر سے ٹوٹے ہوئے ہیں اگر ہم اسلامی مساوات سے ان کے دلوں کو جیت سکیں تو یہ ان پر اور اپنے ملک پر احسان ہوگا۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اکرم : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : اکرم بھائی! قارئین ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : ضرور احمد بھیا آپ ضرور کیجئے۔

سوال : آپ اپنا مختصر تعارف کرائیے؟

جواب : اب محمد اکرم ہے اسلام سے پہلے میرا نام وکرم سنگھ تھا میں میرٹھ ضلع کے ایک گاؤں کا جواب شہر میں آ گیا ہے، رہنے والا ہوں میرے والد صاحب کا نام شری تلک رام ہے، وہ درمیانی درجہ کے ایک کسان ہیں میرے چار بھائی اور تین بہنیں ہیں میں نے

نانک چند کالج سے تاریخ میں ایم اے کیا تھا اس کے بعد ایل ایل بی میں داخلہ لیا تھا دوسرے سال میری زندگی میں کچھ حالات آئے جس کی وجہ سے مجھے درمیان میں تعلیم موقوف کرنی پڑی میں نے ۲؍اکتوبر ۲۰۰۲ء کو اسلام قبول کیا۔

سوال: اسلام کی طرف آپ کی کشش کی وجہ کیا ہوئی اپنے قبول اسلام کے سلسلہ میں تفصیل سے بتایئے؟

جواب: میرا بچپن بڑا عجیب گزرا، میرا گھرانہ بڑا مذہبی ہندو گھرانہ تھا میں جب ذرا بڑا ہوا تو میرے دل و دماغ پر اپنے مالک اور اپنے خدا کی تلاش کا جذبہ طاری ہوا میں اکیلا بیٹھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس سارے سنسار کا بنانے والا کون ہے اور کونسی ذات ہے جو اتنے سارے انسانوں کو پیدا کرنے والی ہے اور سارے انسان بالکل الگ الگ یہاں تک کے ایک ماں ایک باپ کی اولاد بھی بالکل الگ الگ ہیں؟ کوئی کمپنی کار بناتی ہے تو ایک ہی بناتی ہے اور ہمیں نمبر پلیٹ سے پہچاننا پڑتا ہے مگر اس دنیا میں کروڑوں لوگ ایک مالک کے بنائے ہوئے بغیر نمبر پلیٹ کے پہچانے جاتے ہیں ایسا بنانے والا وہ کون ہے؟ سورج نکلتا ہے تو آگ برستی ہے چاند چمکتا ہے تو ٹھنڈی ہوتی ہے اتنا بڑا آسمان بغیر ستونوں کے، بغیر دیوار کے کس طرح ٹکا ہوا ہے، اس کو کون سنبھالے ہوئے ہے؟ انسان کا جسم اس کی آنکھیں، کان، چلنے پھرنے کے لئے پاؤں کیسا پیارا نظام ہے اس کو بنانے والا کیسا عظیم ہے؟ کسی انسان کی آنکھ پھوٹ جائے تو یہ ڈاکٹر پتھر کی آنکھ تو لگا سکتے ہیں مگر اس جیسی آنکھ ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر نہیں بنا سکتے یہ سوالات مجھے اللہ کی بنائی ہوئی ہر چیز سے اس کے بنانے والے کو تلاش کرنے پر مجبور کرتے، میں نے اپنے دل کی تسکین کے لئے مذہب کو سہارا سمجھا۔

پہلے میں مندروں میں جاتا تھا مگر میں دیکھتا تھا کہ اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی

مورتیوں کو لوگ پوجتے ہیں مجھے عجب لگتا، مجھے مورتی کی پوجا کرنے والوں کی عقل پر افسوس آتا، میرے گھر والے مورتیوں کو کھانا کھلاتے ان کو سردی گرمی میں کپڑا اور ہوا کا انتظام کرتے، میں گھر والوں سے کہتا کہ تم ان کو کھلاتے ہو پلاتے ہو مگر ان کو جنگل میں پاخانے کے لئے نہیں لے جاتے وہ مجھے ڈانٹتے اور کہتے یہ تو پاگل ہو گیا ہے اس کی عقل کو بھگوان نے سلب کر لیا ہے۔

ایک بار میں اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ ہری دوار کی نیل کنٹھ پہاڑی پر گھومنے گیا، میں نے وہاں دیکھا کہ مندر پر پولیس کی کافی بھیڑ ہے میں نے لوگوں سے پوچھا یہاں اتنی پولیس کیوں ہے؟ انہوں نے جواب دیا مندر میں بھگوان شیوجی کا سونے کا سانپ رکھا ہے جو بڑا بھاری اور قیمتی ہے اس کی حفاظت کے لئے پولیس ہے کوئی بھگوان کا سانپ چوری کر کے نہ لے جائے اس لئے یہاں ہر وقت پولیس کا پہرہ لگا رہتا ہے، یہ سن کر مجھے بڑا جھٹکا لگا کہ جو شیوجی اپنے سانپ کی حفاظت نہ کر سکتا ہو وہ ان لوگوں کی کیا حفاظت کرے گا؟ جو خود اپنی حفاظت کے لئے پولیس کا محتاج ہے وہ کیسے پوجا کے لائق ہو سکتا ہے؟ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر ان مورتیوں کو حس ہوتی اور ان میں جان ڈال دی جائے تو یہ خود ہماری پوجا کریں کہ ہم ان کے بنانے والے ہیں اور بنانے والے کی پوجا کی جاتی ہے۔

کئی بار اخباروں میں خبریں پڑھتا کہ آج اس مندر میں بھگوان کی چاندی کی مورتی چوری ہو گئی اور آج فلاں مندر سے بھگوان کا ترشول چوری ہو گیا، اس طرح کی باتوں سے میرا دل مندروں سے سخت متنفر ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اپنی مذہبی تسکین کے لئے ست سنگ میں جانا شروع کیا۔

میں ست سنگوں میں جانے لگا میں نے وہاں دیکھا جب گرو مہاراج پروچن

کرتے ہیں تو لوگوں کو کہتے ہیں کہ (موہ مایا) یعنی دنیا کے لالچ سے دور رہو مگر جب کوئی ان کو پانچ سو کا نوٹ دیتا تو بہت خوش ہو جاتے اور جلدی سے جیب میں رکھ لیتے جو لوگ ان کو نوٹ دیتے ان کو پاس بٹھاتے اور جو نوٹ نہ دیتے تو ان کی طرف توجہ بھی نہ دیتے، میرے دل میں بات آئی کہ یہ کیسا دھرم ہے کہ خود تو مال سے پیار کرو اور لوگوں کو دور رکھو، میں نے کچھ گروؤں کے کالے کرتوتوں اور جوان لڑکیوں کے ساتھ ان کے مذاق کو بھی دیکھا، میں نے دیکھا کہ گرو لوگوں کو وصیت کر رہے ہیں کہ ان کی سادھی بنائی جائے ان کو جلایا نہ جائے اور لوگوں کو جلانے سے منع نہیں کرتے مجھے ایسا لگتا تھا کہ یہ اپنے دل میں اسلام قبول کر لیتے ہیں مگر دوسروں کو دور رکھتے ہیں، ان باتوں کی وجہ سے میرا دل ست سنگ سے پھر گیا۔

میں نے ہندو مذہب چھوڑ کر عیسائیوں کی طرف رخ کیا میں نے وہاں بھی حضرت عیسیٰؑ اور مریم کی تصویریں دیکھیں جن کی پوجا ہوتی ہے، خدا کے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے عیسائیوں کو دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی مورتی کی پوجا کرتے ہیں ان سے پرارتھنا کرتے ہیں حالانکہ ان کا ماننا ہے کہ ان کو خود سولی پر چڑھا دیا گیا تھا جس خدا کے لئے خود خدا کو سولی پر چڑھا دیا گیا ہو اس کی پوجا کونسی عقل کی بات ہے؟ بیٹے سے پرارتھنا کرنے کی پرارتھنا کریں خود خدا سے پرارتھنا کیوں نہیں کرتے؟ میرا دل عیسائیت کی طرف سے بھی مایوس ہو گیا ایک روز گرجا گھر سے دکھے دل کے ساتھ واپس آیا تو راستہ میں مجھے جینیوں کے منیوں کا ایک قافلہ ملا۔

چار پانچ ننگے لوگ بے شرمی سے جا رہے تھے راستہ میں ایک جگہ ان کا سواگت ہوتا تھا جوان لڑکیاں ان کے ننگے جسم کو دھو کر پانی پی رہی تھیں میں بہت مایوس ہوا اور میری آتما شرم کے مارے ڈوب مرنے کو چاہی کہ انسان کی بدھی (عقل) اندھے رواجوں کے

سامنے کہاں تک چلی جاتی ہے۔

اسلام کے دروازے پر: سارے دروں سے مایوس ہوکر میں نے اسلام کی کھوج شروع کی، میرے گاؤں میں بہت سے مسلمان رہتے تھے میں نے جیسے جیسے اسلام کو جاننا شروع کیا میرے دل نے کہا کہ یہ پراکرتک دھرم (فطری مذہب) ہے۔

مجھے آخرت کے عقیدہ کے علم نے سب سے زیادہ متاثر کیا دنیا کی ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر چیز کا حساب دینا ہے یہ بات انسان کو انسان باقی رکھنے کے لئے مجھے بہت اچھی لگی، اس دنیا کو چھوڑ کر سب کو جانا ہے اور اپنے مالک کے سامنے اس دنیا میں کئے گئے کرموں (اعمال) کا حساب دینا ہے اس مالک کے سامنے جانا ہے جو سارے جہاں کو بنانے والا ہے ساری دینا کے لوگ اس کے بندے ہیں، یہاں تک کہ اسلام کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے بندے اور ایک انسان ہیں میں نے اسلام کو جاننے کے لئے کچھ مسلمان لڑکوں سے دوستی کرلی میرے ایک دوست فاروق کی نانی کا انتقال ہوگیا، میں ان کے دفن میں شریک ہوا، میں نے قبر میں دفنانے کے طریقے کو دیکھا، مجھے بہت اچھا لگا اور مجھے ہندو مذہب کے مطابق ظالمانہ طریقہ پر جلانے کے مقابلہ میں یہ دفن بالکل سورگ کی طرح لگا، میں گھر جا کر سویا تو میں نے خواب دیکھا دو قبریں ہیں، کچھ اچھے لوگ مجھے دونوں قبریں کھول کر دکھانے لگے، ایک آدمی خوبصورت کپڑوں میں آرام سے سو رہا تھا اور دوسرے کی قبر میں خون تھا، لوگوں نے بتایا کہ سونے والا نیک مسلمان تھا اور خون پیپ والا برا آدمی تھا اس کے بعد اپنے دوست کی نانی کو دیکھا وہ بہت خوبصورت جوان شہزادی سی لگ رہی تھی حالانکہ وہ بہت بوڑھی اور کالے رنگ کی تھی، لوگوں نے بتایا کہ یہ نانی بہت نیک تھی اس کی وجہ سے ان کو خوبصورت بنا دیا گیا، میری آنکھ کھل گئی، اس خواب کے بعد مجھے مرنے کے بعد حالات کا آنکھوں

دیکھی باتوں سے زیادہ یقین ہوگیا اور مجھے روز اچھے اچھے خواب دکھائی دینے لگے،

میرے مسلمانوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے میرے گھر والوں کو مجھ پر شک ہونے لگا انہوں نے مجھے ڈانٹنا شروع کیا میں نے گھر والوں سے کہہ دیا کہ مجھے مسلمان ہونے سے اب کوئی نہیں روک سکتا،

اس کے بعد مجھ گناہ گار پر میرے اللہ نے احسان کیا میرے گاؤں میں ۱۲/اکتوبر ۲۰۰۲ء کو اللہ کے نیک بندے اور انسانیت کے سچے دوست مولانا کلیم صاحب کو بھیج دیا، لوگ مجھے ان کے پاس لے گئے انہوں نے موت کے خوف سے دیر کرنا مناسب نہ سمجھا اور مجھے کلمہ پڑھایا میرا نام پوچھا اور کہا اسلام میں نام بدلنا کچھ ضروری نہیں مگر میں نے ہندوانہ نام بدلنے پر اصرار کیا تو انہوں نے میرا نام محمد اکرم رکھ دیا،

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: ایمان قبول کرنے کے بعد مجھ پر پانچ وقت کی نماز فرض ہوگئی، میں نماز سیکھنے لگا اور نماز پڑھنے مسجدوں میں جانے لگا یہ بات آس پاس کے گاؤں میں پھیل گئی بعض مسلمان بھی ڈرنے لگے میں ان مسلمانوں سے کہتا آپ کیوں ڈرتے ہیں؟ پولیس اگر مجھے مجرم سمجھتی ہے تو میں خود جواب دونگا جب چور خود نہیں ڈرتا تو آپ کو کیا ڈر ہے، میں بالغ ہوں، پوسٹ گریجویٹ ہوں جاہل نہیں، میں نے سوچ سمجھ کر سارے دھرموں کو دیکھ کر فیصلہ کیا ہے، میرے گھر والے مجھے ستانے لگے، مجھ پر سختیاں کی گئیں، میرے والد نے مجھے پانچ پانچ دن کمرہ میں بند رکھا، کمرہ میں بند رہ کر بھی میں نے نماز نہیں چھوڑی میرے دل میں خیال آیا کہ دنیا والے غلط کام کر کے، چوری کر کے جیلوں میں بند ہو جاتے ہیں اور پولیس کی سختیاں سہتے ہیں، میں اپنے مالک کی بہت ہی سچی بات کے لئے اپنے گھر میں بند ہوں میرے گھر والے ہی مجھے مار رہے ہیں یہ سوچ کر مجھے اس پٹائی اور تکلیف میں عجیب مزہ آتا تھا۔

میں ایک روز موقع پا کر گھر سے نکل گیا اور مرکز نظام الدین جا کر چلہ کی جماعت میں چلا گیا، واپس آ کر میں گاؤں میں مسلمانوں کے گھر رہنے لگا، پورے علاقہ خاص طور پر گاؤں میں بہت ہنگامہ ہو گیا میرے خاندان والے مجھے جان سے مارنے کی سوچنے لگے، میں نے عدالت میں اور پولیس میں جان کا خطرہ کے لئے درخواست دیدی، پولیس مجھے پرتاپور تھانے میں لے گئی پولیس افسران نے مجھے ملازمت کا لالچ دیا کہ تمہیں داروغہ بنا دینگے، میں نے کہا دو دن کا داروغہ بن کر پھر ہمیشہ کی دوزخ کی جیل اور سزا سے مجھے کون بچائے گا، مجھے شادی کا لالچ دیا، میرے سامنے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے اور آخرت کے گھر کی کامیابی تھی میرے اللہ نے مجھے ثابت قدم رکھا۔

ایس پی سٹی نے مجھ سے پوچھا تم گاؤں کے علاوہ کہیں دوسری جگہ بھی رہ سکتے ہو؟ میں نے کہا نظام الدین دہلی جا سکتا ہوں وہ مجھے نظام الدین لے گئے مگر وہاں ان لوگوں نے معذرت کر دی، پولیس والے بہت غصہ ہوئے مجھ سے کہا اب ہم تمہارا کیا کریں، میں نے کہا ایک گاؤں پھلت ہے شاید وہ لوگ مجھے وہاں رکھ لیں، دو پولیس والے مجھے پھلت لے چلے، وہ لوگ بھی تھک گئے تھے، بھوکے بھی تھے، کھتولی نہر پر پہنچ کر وہ آپس میں کہنے لگے اس کو مار کر نہر میں ڈال دو اس نے ہم کو ستا کر رکھ دیا میں نے کہا اگر میرے اللہ نے میری زندگی لکھ دی ہے تو ساری دنیا بھی مل کر مجھے مار نہیں سکتی، کہنے لگے چالیس دن میں مسلمانوں نے اس کو مولبی (مولوی) بنا دیا، دیر رات کو پھلت پہنچے، مدرسہ میں مولانا کلیم صاحب موجود نہیں تھے پولیس والوں نے مدرسہ والوں سے کہا کہ اگر آپ لکھ کر دیں کہ آپ اس کی حفاظت کریں گے تو ہم اس کو چھوڑ دیں ورنہ ہم اس کو مار کر نہر میں ڈال جائیں گے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے بھائی الیاس صاحب کو اور بھائی سخاوت کو انہوں نے لکھ کر دے دیا، اللہ کا شکر ہے اب میں خوش خوش پھلت میں رہ رہا ہوں،

ہمارے ابو مولانا کلیم صاحب میرے ماں باپ ہیں، وہ ماں باپ سے بھی زیادہ مجھ سے پیار کرتے ہیں مجھے گھر کی یاد بھی نہیں آتی۔

سوال: اس کے بعد آپ کا گھر والوں سے کچھ رابطہ ہے؟

جواب: میرے والد اور بہت سے رشتہ دار آتے رہتے ہیں اور مجھے اپنے دھرم میں واپس جانے کو کہتے ہیں، پہلے میں ان کو بہت سخت جواب دیتا تھا مگر حضرت مولانا کلیم صاحب نے مجھے بہت سمجھایا کہ گھر والے تمہارے ماں باپ، رشتہ دار سب بڑے ہیں انہوں نے تمہاری پرورش کی ہے ان کا بڑا حق ہے ان کا بڑا ادب کرنا چاہیے اور بہت خدمت اور پیار سے ان کو دوزخ سے بچانے کی فکر کرنی چاہئے، میری سمجھ میں یہ بات آگئی اب جب آتے ہیں تو میں بہت ادب کرتا ہوں وہ ناشتہ بھی کرتے ہیں، کھانا بھی کھاتے ہیں میں ان کے لئے اپنے اللہ سے دعا بھی کرتا ہوں۔

سوال: اس کے علاوہ اور لوگوں میں بھی آپ کچھ دعوت کی فکر رکھتے ہیں؟

جواب: اپنے بھی دوستوں اور رشتہ داروں میں، میں نے دعوت کا کام شروع کیا ہے، اللہ کا شکر ہے، ان میں کئی لوگ مشرف بہ اسلام ہوگئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اور بھی لوگوں کو میرے اللہ ہدایت دیں گے۔

سوال: ارمغان کے قارئین مسلمان بھائیوں سے آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب: میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ ساری دنیا کے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں ہمارے خونی رشتہ کے بھائی بہن ہیں اور اگر نا سمجھی میں نفرت اور ظلم کر رہے ہیں تو ہم تو نبی کے ماننے والے قرآن کے ماننے والے ہیں ہم کو ان تک درد کے ساتھ دعوت پہنچانی چاہئے، خصوصاً ہمارے ملک میں ۳۳ کروڑ سے زیادہ دلت کہلانے والے وہ لوگ آباد ہیں جن کو مذہب کے ٹھیکے داروں نے اچھوت کہہ کر ذلیل کیا ہے ان میں کام بہت آسان ہے

وہ لوگ اندر سے سے ٹوٹے ہوئے ہیں اگر ہم اسلامی مساوات سے ان کے دلوں کو جیت سکیں تو یہ ان پر اور اپنے ملک پر احسان ہوگا۔

سوال : بہت بہت شکریہ، جزاکم اللہ

جواب : آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے مجھے عزت بخشی۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۰۳ء

(۳۹) اسلام کی ہر بات میں انسان کے لئے کشش ہے

جناب شیخ محمد عثمان (ستیش چندر گوئل) سے ایک ملاقات

ہمیں اسلام کی امانت کو پہنچانے کے لئے نکالا گیا ہے اسلام کی ہر بات میں انسانوں کے لئے کشش ہے ہم کچھ نہ کچھ تو اسلامی معاشرت، اسلامی اخلاق بلکہ اسلامی عبادات کو لوگوں کے سامنے دعوت کی نسبت سے ظاہر کریں اب آپ دیکھئے کہ غلط روش اور ہندوستانی طرز سے ہٹ کر محمد عرفان نے ذرا اسلامی حکم کو مانا تو یہ کام نہ صرف یہ کہ میں اور میرے ساتھ کتنے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا، بلکہ خود ان کو دنیاوی لحاظ سے نقصان کے بجائے کتنا نفع ہوا۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد عثمان : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : سیٹھ عثمان صاحب آپ دہلی کب تشریف لائے؟

جواب : مولانا احمد صاحب! آج ہی صبح آیا تھا اور رات میں واپس جانا ہے، مولانا صاحب سے ملنے کو دل کر رہا تھا میں نے فون کیا معلوم ہوا کہ دہلی میں ہیں، مولانا نے بتایا کہ مجھے بھی آپ سے ضروری کام ہے، مجھے پرانی دہلی سے کچھ مال خریدنا ہے، صدر اور چاندنی چوک میں کچھ کام ہو گیا ہے، کچھ شام کو ہونا ہے، میں نے خیال کیا کہ دو پہر میں حضرت سے مل آؤں، حضرت نے بتایا کہ احمد آپ سے ارمغان کے لئے ایک انٹرویو لیں گے۔

سوال :آپ کی ابی سے ملاقات ہوگئی؟

جواب : جی الحمدللہ ہوگئی، اصل میں میں پیر اور شیخ کی حیثیت چارجر کی سی ہوتی ہے، حضرت سے مل کر ایمان کی بیٹری، یعنی اندر دل کی بیٹری چارج ہوجاتی ہے، حدیث میں بھی نیک صحبت کی اتنی فضیلت آئی ہے، یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہی تو تھی کہ صحابہ، صحابہ بنے۔

سوال :آپ نے بالکل سچ فرمایا، آپ نے خود ہی بتایا کہ ابی نے آپ سے فرمایا ہے کہ احمد کو ارمغان کے لئے انٹرویو لینا ہے، اس کے لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں؟

جواب :کیسی بات کررہے ہیں، تکلیف کیسی یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ کسی دینی دعوتی کام میں مجھ گندے کا نام آجائے (روتے ہوئے) ورنہ کہاں میں بت پرست اور کہاں ایمان کی مبارک دولت۔

سوال :آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے۔

جواب :مغربی یوپی کے مشہور ضلع بلند شہر میں، جو راجا برن کی راجدھانی تھی وہاں میری پیدائش ایک تاجر لالہ خاندان میں ہوئی، میرے والد کی ایک کرانہ کی بڑی دکان تھی، میرا نام انہوں نے ستیش چندر گوئل رکھا، میرا ایک چھوٹا بھائی ہے، میرے والد کے انتقال کے بعد میں نے کاروبار سنبھالا، بھائی کو ایک تھوک تجارت کا کاروبار کرایا، اللہ نے خوب کاروبار میں ترقی دی اور والد صاحب کے کاروبار کو ہم نے الحمدللہ بہت بڑھایا، انٹر میڈیٹ تک تعلیم حاصل کی پھر والد صاحب کا انتقال ہوگیا اور آگے تعلیم جاری نہ رکھ سکا اور کاروبار سنبھالنا پڑا، میری شادی مظفر نگر کے ایک بڑے تاجر گھرانے میں ہوئی بیوی بہت شریف خاتون ہیں، وہ پوسٹ گریجویٹ ہیں، ہمارے دو بیٹے اور ایک بیٹی تین بچے اللہ نے دیئے ہیں، والدہ میرے ساتھ رہتی ہیں۔

سوال : اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب : ہمارا خاندان ایک مذہبی ہندو گھرانہ تھا، مذہبی کاموں میں ہم نے اپنے والد کو بہت خرچ کرتے ہوئے دیکھا ہے خصوصاً دان اور بھنڈارے میں تو بہت ہی خوشی سے خرچ کرتے تھے اور ہم نے اس خرچ سے کاروبار بڑھتے دیکھا تو مجھے بھی مذہبی کاموں میں خرچ کا بہت شوق ہوا، اس لئے ہندو مذہب کے علاوہ دوسرے مذہبی کاموں میں بھی خرچ کرتا، کہیں مسجد بنتی یہ سوچتا کہ ہے تو یہ بھی مالک کا گھر، میں ضرور مسلمانوں کے نہ چاہتے ہوئے پیسے دیتا، ہمارے یہاں تبلیغی اجتماع ہوتا میں ذمہ داروں کو تلاش کر کے خوشامد کر کے پیسے دے کر آتا، شاید اللہ کو میرا یہ کام پسند آ گیا اور میرے لئے ہدایت کا فیصلہ ہو گیا۔

سوال : ظاہر ہے کہ ہدایت کا فیصلہ تو اللہ کے یہاں ہوتا ہے، مگر ذریعہ کیا ہوا اور کس طرح آپ مسلمان ہوئے، ذرا بتائیے؟

جواب : ہمارے والد نے ایک مارکیٹ بنائی تھی اور وہ مارکیٹ مسلمانوں کے محلے کے قریب تھی، دس دکانوں میں سے چھ دکانیں مسلمانوں نے کرایہ پر لی تھیں، میرا کاروبار بڑھا، مجھے ایک گودام کی ضرورت تھی، خیال ہوا کہ اس مارکیٹ کو خالی کرایا جائے اور نئے سرے سے نقشہ بنوا کر گودام تعمیر کرایا جائے، ایک بینک نے ہم سے وہ جگہ کرایہ پر لے کر خود تعمیر کرانے کی خواہش ظاہر کی، زبانی معاملہ طے ہو گیا، کرایہ داروں سے پگڑی لے کر دکان خالی کرنے کے لئے کہا گیا، آدھے کرایہ دار راضی ہو گئے جو راضی نہ ہوئے ان کو خالی کرانے کا نوٹس جاری کر دیا گیا، تعمیر چونکہ نئی تھی اس لئے عدالت سے امید تھی ہمارے ایک کرایہ دار سعید احمد چائے کی دکان کرتے تھے اور ایک کرایہ دار نے جنرل اسٹور کر رکھا تھا ان کا نام محمد عرفان تھا، قدرت کا فیصلہ کہ ان کا اسٹور پہلے بہت اچھا چلتا تھا مگر اب کاروبار بالکل ٹھنڈا تھا، مقدمہ کی شروعات ہوئی، سعید احمد محلّہ کی مسجد کے امام صاحب

مولانا معین الدین کے پاس دعا کے لئے گئے، مولانا صاحب حضرت مولانا کلیم صاحب کے مرید ہیں، سعید نے اپنی پریشانی بتا کر دعا کے لئے کہا، مولانا نے ان سے معلوم کیا کہ کرایہ داری میں وقت کتنا طے ہوا تھا، انہوں نے کہا کہ معاملہ گیارہ مہینے کا ہوا تھا پھر ہر سال تازہ ہوتا رہتا ہے اب تین سال سے کرایہ نامہ پر تجدید بھی نہیں ہے، مولانا صاحب نے معلوم کیا کہ زبانی بھی کوئی معاملہ طے نہیں ہوا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، مولانا صاحب نے کہا کہ لالہ جی دکان کے مالک ہیں اور آپ ان کی دکان دبانا چاہتے ہیں، میں تو لالہ جی کے حق میں دعا کروں گا، تم تو غاصب ہو تمہارے حق میں دعا کیسے کر سکتا ہوں؟ سعید صاحب بے چارے مایوس ہو کر واپس آ گئے۔

محمد عرفان انہیں کے مقتدی ہیں انہوں نے مولانا سے مشورہ کیا کہ لالہ جی نے پہلے زبانی دکان خالی کرنے کے لئے کہا اور اب نوٹس بھیجا ہے، دکان یوں بھی بالکل ٹھپ ہے، کیا کیا جائے؟ مولانا نے ان سے بھی معاملہ اور معاہدے کی تفصیلات معلوم کیں، مولانا نے ان سے بہت سختی سے کہا کہ وہ دکان فوراً خالی کر دیجئے، اگر یہاں کی عدالت میں آپ کے حق میں فیصلہ ہو بھی گیا تو آخرت کی عدالت میں آپ بہت برے پھنسیں گے، نہ جانے ہم کیسے مسلمان ہوتے ہیں کہ نماز میں تو مسلمان ہوتے ہیں اور کاروبار میں ہم مسلمان نہیں رہتے، واقعی ہمارے حضرت سچ کہتے ہیں، ایک جملہ میں تقریر کر رہے تھے: **لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عهد له**" یہ فرمان ہمارے پیارے نبی ﷺ جمعہ کے ہر خطبہ میں ارشاد فرماتے تھے اور جب معاہدہ گیارہ مہینہ کا ہوا ہے تو پھر ایک دن بھی بغیر لالہ کی اجازت کے دکان پر رہنا غاصبانہ قبضہ، جرم سراسر بے ایمانی ہے، میری رائے ہے کہ آپ فوراً دکان خالی کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کے کاروبار کو اور اچھا چلائیں گے۔

محمد عرفان یوں بھی اسٹور چھوڑنے کو تھے، مولانا صاحب کی بات سے ان پر

بہت اثر ہوا اور اگلے روز دکان سے سامان اٹھانے لگے، میں ڈر گیا ہمارے یہاں ایک مشہور بدمعاش تھا، لوگ زمینوں اور مکانوں کے معاملہ میں اس سے فائدہ اٹھاتے تھے، خالی کرنے کے بجائے اس کو قبضہ دے دیتے تھے، اس سے کسی کو کہنے کی ہمت نہ ہوتی، مجھے ڈر لگا کہ شاید عرفان نے اس کو قبضہ دینے کی بات کرلی ہے، مگر ایسا کچھ نہ ہوا دوسرے روز شام کو محمد عرفان میرے گھر آئے اور بڑے اخلاق سے ملے اور بولے لالہ جی بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اتنے دنوں تک ہمیں کرایہ پر دکان دی، اب میں نے آپ کے حکم سے دکان خالی کردی، خالی کرنے میں جو تاخیر ہوئی اس کے لئے مجھے آپ معاف کردیں۔

میں نے کہا کہ ایک لاکھ روپے پگڑی کے آپ کو لادوں، عرفان بولا نہیں لالہ جی کیسی بات کرتے ہو، پگڑی کیسی دکان آپ کی تھی آپ کے حوالہ، میں ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کوئی بدمعاش تو نہیں آرہا ہے، تھوڑی دیر تک تو مجھے چابی لینے کی ہمت نہیں ہوئی، میں نے معلوم کیا کہ خیریت تو ہے عرفان بولا جی لالہ جی بالکل خیریت ہیں میں نے کہا اتنی جلدی کوئی دکان خالی کہاں کرتا ہے، مجھے تو یقین نہیں آرہا ہے، عرفان بولا کہ غلطی ہماری ہے کہ ہم نے اسلام کو اپنے معاملہ اور اپنے لین دین سے نکال دیا، اس لئے آپ کو اسلامی معاملہ ہوتے دیکھ کر یقین نہیں آرہا ہے، میں نے پھر کہا کہ پہلے تو آپ نے دکان خالی کرنے کے لئے منع کردیا تھا، عرفان نے بتایا کہ میری غلطی تھی، میں مسجد کے امام صاحب کے پاس گیا انھوں نے مجھے بہت دھمکایا اور اسلامی ضابطہ بتایا اور سمجھایا کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بڑی عدالت میں بہت برے پھنسو گے اور مولانا صاحب نے جو انہیں کہا وہ سب مجھے بتایا، میں نے کہا کہ آپ مولانا صاحب سے مجھے ملادیں گے؟ انھوں نے کہا کہ ابھی چلئے کہ میں نے اسکوٹر اسٹارٹ کیا، عرفان کے ساتھ مسجد میں پہنچا، مولانا کتاب پڑھ رہے تھے، مسجد کے کمرے میں ان سے ملاقات ہوئی، میں نے امام صاحب سے کہا کہ

مولانا آپ نے عرفان کو دکان خالی کرنے کے لئے کیسے کہا، مولانا نے کہا کہ ہمارے دین اور ہمارے قرآن نے ہمیں یہ قانون بتایا ہے، میں نے حیرت سے یہ سوال کیا کہ مولانا آپ کے دھرم میں کرایہ داری کا قانون بھی ہے، امام صاحب نے کہا ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں کھانا کس طرح کھاتا ہے، کھانا کھا کر انگلیاں چاٹنی ہے تو اس میں کیا ترتیب ہوگی، ناخن کاٹتے ہیں تو کس طرح یعنی کون سا ناخن سب سے پہلے کون سا اس کے بعد یہ تک بتایا ہے، میں نے کہا پھر یہ قانون تو صرف مسلمانوں کے لئے ہے یا ہم بھی اسے جان سکتے ہیں، مولانا صاحب نے کہا یہی تو ہمارا سب سے بڑا جرم ہے کہ ہم نے آپ تک نہیں پہنچایا، اسلام کا قانون اور قرآن صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ اس کا ماننا ہر انسان کے لئے ضروری ہے اور ہمارے ذمہ ہمارے اللہ نے اسے سب تک پہنچانا رکھا تھا، ہم نے غفلت کی اور اس جرم میں ساری دنیا کے مسلمان ذلیل ہو رہے ہیں، میں نے کہا کہ تو پھر آپ نے ہمیں کیوں نہیں پہنچایا، مولانا نے کہا کہ یہی تو غلطی ہے اب آپ تشریف رکھئے کہ میں آپ کو بتانا چاہوں، میں بیٹھ گیا سردیوں کی رات تھی مولانا نے چائے منگوائی اور بات شروع کی چلتے وقت کتابیں بھی دیں، میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میں روزانہ آپ کے پاس دس پندرہ منٹ کے لئے آسکتا ہوں، مولانا نے کہا کہ شوق سے۔

میں پابندی سے مولانا صاحب کے یہاں جاتا رہا وہاں سے اٹھنے کو دل نہ کرتا، بس ان کے آرام کے خیال سے اٹھ کر آجاتا، پانچویں روز میں نے مولانا صاحب سے مسلمان ہونے کی درخواست ظاہر کی، ۱۱؍جنوری ۱۹۹۴ء کو عشاء کے بعد مولانا نے مجھ کو کلمہ پڑھایا، وہ روزانہ اپنے حضرت مولانا کلیم صاحب کا ذکر کرتے، ہم نے اسی روز حضرت سے ملنے کا پروگرام بنایا اتوار کے روز پھلت پہنچے، مولانا صاحب ہم سے مل کر بہت خوش ہوئے، میرا نام اسی روز محمد عثمان رکھا اور مولانا نے بتایا کہ حضرت عثمان ہمارے نبی ﷺ

کے بہت پیارے ساتھی تھے بڑے تاجر تھے اور دوان بہت کرتے تھے اس لئے میں آپ کا نام محمد عثمان رکھتا ہوں، مولانا نے مجھے ماں اور بچوں پر کام کرنے کو کہا اور بہت تاکید کی کہ گھر والوں کے ساتھ آپ کا رویہ تبدیل ہونا چاہیے اب آپ ان کا بہت خیال کیجئے ان پر خوب خرچ کیجئے گھر والوں پر خرچ کرنے میں، میں ذرا احتیاط تھا، مولانا نے کہا، وقت بھی زیادہ دیجئے اور محبت کا اظہار چاہے تکلف سے زبردستی کرنا پڑے، آپ کیجئے اور محبت کے ساتھ ان سے مرنے کے بعد کی آگ سے بچنے کی فکر کے لئے کہئے، ایک دفعہ گھر والوں کو بٹھا کر ذرا درد کے ساتھ آپ کی امانت ان کو پڑھ کر سنایئے بلکہ ایسا کیجئے کہ ایک روز گھر میں گھر والوں کی پسند کی کچھ چیزیں کھانے کی لایئے، مزے سے ساتھ کھایئے اور پھر آپ کی امانت سنایئے، پہلے ان کو آمادہ کر لیجئے جب وہ خود کہیں کہ سنایئے تو پڑھئے، پھر مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ تھوڑی تھوڑی پڑھئے۔

سوال: تو آپ نے پھر کام کس طرح کیا؟

جواب: میں گھر آیا، سب گھر والوں کے گرم کپڑے نئے تین تین، چار چار خریدے، ماں اور بیوی کی کئی کئی شالیں لیں، جوتے اور موزے اچھے خریدے، روزانہ گھر میں کچھ لے کر آنے لگا، گھر والے حیرت کرتے ایک روز بیوی کے بہت معلوم کرنے پر میں نے بتایا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اسلام کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو اور جو مال حلال کمائی سے اپنے بال بچوں پر خرچ ہو، وہ اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے، بیوی کو اسلام سے دلچسپی بڑھی، ایک روز میں نے گھر والوں سے کہا کہ آج کھانا گھر نہیں پکے گا میں لیکر آؤں گا، میں ایک اچھے ریسٹورینٹ سے بہت سارے کھانے لے کر آیا، مزے لے کر گھر والوں نے کھایا پھر میں نے ان سے کہا کہ انسانیت کے بہت سچے پریمی (محبت کرنے والے) کی ایک بھینٹ میں لے کر آیا

ہوں، دیکھو نام بھی کتنا پیارا ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' آج ہم یہ سنیں گے، اسے کون پڑھے گا؟ میری بیوی نے کہا میں پڑھوں گی، میں نے کہا کہ آپ پڑھئے، پڑھتے پڑھتے وہ رونے لگی، وہ پڑھ نہ سکی تو میں نے کتاب لی اور پڑھنا شروع کیا، پوری کتاب میں نے پڑھی، میری ماں بھی کئی بار روئی، میں نے ماں سے کہا: ماں! کیا ارادہ ہے؟ اب نرک میں جلنے کا، یا بچنے کا؟ ماں نے کہا کہ ایک تنکا تو ہاتھ پر رکھ نہیں سکتے، نرک میں کیسے جلیں گے؟ کتاب میں بالکل سچ لکھا ہے، میں نے کلمہ پڑھنے کی درخواست کی، اللہ کا کرنا وہ تیار ہو گئیں، پھر کیا تھا میری بیوی اور میرے تین بچے جو چھوٹے تھے، سب نے ملکر میرے کلمہ پڑھنے کے گیارہویں روز کلمہ پڑھ لیا، میں ان کو لے کر اگلے پیر کو پھلت پہنچا، مولانا صاحب نے میری والدہ کا نام آمنہ اور میری اہلیہ کا زینب، دونوں بیٹوں کا محمد حسن اور حسین اور بیٹی کا نام فاطمہ رکھا، مولانا بہت خوش ہوئے ہمارے امام صاحب کو اور مجھے بار بار دعا دیتے رہے۔

سوال : آپ نے اپنے خاندان والوں میں فوراً اعلان کر دیا؟

جواب : مولانا نے سختی سے اعلان کرنے سے منع کر دیا تھا، کیونکہ ہمارے گھر میں سب ساتھ تھے، اس لئے ابتدا میں کچھ مشکل نہ ہوئی، سن ۱۹۹۲ء کے حالات تو آپ جانتے ہیں، آخری درجہ میں آگ لگی ہوئی تھی، بابری مسجد کی شہادت کو ابھی ایک مہینہ ہوا تھا، ایک سال کے بعد رفتہ رفتہ لوگوں میں بات کھل گئی، خاندان والوں نے بہت مخالفت کی، ہندو تنظیموں نے بہت دھمکیاں دیں، بہت مرتبہ زیادتیاں کیں، سسرالی لوگ میری بیوی اور بچوں کو اٹھا کر لے گئے ان پر بھی بہت سختیاں کیں، میں نے جماعت میں جا کر اور پھر گھر میں حیاۃ الصحابہؓ اور حکایت الصحابہؓ پڑھنی شروع کر رکھی تھی، میری بیوی، بچوں کو سناتی تھیں اللہ کا شکر ہے کہ ان سختیوں سے ہم سبھی کو فائدہ ہوا۔

سوال: کچھ خاص واقعات کی تفصیل سنائیے، اپنی بتا رہے تھے کہ آپ پر بڑے حالات آئے؟

جواب: اصل میں احمد بھائی! میرا تجربہ ہے کہ جب میں ان حالات کا ذکر کرتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے آپ اپنی پونجی کم کر رہا ہوں، دل کو ان کا ذکر اچھا نہیں لگتا، آدمی کے زندگی بھر کیڑے پڑیں، اس کی کھال اتاری جائے اور اس کے جسم کی بوٹی بوٹی کر کے بھی، اس زمانے میں جب ایمان جانے کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ کسی خوش قسمت کو ایمان عطا فرما دیں تو بھی کتنا انعام ہے اور سودا کتنا سستا ہے، پھر میرے ساتھ تو بہت کم ہوا، میرے اللہ نے مجھے اتنے سستے داموں بلکہ مفت میں ایمان دے دیا، پھر میں چند سالوں کی مشکلوں کا ذکر کروں تو ایسا لگتا ہے کہ یہ کریم آقا کی غیروں کے سامنے شکایت کرنا ہے، جبکہ یہ بات بھی ہے کہ خاندان والوں اور ناسمجھوں کی طرف سے ہر مشکل اور تکلیف سے میں نے اور گھر والوں نے اپنے ایمان کو بڑھتا دیکھا، مجھے ہر تکلیف اور مشکل کے وقت صاف محسوس ہوتا کہ میرے پیارے اللہ میاں، بڑی محبت سے مجھے قربانی دیتے دیکھ رہے ہیں اور اس احساس میں احمد بھائی مجھے تکلیف کے بجائے ہمیشہ مزہ آتا تھا۔

سوال: بعد میں آپ نے ہجرت بھی کر لی تھی؟

جواب: حضرت کے مشورہ کی وجہ سے میں نے غازی آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی مگر بعد میں حالات اچھے ہو گئے اور کچھ دعوتی مصلحتوں کی وجہ سے واپس آ گیا ہوں۔

سوال: کیا محمد عرفان کو آپ نے وہ دکان، دوبارہ واپس کرایہ پر دے دی تھی؟

جواب: مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ کرایہ دار اور یہ مارکیٹ میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بن گئی ہے، اس لئے میں نے نئی تعمیر کا ارادہ ملتوی کر دیا اور محمد عرفان کو دکان کی چابی واپس کی اور کہا کہ میری زندگی بھر کے لئے دکان آپ کے پاس رہے گی اور ایک لاکھ روپے قرض

حسنہ کے طور پر کاروبار کے لئے دیئے، الحمدللہ ان کا کاروبار چل گیا اور اللہ کا کرنا سعید صاحب کے خلاف عدالت نے دکان خالی کرنے کا حکم جاری کردیا، وہ مولانا معین الدین صاحب کے بہت معتقد ہوگئے ہیں کہ مولانا لالہ جی کے حق میں دعا کے لئے کہا تھا، اللہ نے لالہ جی کے حق میں فیصلہ کروادیا، بار بار مولانا صاحب سے معذرت کرتے اور مجھ سے بھی معافی مانگتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے قانون کو نہیں مانا اب آپ کو مقدمہ میں خرچ کرنا پڑا وہ آپ ہم سے لے لیجئے، میں نے ان کو بھی دکان واپس دے دی ہے۔ الحمدللہ

سوال: میں نے سنا ہے کہ آپ نے بعد میں اورلوگوں پر بھی دعوت کا کام کیا ہے؟

جواب: بس اللہ نے مجھے اپنے ہدایت یاب ہونے والے بندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنالیا، ورنہ میں کہاں اور دعوت کا عظیم کام کہاں، اصل میں، میں نے ایک بھٹہ لگایا تھا، بھٹہ میں آگ چھوڑنے کے لئے یعنی افتتاح کے لئے میں نے حضرت سے درخواست کی، مولانا صاحب نے علی گڑھ کے ایک سفر میں وعدہ فرمالیا، پھر مجھے ان مزدوروں پر کام کے لئے کہا اور کہا کہ بھٹہ میں دہکتی آگ سے آپ دوزخ کو اچھی طرح سمجھا سکتے ہیں، الحمدللہ آٹھ سالوں میں ایک سو سے زیادہ مزدور مسلمان ہوگئے ہیں اور الحمدللہ میں نے ۸۶ لوگوں کے چلے بھی لگوادیے ہیں اس کے علاوہ بھی ادھر ادھر اللہ نے مجھ گندے کو ہدایت کا ذریعہ بنادیا ہے۔

سوال: خیر کے کاموں میں خرچ کا بھی آپ کو بہت شوق ہے؟

جواب: اصل میں سچ بات تو یہ ہے کہ ہم چوکیدار ہیں مال ہمارے پاس امانت ہے جس کے پاس زیادہ مال ہو وہ زیادہ خطرے میں ہے، اللہ کے یہاں حساب دینا ہے جو مال ہم خرچ کردیں وہ ہمارے پاس امانت کے بجائے ملکیت ہوجاتا ہے تو پھر کیسی بے وقوفی ہے کہ امانت کو ہم اپنے آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع نہ کرائیں جب کہ

یہ تجربہ ہے کہ خرچ سے مال اور کاروبار بڑھتا ہے الحمدللہ میں حضرت سے بیعت ہوں تو ہم نے اپنے کو ساز و سامان کے ساتھ حضرت کو سونپا ہے دو سال پہلے حضرت نے ایک مدرسہ بھی میرے ذمہ کر دیا ہے الحمدللہ بہت کام بڑھ گیا ہے اللہ پورا کرا رہے ہیں۔

سوال : ارمغان کے قارئین کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب : ہمیں اسلام کی امانت کو پہنچانے کے لئے نکالا گیا ہے اسلام کی ہر بات میں انسانوں کے لئے کشش ہے ہم کچھ نہ کچھ تو اسلامی معاشرت، اسلامی اخلاق بلکہ اسلامی عبادات کو لوگوں کے سامنے دعوت کی نسبت سے ظاہر کریں اب آپ دیکھئے کہ غلط روش اور ہندوستانی طرز سے ہٹ کر محمد عرفان نے ذرا اسلامی حکم کو مانا تو یہ کام نہ صرف یہ کہ میں اور میرے ساتھ کتنے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا بلکہ خود ان کو دنیاوی لحاظ سے نقصان کے بجائے کتنا نفع ہوا۔

سوال : بہت بہت شکریہ سیٹھ محمد عثمان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

جواب : آپ کا بہت بہت شکریہ کہ مجھے ارمغان کے قافلہ میں شامل کرلیا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ڈسمبر ۲۰۰۸ء

۴۰ ایک شرابی کا قبول اسلام

بھائی علاء الدین (راجیشور) سے ایک ملاقات

احمد بھائی مولانا صاحب، پوری دنیا ہدایت کی پیاسی ہے، ہمیں اپنے نبی کا امتی ہونے کا حق ادا کرنا چاہئے، ساری دنیا کے انسان ہمارے نبی ﷺ کے امتی ہیں، ان کو غیر سمجھ کر ہم نے ان تک دین نہیں پہنچایا، یہ بہت بڑا ظلم ہے، مسلمان کو ظالم نہیں ہونا چاہئے، ان تک ان کی امانت نہ پہنچانا بہت بڑا ظلم ہے ہمیں اپنی سی کوشش لوگوں کو دوزخ سے بچانے کی ضرور کرنی چاہئے،

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بھائی علاء الدین : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : بھائی علاء الدین صاحب آج آپ کہاں سے آئے ہیں؟

جواب : سندی گرام سے آیا ہوں، حضرت سے ملنے کو بیتاب ہو رہا تھا، کتنے دنوں سے تو ہم بھی بڑے ہنگامہ میں پھنسے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے رحم کیا، ہمارے حضرت کی دعا کی برکت سے امن ہوا۔

سوال : آپ دو سال پہلے پھلت آئے تھے تو ابی نے کہا تھا کہ ارمغان کیلئے آپ سے انٹرویو لوں، مگر کھتولی کسی ضروری کام سے چلا گیا تھا جب میں واپس آیا تو آپ جا چکے تھے؟

جواب : ہاں بھائی احمد مولانا صاحب، حضرت نے مجھ سے فرمایا تھا اور

میں انتظار کر رہا تھا، مگر پھر مولانا صاحب کا فون آگیا، حضرت نے فرمایا پھر کبھی آؤ گے تو اس وقت انٹرویو دینا۔

سوال : ہر کام کے لئے اللہ نے وقت طے کر رکھا ہے، بس آج ہی کا وقت اللہ نے لکھا تھا، دیر آید درست آید۔ اب آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب : اللہ آپ کا بھلا کرے، مولانا احمد صاحب، میں ہریانہ میں پانی پت ضلع کے ایک گاؤں کے دھینور کا بیٹا ہوں، میرا نام میرے پتا جی (والد صاحب) نے راجیشور رکھا تھا، دو تین کلاس پڑھ کر میں پتا جی کے ساتھ کھیت پر جانے لگا، ہمارے ایک کلّہ زمین تھی اسی میں سبزی بو کر ہمارے والد صاحب گزارا کیا کرتے تھے، میں اپنے والد کا اکیلا بیٹا تھا، میری دو بہنیں تھیں، جو مجھ سے بڑی تھیں۔

سوال : آپ کو مسلمان ہونے کا کیسے خیال آیا اور آپ کس طرح مسلمان ہوئے، ذرا اس کے بارے میں بتائیے؟

جواب : احمد بھائی مجھے اسلام قبول کرنے کا کیا خیال آیا بس میرے مالک کو رحم آگیا اور اس نے بغیر طلب کے مجھے بھی خاندانی مسلمانوں کی طرح اسلام عطا فرمادیا، اصل میں میری دو بڑی بہنیں تھیں، والد صاحب نے ان کی شادی کی اور ان کی شادی کے بعد میری شادی ہوگئی، ہریانہ میں شراب بہت عام ہے، دوستوں کے ساتھ مجھے شراب کی کچھ زیادہ ہی لت لگ گئی، جمنا کے کنارے کچی شراب ذرا سستی مل جاتی ہے، شادی کے تین سال بعد میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا، اگلے سال ماں کا بھی انتقال ہوگیا، ماں باپ کے انتقال کے غم کو بھلانے کے لئے میں نے شراب اور زیادہ کردی، شراب کے نشہ میں دھت میں بالکل ناکارہ ہوتا گیا، میری بیوی بہت ہی بھلی اور محنتی عورت ہے، وہ بیچاری مجھے کہاں کہاں سے اٹھا کر لائی، بے چاری فاقے

کرتی، ایک کے ایک بچے ہوتے رہے، اللہ نے آٹھ بچے، پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں مجھے دیں، اس بیچاری کے لئے زچگی میں ایک پاؤ گھی یا کوئی چیز میں نہ لا سکا، زمین بھی رفتہ رفتہ میں نے شراب میں بیچ دی، میری بیوی بیچاری بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے مزدوری کرتی، بعد میں اس نے کچھ پیسے جمع کر کے گاؤں میں سبزی کی دوکان کھول لی، تقریباً تیس سال اس طرح گزر گئے، میری بیوی بیچاری میرے بچوں کو بھی پالتی اور مجھے بھی کبھی وہاں سے اٹھا کر لاتی کبھی یہاں سے، میری شراب نے اس کی زندگی کو دوزخ بنا رکھا تھا، میں شراب پی کر اس کو مارتا بھی تھا، ہمارے گاؤں میں ایک حافظ صاحب مدرسہ چلاتے تھے، ایک رات میری گھر والی مجھے تالاب کے کنارے سے شراب میں وحشت اٹھا کر لائی، صبح کو وہ بے چاری حافظ صاحب کے پاس جا کر بہت روئی اور ان سے کوئی تعویذ شراب چھڑانے کا دینے کو کہا، حافظ صاحب نے کہا ہمارے حضرت ہیں ہم تمھیں ان سے ملوائیں گے اور دعا کروائیں گے، وہ تعویذ تو دیتے نہیں، دعا کرتے ہیں، مالک کے پیارے بندے ہیں وہ ان کی دعا سنتا ہے، ہمیں امید ہے یہ شراب چھوڑ دے گا، مگر پھر تم سب لوگوں کو مسلمان ہونا پڑیگا، اس بیچاری نے کہا اس کی شراب چھڑا دو تم ہمیں مسلمان چھوڑ اپنا بھنگی بنا لینا، حافظ صاحب نے حضرت صاحب (مولانا محمد کلیم صدیقی) کو فون کیا اور پھلت اس عورت کو لے کر آنے کی اجازت چاہی، مولانا نے اسے لے کر آنے کی اجازت تو نہیں دی، لیکن فون پر حافظ صاحب کو پھلت بلایا، حافظ صاحب نے میری گھر والی کی ساری پریشانی بتائی، مولانا صاحب نے کہا، ایک انسان کی حیثیت سے سب لوگوں کے دکھ درد بانٹنا ہماری ذمہ داری ہے، مگر آپ کو یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ تمھیں مسلمان ہونا پڑے گا، اس کی پریشانی ختم ہو جائے تو اسے آخرت کی پریشانی سے بچانے کیلئے دعوت دینا چاہئے، مولانا

صاحب نے کہا ہم دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ اس غریب کے حال پر رحم فرمائے اور مشورہ دیا ہمارے ایک جاننے والے ڈاکٹر وی سی اگروال شنکر کلینک کے نام سے مظفرنگر میں کلینک چلاتے ہیں، وہ شراب چھڑانے کی دوا دیتے ہیں، وہ میرے پاس آئے تھے انھوں نے مجھ سے کہا، اگر کوئی دین کا نفع ہو تو میں دوا کے پیسے نہیں لوں گا، آپ ان سے ملنے چلے جائیں، ان سے میرا اسلام کہیں اور میرا نام لے کر دوا لے آئیں، وہ کم پیسے لیں گے، حافظ صاحب مظفرنگر گئے ڈاکٹر صاحب مولانا کا نام سن کر بہت خوش ہوئے اور پندرہ دن کی دوا دی اور بہت کوشش کے باوجود دوا کے پیسے نہیں لئے اور بولے مولانا صاحب دین کا بڑا کام کر رہے ہیں، کیا ہم ان کے اتنے کام بھی نہیں آسکتے، حافظ صاحب نے دوا لا کر میری بیوی کو دی اور بتایا کہ حضرت نے دعا کرنے کو کہا ہے اور یہ دوا کھلانے کو بھی کہا ہے، میری بیوی نے چائے دودھ میں وہ دوا دی، ۱۰ ر روز میں میری شراب چھوٹ گئی، یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو حافظ صاحب مجھے اور میری بیوی کو مولانا صاحب سے ملوانے سونی پت لے کر گئے، وہاں ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو مولانا صاحب آتے ہیں، بہت بھیڑ تھی بڑی مشکل سے حضرت سے الگ وقت لے کر ہمیں ملوایا میری گھر والی حضرت کے پاؤں پر گر گئی اور بولی حضرت جی آپ تو ہمارے بھگوان ہیں، مولانا صاحب بہت پریشان ہوئے اس کو اٹھوایا اور سمجھایا کہ بس بھگوان اور خدا تو وہ ہی ہے جس نے ہم سب کو پیدا کیا، اسی کا کرم ہے کہ اس نے آپ کو پریشانی سے نکالا، مولانا صاحب نے ہم سے کہا، جس طرح شرابی کو نشہ میں اپنی خرابی اور برائی کا پتہ نہیں ہوتا، اسی طرح باپ دادوں سے ملے غلط راستوں میں بھی انسان کو اپنی برائی کا احساس نہیں ہوتا، شراب کی برائی سے کروڑوں گنا برائی ہے کہ اس اکیلے مالک کے علاوہ کسی کو بھگوان یا خدا سمجھنا یا کسی اور کی پوجا کرنا اور کسی کے سامنے اپنا ماتھا رکھنا، حافظ صاحب

نے کہا کہ یہ لوگ کلمہ پڑھنے کے لئے آئے ہیں، مولانا صاحب نے کہا کہ شراب اب تو چھوٹ گئی، اب آپ کو ان کو شرابیوں کی سنگتی (صحبت) سے بچانا ہے، اب اس کیلئے کلمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، حافظ صاحب نے ناسمجھی میں کہہ دیا ہوگا کہ مسلمان ہونا پڑے گا، البتہ اپنے مالک کو راضی کرنے اور مرنے کے بعد ہمیشہ کی نرک سے بچنے کے لئے اسلام لاکر مسلمان ہونا ضروری ہے اور یہ فیصلہ انسان کو اندر سے اپنی مرضی سے کرنا چاہئے، وہ بولی نہیں جی ہماری آتما کہتی ہے کہ آپ کی بات سچی ہے، اب یہ اگر شراب نہ بھی چھوڑے، آپ ہمیں مسلمان بنالو، حضرت صاحب نے ہمیں کلمہ پڑھوایا، میرا نام علاء الدین رکھا، میری بیوی کا نام فاطمہ اور بیٹوں کا محمد علیم، محمد سلیم، محمد کلیم، محمد نعیم، محمد نسیم اور بیٹیوں کا شمیمہ، سارہ، ذکیہ، نام رکھ دیئے، میری بیوی کو مشورہ دیا کہ ان کو جماعت میں بھیج دو تو ان کو اللہ کا دھیان اور ڈر پیدا ہو جائے گا پھر ان کو دوا دوبارہ پلانی نہیں پڑے گی، اس نے معلوم کیا کہ کتنا خرچہ ہوگا؟ مولانا صاحب نے بتایا کہ خرچہ زیادہ نہیں ہوگا، ایک ہزار روپے کافی ہوں گے، میری بیوی نے آٹھ سو روپے مولانا صاحب کو دیئے، اس کو آج ہی بھیج دو اور دو سو روپے کا اور انتظام کردوں گی۔

سوال: جماعت میں کہاں آپ کا وقت لگا؟

جواب: پہلے میں مولانا صاحب کے ساتھ پھلت گیا، پھر میرٹھ جا کر کچہری میں سرٹیفکٹ بنوایا اور پھر مرکز نظام الدین سے بہرائچ جماعت میں وقت لگایا، بہار کے ایک مولانا صاحب امیر تھے، انھوں نے مجھ پر بہت محنت کی اور ایک چلہ میں مجھے پوری نماز یاد کرادی، کھانے سونے کے آداب اور جو چھ نمبر ہیں ان کو خوب اچھی طرح میں سنانے لگا۔

سوال: اس کے بعد آپ نے گاؤں میں جا کر کیا کیا، آپ کے خاندان کے لوگوں نے مخالفت نہیں کی؟

جواب: شروع شروع میں لوگ خوش تھے، روز یہاں پڑا ہے وہاں پڑا ہے، اس سے بچ گیا، مگر کچھ دنوں کے بعد پریوار کنبہ والے پریشان کرنے لگے، حافظ صاحب کو ستانے لگے، حضرت صاحب کے مشورہ سے ہم نے گاؤں چھوڑ دیا ایک مدرسہ میں چوکی داری کی اور ایک پرچون کی دوکان کر لی، بچوں کو مدرسہ میں داخل کر دیا، میری بیوی نے کچھ تو حافظ صاحب کی بیوی کے پاس جا کر گاؤں میں نماز سیکھ لی تھی، اب یہاں اسے پوری نماز یاد ہو گئی۔

سوال: آپ کے بچوں کی تعلیم کا کیا ہوا؟

جواب: بچے الحمدللہ حافظ ہو گئے ہیں، ایک بچہ مولویت میں پڑھ رہا ہے، تین ابھی اسکول ہی میں ہیں اور لڑکیاں تینوں مولویت کے مدرسہ میں حضرت صاحب کے مشورہ سے داخل کرادی ہیں، میرا دوسرا بیٹا سلیم درمیان میں پڑھائی سے بھاگ گیا، شیطان نے اسے بہکا دیا، میری بیوی کو سب سے زیادہ اس سے محبت ہے، وہ محبت میں پاگل سی ہوری تھی، میں نے کئی لوگوں سے تعویذ بھی منگایا کاندھلہ سے کسوری بھی لکھوا کرلایا مگر نہ آیا، کسی نے میری بیوی کو بتا دیا کہ اس کو تو تمھارے خاندان والوں نے مار دیا بس اسکا حال اور بھی زیادہ خراب ہو گیا، پریشان ہو کر میں حضرت صاحب کے یہاں پھلت گیا، حضرت صاحب نے کہا یہ تعویذ تو پرانے کمزور اور بیمار مسلمانوں کیلئے ہوتے ہیں، میرے بھائی آپ نئے اور تازہ ایمان والے ہیں یہ سوچ کر میرے اللہ ہر چیز پر قادر ہیں اور وہ میری دعا ضرور سنیں گے، دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دعا کیجئے، کہا کہ آپ کو جماعت میں نہیں بتایا گیا تھا کہ صحابہ دو رکعت پڑھ کر اپنے اللہ سے ہر کام کرا لیتے تھے میں نے پھلت جامع مسجد میں جا کر عشاء کے بعد دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھی اور خوب دعا مانگی یا اللہ صحابہ کے رب آپ ہی تھے اور ہم گندوں کے بھی آپ ہی رب ہیں

اور دینے والے کرنے والے آپ ہی ہیں، لینے والا ہی تو بدلا ہے، دینے والے تو آپ اپنی شان کی طرح ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے، ہمارے بچے کو خیریت سے بھیج دیجئے خوب رو رو کر دعا مانگی، میں تو اللہ میاں آپ سے اپنے بچے کو بلوا کر رہوں گا، کبھی سجدے میں پڑتا کبھی بیٹھ کر دعا کرتا، میرے اللہ کو مجھ پر ترس آگیا وہ تو سننے والا ہے کوئی مانگنے والا تو ہو، صبح آٹھ بجے مولانا صاحب نے بتایا کہ علاء الدین مبارک ہو تمھارے گھر سے فون آیا ہے، تمھارا بچہ سلیم تمھارے گھر آگیا ہے، میں نے خوشی میں اپنی جیب کے سارے پیسے، ایک نابینا پھلت میں آیا ہوا تھا اس کو صدقہ کر دیئے اور کرایہ ادھار لیکر گھر پہنچا، الحمد للہ بچہ موجود تھا، اس کے بعد اس کا پڑھائی میں دل لگ گیا اور اس نے اس سال محراب سنائی، پورے قرآن مجید میں سات غلطیاں آئیں، احمد بھائی مولانا صاحب، بس یہ میرے اللہ کا کرم ہے، کہاں میں کافر اور میرے بچے حافظ ہو گئے، اب دوسری بچی سارہ کو بھی اس سال حفظ شروع کرا دیا ہے۔

سوال: اب آج کل آپ کہاں رہ رہے ہیں؟ نندی گرام کا آپ ذکر کر رہے تھے، وہاں کیوں رہ رہے ہیں؟

جواب: حضرت صاحب نے مجھے کلکتہ کے ایک ٹھیکیدار کے ساتھ کام پر لگا دیا تھا پہلے تو میں مزدوری کرتا تھا، بعد میں اس نے مجھے اسٹور کیپر بنا دیا، نو مسلم ہونے کی وجہ سے وہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں، نندی گرام میں ایک فیکٹری کا انھوں نے ٹھیکہ لیا مجھے بھی وہاں لے گئے اللہ کا کرنا وہاں پر فساد ہو گیا، پچھلے دنوں اخبار، ریڈیو، ٹی وی پر روز وہاں کے جھگڑے کی خبر تھی، کتنے لوگ پولس کی گولی سے مارے گئے، میں بہت پریشان ہوا، ایک سال سے میری بد قسمتی کہ میں حضرت صاحب کو کوئی فون بھی نہ کر سکا حالانکہ میں سچے دل سے ان کا مرید ہوں، جب وہاں حالات زیادہ خراب ہوئے اور ہم

بہت پریشان ہوئے تو میری بیوی نے حضرت صاحب سے دعا کرنے کو کہا، میں نے بہت کوشش کی ایک ہفتہ کے بعد فون ملا مولانا صاحب سفر پر تھے مولانا صاحب نے کہا دو رکعت پڑھ کر صحابہ کی طرح دعا کو کیوں بھول گئے؟ میں نے کہا اجی میری دعا میں کیا رکھا ہے، آپ دعا کیجئے، حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں بھی دعا کروں گا، دینے والا وہ اکیلا ہے کیا تمھاری دعا اس نے سنی نہیں، میں نے کہا اچھا آج ہی دعا کروں گا میں نے عشا کے بعد پھر مسجد میں خوب دعا کی میرے اللہ نے سن لی، ایک دم ایسا امن ہو گیا کہ جیسے کسی نے پانی ڈال دیا ہو، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ آج رات کو دعا کروں گا اور انشاء اللہ کل سے حالات ٹھیک ہو جائیں گے میں صحابہ کی طرح اپنے اللہ سے منواؤں گا، مانگنے والا تو بدلا ہے دینے والا تو وہی ہے جو صحابہ کی سنتا تھا، اس دن سے سارے ساتھی میری بہت عزت کرنے لگے، میں نے کہا بھی کہ میں نے حضرت صاحب کا حکم سمجھ کر دعا کی ہے ورنہ اصل میں تو حضرت صاحب نے دعا کی ہے، میرا تو دعا پر یقین بنانے کے لئے مولانا صاحب نے مجھے حکم کیا ہے، مولانا صاحب سے میں نے فون پر بتایا کہ اللہ نے امن کر دیا اور ساتھی میرے بہت معتقد ہو رہے ہیں، حضرت صاحب نے کہا اگر کچھ غیر مسلم بھی ہوں تو فائدہ اٹھاؤ وہ تمھاری بات محبت سے سنیں گے، ان کو دوزخ سے بچا کر ایمان میں لانے کی فکر کرو میں نے بات کرنی شروع کی اللہ کا شکر ہے کہ چار مزدور، ایک راج (معمار) اور ایک پلمبر مسلمان ہو گئے ہیں۔

سوال: نندی گرام میں تم نے مستقل رہائش کر لی ہے؟

جواب: میں نے الحمد للہ ایک پلاٹ خرید لیا ہے، کچھ پیسے جمع بھی کر لئے ہیں، اللہ کو منظور ہوگا اور میری قسمت میں وہاں کا دانہ پانی ہوگا تو اللہ گھر بھی بنوا دیں گے۔

سوال: جماعت کا کام بھی وہاں کرتے ہو یا نہیں؟

جواب: الحمد للہ تین دن تو مہینے کے میں ضرور لگاتا ہوں، چلہ تو ہر سال نہیں لگ پاتا روزانہ کی تعلیم اور مسجد کا گشت یہاں میں نے شروع کر دیا ہے اور لوگ جڑ رہے ہیں۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ خاص بات، کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: احمد بھائی مولانا صاحب، پوری دنیا ہدایت کی پیاسی ہے، مجھ گندے کو دیکھیں، شراب جیسی نجس چیز ہی میری ہدایت کا ذریعہ بن گئی، ہمیں اپنے نبی کا امتی ہونے کا حق ادا کرنا چاہئے، ساری دنیا کے انسان ہمارے نبی ﷺ کے امتی ہیں، ان کو غیر سمجھ کر ہم نے ان تک دین نہیں پہنچایا، یہ بہت بڑا ظلم ہے، مسلمان کو ظالم نہیں ہونا چاہئے، ان تک ان کی امانت نہ پہنچانا بہت بڑا ظلم ہے ہمیں اپنی سی کوشش لوگوں کو دوزخ سے بچانے کی ضرور کرنی چاہئے۔

سوال: بہت بہت شکریہ علاء الدین بھائی، السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، احمد بھائی مولانا صاحب۔

اللہ حافظ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جنوری ۲۰۰۸ء

(۴۱) امام صاحب کا قرآن مجید زور سے پڑھنا پسند آیا

جناب محمد اکبر (جتیندر کمار) سے ایک ملاقات

ابھی کچھ روز پہلے ہمارے علاقے میں ایک لالہ جی (رام جی لال گپتا) اسلام میں آئے ہیں، انھوں نے رام مندر بنانے اور بابری مسجد شہید کرنے میں ۲۵ / لاکھ روپے اپنی جیب سے خرچ کئے، اللہ کو ان پر ترس آ گیا، شاید وہ رام مندر کو اللہ کی رضا کا ذریعہ سمجھ کر بنوانے کی کوشش کر رہے تھے، اللہ کو ان پر پیار آ گیا، ان کا اکیلا جوان بیٹا ایکسیڈنٹ میں مر گیا، دکان میں آگ لگ گئی خود بھی بیمار رہنے لگے، ان حادثوں سے دل میں خیال آیا کچھ غلطی ہوئی ہے تو دل میں آیا کہ مالک کا گھر ڈھایا ہے اسلام پڑھنا شروع کیا، مسلمان ہونا چاہتے تھے لوگ ڈر کی وجہ سے ان سے ملتے نہیں تھے کلمہ پڑھوانے کو تیار نہیں تھے، حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی نے ایک ساتھی ماسٹر محمد عامر صاحب (جو خود بابری مسجد کی شہادت میں سب سے پہلے کدال چلانے والے تھے) کو بھیجا، کلمہ پڑھوایا، اب ۲۵ / لاکھ روپے خرچ کر کے ایک مسجد اور مدرسہ بنوا رہے ہے مولانا احمد صاحب ایک بیٹا اور کچھ مال اور صحت گنوا کر ایمان آ گیا تو اس کو آپ اللہ کا پیار کہیں گے یا اللہ کا غضب؟

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اکبر : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : بھائی محمد اکبر میرا نام احمد ہے، میں حضرت کا بیٹا ہوں ہمارے یہاں سے ایک ماہنامہ نکلتا ہے، یہ ارمغان کے نام سے ایک اردو میگزین ہے، اس میں اسلام قبول کرنے والے نئے بھائیوں کے قبول اسلام کی کہانیاں چھاپی جاتی ہیں تاکہ مسلمانوں میں

اپنے ان بھائیوں کی فکر پیدا ہو جو مسلمان نہیں ہوئے اور جو چتاؤں کی آگ کے راستے سے نرک کی طرف جارہے ہیں اور دوسرے غیر ایمان والے بھائیوں کے لئے بھی اسلام کی طرف آنے کا ذریعہ بنے، مجھے ابی نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ سے انٹرویو لوں، کیا آپ اس وقت کچھ باتیں بتائیں گے؟

جواب: بھائی احمد صاحب! آپ شاید مولانا صاحب ہیں، مجھے معاف رکھئے، ایک تو میں اس لائق کہاں ابھی مجھے مسلمان ہوئے چند دن ہوئے ہیں، مجھے تو ابھی اس میں بھی شک ہے کہ میں مسلمان ہو بھی گیا ہوں یا نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ اب میں نے اپنے آپ کو حضرت کو سونپ دیا ہے، دس دن پھلت رہنے کے بعد کل اللہ نے کرم کیا کہ ملاقات ہوئی، ایک روز سرسری ملاقات ہوئی تھی، حضرت نے مجھ سے کہا تھا، آپ کو سب سے پہلے جماعت میں جانا ہے، اس کے علاوہ کچھ سوچنا بھی نہیں، اب میں حضرت کا حکم مانوں گا، پہلے جماعت میں جاؤں گا پھر کچھ اسلام بھی میرے اندر آجائے گا، شاید کچھ ایمان بھی بن جائے، تب آنے کے بعد آپ مجھ سے معلومات کر لیجئے۔

سوال: نہیں نہیں! کبیر بھائی! میں تو آپ کو جانتا بھی نہیں، ابی نے ہی مجھے بھیجا ہے، میں آپ سے جھوٹ نہیں بول رہا ہوں؟

جواب: نہیں مولانا احمد بھائی مجھے معاف کریں، میرے حضرت مجھے کہیں، تو میں آپ سے کچھ کہہ سکتا ہوں۔

سوال: اچھا میں فون پر بات کروادوں؟

جواب: جی اچھا، حضرت سے اجازت دلوادو (فون کرتے ہیں تو فون بند ملتا ہے) اچھا مولانا وصی صاحب سے بات کروادوں؟ آپ ان پر تو یقین کریں گے، ہاں وہ ہی تو حضرت سے ملوانے گئے تھے، ٹھیک ہے ان سے بات کروادیں، مولانا وصی صاحب کا

فون مل جاتا ہے، مولانا صاحب آپ نے مجھے اکبر کا انٹرویو لینے کے لے بھیجا تھا مگر یہ منع کر رہے ہیں، آپ ذرا ان سے بات کر لیجئے۔

جواب: جی مولانا صاحب، حضرت نے ہمیں کہا تھا پہلے جماعت میں جانا، اس سے پہلے کچھ سوچنا بھی نہیں، اب ہم حضرت کے حکم کے بغیر کیسے کچھ کریں؟

سوال: حضرت سے بات ہو گئی تھی، ان کو حضرت نے ہی بھیجا ہے، آپ ان کو انٹرویو دیدیں، میں ذمہ دار ہوں۔

جواب: جی اچھا۔

سوال: مولانا دیکھئے برا مت مانئے گا، جب آدمی نے اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دیا تو مکمل سپرد کرنا چاہئے، اس سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے سامنے ارپن کرنا (سپرد کرنا) آئے گا، اب آپ بتایئے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرایئے؟

جواب: میرا نام جتندر کمار تھا، میں لکھنؤ کے قریب یوپی کے ہردوئی ضلع کے ایک گاؤں میں ۲۲/سال پہلے پیدا ہوا، میرے والد کسان تھے، ابتدائی تعلیم اسکول میں ہوئی، ہائی اسکول کیا، انٹر مکمل کرنے سے پہلے تعلیم چھوڑ دی، میرے بھائی بہن اور بڑا خاندان ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا واقعہ ذرا تفصیل سے سنایئے؟

جواب: ہمارے قصبہ اور علاقہ میں مسلمان ہیں مگر نام کے اور بدعتی اکثر ہیں، لیکن کچھ مسجدوں میں تبلیغ کا کام ہوتا ہے، وہاں مسجد میں جب نماز ہوتی تو صبح اور رات کو امام صاحب زور زور سے قرآن مجید پڑھتے تھے، میں ایک روز مسجد کے پاس سے گزر رہا تھا تو مجھے قرآن کی آواز آئی، آواز اتنی اچھی تھی کہ میں دروازے کے باہر کھڑا ہو گیا، دیر تک سنتا

رہا، صبح کو گھر سے جب اپنے گھر کی طرف جاتا تھا تو صبح کو امام صاحب لمبی نماز پڑھاتے، قرآن کی آواز میرے دل کو بہت چھوتی تھی، کئی بار میری آنکھوں سے آنسو بہتے تھے، میرے دل میں اندر سے کوئی کہتا تھا کہ یہ کس قدر سچا کلام ہے، جو دل پر اتنا اثر کرتا ہے، بغیر سمجھے اس کا جب اتنا اثر ہے تو یہ مسلمان جب سمجھتے ہوں گے تو ان پر کیا حال ہوتا ہو گا، ہماری مسجد میں جماعت والے گشت کرتے تھے، میں نے ایک حافظ صاحب کو گشت میں روکا اور کہا کہ حافظ صاحب جماعت کا کام تو بہت پرانا ہے، یہ تو حضرت محمد صاحب (ﷺ) کے زمانے سے ہے، کیا حضرت محمد صاحب منھ دیکھ کر بلاتے تھے اور اسلام کی بات بتاتے تھے کہ مسلمان کو دیتے ہوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں کو یا وہاں یہودی ہوتے ان کو نہ دیتے ہوں، ہمارے مسلمان ساتھی تو یہ کہتے ہیں کہ اس وقت شروع میں تو کوئی مسلمان تھا ہی نہیں، تو حضرت محمد صاحب تو عیسائیوں اور یہودیوں کو ہی دعوت دیتے ہوں گے۔ آپ ہندوؤں کو کیوں مسجد کی طرف نہیں بلاتے اور انھیں اسلام کے بارے میں کیوں نہیں بتاتے، میں روزانہ قرآن سنتا ہوں تو محبت میں پاگل سا ہو جاتا ہوں، بغیر جانے اور سمجھے جب اس میں اتنا اثر ہے اور آنند (مزہ) آتا ہے تو سمجھ کر مجھے کتنا مزہ آئے گا، وہ بولے ابھی اصل میں مسلمان ہی بگڑے ہوئے ہیں، ہم پہلے ان کو تو سنوار لیں، ہمارے بڑوں کی طرف سے اجازت نہیں ہے، ہاں ہندوستان کے باہر جماعت والے مسلمانوں کے علاوہ سب کو بھی دعوت دیتے ہیں، میں نے ان سے کہا کہ کام تو ہمارے دیش نظام الدین سے چل رہا ہے، مگر ہمارے دیش کے ہندو تو محروم اور باہر دیش کے لوگ فائدہ اٹھا ئیں، اللہ کے سامنے جب جاؤ گے تو کیا وہاں یہ سوال ہوگا کہ ہندوستان کے بڑوں کا کہنا کیوں نہیں مانا، یا یہ سوال ہوگا کہ حضرت محمد ﷺ کی طرح سب کو دعوت کیوں نہیں دی۔

سوال: آپ کو یہ بات کیسے معلوم تھی کہ یہ کام حضرت محمد ﷺ نے کیا اور ان کے

زمانے میں کوئی مسلمان نہیں تھا اور یہ کام نظام الدین سے شروع ہوا؟

جواب: اصل میں ہمارے گھر کے پاس مسجد میں جماعت کا کام ہوتا ہے، ہمارے پڑوس میں کئی لوگ جماعت سے جڑے ہوئے ہیں، سب سے زیادہ میرا اسکول کا ایک ساتھی ہے صدام، وہ جماعت میں لگ گیا ہے اس نے داڑھی بھی رکھ لی ہے، اس سے میری بہت پکی دوستی ہے، اس سے میں ہر وقت اسلام اور جماعت کے بارے میں پوچھتا رہتا ہوں، جب اسے کوئی بات نہ آتی تو حافظ جی سے ملواتا تھا۔

سوال: کیا وہ آپ کے سب سوالوں کا جواب دیدیتے تھے؟

جواب: وہ سب سوالوں کا جواب نہیں دے پاتے تھے بلکہ ان کے جواب سے میرے دل میں اور سوال کھڑے ہوتے تھے، میں نے ایک بار صدام کو گشت کرتے ہوئے پکڑ لیا لکھنؤ سے جماعت آئی ہوئی تھی، امیر صاحب بھی گشت میں تھے، میں نے ان سے کہا آپ لوگ صورت دیکھ کر صرف مسلمانوں کو کیوں دعوت دیتے ہو؟ یہ بات ہزاروں ہندو بھائیوں کو کیوں نہیں بتاتے ہو، امیر صاحب نے جواب میں کہا کہ ابھی مسلمان ہی بہت بگڑے ہوئے ہیں، پہلے ہم ان کو سنوار دیں، میں نے کہا کہ جب اللہ کے سامنے مرنے کے بعد کھڑا ہونا پڑے گا تو ہم اللہ سے کہہ دیں گے: مالک! یا تو آپ ہمیں اپنے محبوب نبی کے زمانے میں پیدا کرتے، نہیں تو پھر آپ ہمارے ساتھیوں کو پکڑیں، یہ صدام اور جماعت والے ہمارے ساتھ رہتے ہیں، ہمارے محلہ میں تبلیغ کا کام کرتے ہیں مگر ہمیں نہیں بتاتے، ہماری کیا خطا؟ جب آپ نے ہمارے لئے بتانے والوں کا انتظام نہیں کیا۔ ہمیں یقین ہے یا تو آپ ہمیں اسلام کے بارے میں بتایئے، ورنہ اللہ ہمارے بدلے آپ کو پکڑیں گے، امیر صاحب مولانا صاحب تھے، انھوں نے کہا، اس کے لئے ہمارے دوسری جماعت والے کام کر رہے ہیں، آپ ایسا کریں موقع لگا کر پھلت چلے

جائیں، وہاں پر مولانا وصی صاحب اسی ضلع کے رہنے والے ہیں، مدرسے جا کر ان سے مل لیں، وہ آپ کو مولانا کلیم صاحب سے ملوادیں گے، میں نے ان سے پتہ معلوم کیا اور اگلے روز ماتا پتا سے کہہ کر کہ ہم جماعت میں جارہے ہیں چلا آیا۔

سوال : کیا ان کو معلوم تھا کہ آپ مسلمان ہونے کے لئے جارہے ہیں؟

جواب : نہیں ان کو معلوم نہیں ہے کہ جماعت کیا ہوتی ہے، البتہ وہ سمجھتے ہیں یہ کوئی بھلا کام ہے، یہ لوگ نماز کی طرف مسلمانوں کو بلاتے ہیں۔

سوال : اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب : میں پھلت آیا، مولانا وصی صاحب سے ملا، مولانا نے مجھے ''آپ کی امانت'' کتاب دی، وہ میں نے چار دفعہ پڑھی اتفاق سے حضرت مولانا کلیم صاحب، شام کو دیر میں باہر سے آگئے، انھوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور قاری صاحب کو بلا کر سپرد کیا کہ ان کو نماز اور قاعدہ وغیرہ پڑھاؤ، میں نے پڑھنا شروع کیا، الحمدللہ ۱۵ر دن میں قاعدہ پڑھ لیا، نماز یاد کر لی۔

حضرت کے لگاتار سفر کی وجہ سے میں شدت سے ان سے ملنے کے لئے بے چین تھا، میں نے محسوس کیا کہ حضرت سے ملنے کے لئے وہاں رہنے والے بھی لوگ ایسا انتظار کرتے ہیں جیسے جانور اپنے چارہ ڈالنے والے مالک کا، خانقاہ میں رہنے والے سبھی مسلمانوں کا حال یہی دیکھا، کتنی مشکل سے کوئی پہنچا، کسی نے بے عزت کر دیا، کسی نے مار کھائی، مگر حضرت سے مل کر جیسے دھوپ سے چھاؤں میں آگیا ہو، چاہے مہینوں میں ملاقات ہو مگر ایک ملاقات کے بعد جیسے سارے زخموں پر مرہم نہیں، سارے زخم ٹھیک ہوگئے ہوں، ہر آدمی حضرت کے بارے میں یہ سوچتا ہے کہ مجھ سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتے، دو ہفتوں کے بعد حضرت پھلت آئے، اندر ایک ایک کو بلایا مجھ سے حال پو

چھا، گلے لگایا دوبار گلے لگایا اور جماعت میں جانے کا پروگرام بنایا، صبح کو میں نے قانونی کاغذات بنوائے، وکیل نے مجھ سے پوچھا تمھارا اسلامی نام کیا ہے؟ حضرت نے تو بتایا تھا کہ نام بدلنا کچھ ضروری نہیں، ہمارے نبی ﷺ سب کے نام نہیں بدلتے تھے، تم بدلنا چاہو تو جو نام تمھیں اچھا لگے رکھ لینا، میں نے وکیل صاحب سے کہا مجھے اذان میں اللہ اکبر بہت اچھا لگتا ہے، کیا محمد اکبر میرا نام ہوسکتا ہے، انھوں نے کہا مسلمانوں کا نام محمد اکبر ہوتا ہے، اکبر بادشاہ کا نام تو آپ نے سنا ہوگا، میں نے کہا تو بس اذان سے نام ہو جائے گا، موذن سب کو نماز کے لئے بلاتا ہے، اسی دعوت میں میرا نام آیا کرے گا، آپ میرا نام محمد اکبر رکھ دو۔

سوال: آپ نے آنے کے بعد گھر فون نہیں کیا؟

جواب: اصل میں حضرت نے بھی فون پر ماں سے بات کرنے اور تسلی دینے کے لئے کہا تھا، مگر مجھے ڈر لگا کہ ابھی میرا ایمان کمزور ہے اور مجھے اپنی ماں سے بے حد محبت ہے، کہیں میں اپنی ماں سے بات کروں وہ رونے لگیں میرا دل پگھل جائے اور میرا من جانے کو چاہنے لگے اور پھر وہاں جا کر ایمان خطرے میں پڑ جائے، اس لئے بہت یاد آنے کے باوجود میں نے اپنی ماں کو فون نہیں کیا، اب جماعت میں سے آجاؤں گا، تو پھر گھر جا کر مجھے سب گھر والوں کو اسلام کی دعوت دینی ہے۔

سوال: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے اور آپ پر مشکل نہیں آجائے گی؟

جواب: زیادہ امید تو نہیں ہے، میرے گھر والے بہت اچھے لوگ ہیں، اسلام سے محبت بھی رکھتے ہیں، پھر میں شروع میں ان کو حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت'' پڑھوا دوں گا، میں جا کر ایک ہزار چھپوالوں گا، یہ کتاب ایسی محبت بھری، دل اور دماغ کو

چھونے والی ہے کہ سچے من سے آدمی اس کو پڑھ لے تو مسلمان ہونے کے لئے انکار کرنے کو اسے سو بار سوچنا پڑے گا، مجھے امید ہے گھر والے اسلام میں ضرور آجائیں گے اور اگر مخالفت ہوگی تو ہوا کرے، ہمارے قاری صاحب نے ہمیں صحابہ کے قصے سنائے، میں نے فضائل اعمال ہندی میں پڑھی ہیں، جب ہمارے صحابہ نے قربانیاں دی ہیں تو ہم بھی دیں گے اس راہ میں اگر جان بھی چلی گئی تو پھر جان کی قیمت بن جائے گی مرنا تو ہے ہی، ایک تو مفت میں جان دینا ہے اور ایک ہے جان کی قیمت بنالینا وہ بھی جنت میں جانے کے لئے اور پیارے نبی سے ملنے کے لئے، میں جب اپنے اندر سے ٹٹولتا اور تولتا ہوں میرا دل یہ کہتا ہے کہ اکبر! اللہ کی محبت میں، دعوت کی راہ میں، اللہ کے بندوں کو دوزخ سے بچانے کے غم میں جان دینا، یوں ہی مرنے سے کتنا اچھا لگے گا اور کتنا مزا آئے گا۔

سوال: ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ جذبہ عطا فرمائیں؟

جواب: مولانا احمد صاحب اصل بات یہ ہے کہ ہم ہی ڈرتے ہیں ورنہ پوری دنیا پیاسی ہے، ہمارے علاقہ میں بس حضرت مولانا کے جاننے والے دو تین لوگ ہیں جو لوگوں کو کلمہ پڑھوا دیتے ہیں، ۲۵ر لوگ ہمارے علاقے میں پچھلے سال سے اب تک کلمہ پڑھ چکے ہیں، مگر سینکڑوں تیار ہیں، یہ لوگ بھی ذرا ڈر ڈر کر کلمہ پڑھواتے ہیں، اکثر تو پھلت جانے کے لئے ہی کہتے ہیں، ہمارے علاقہ میں اکثر لوگ بدعتی اور قبر پرست ہیں نماز تک نہیں پڑھتے۔

سوال: آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ بدعت غلط چیز ہے؟

جواب: یہ چیز آدمی کو اپنی عقل سے بھی غلط لگتی ہے، اللہ کے علاوہ کسی کو نہ پوجنا تو اسلام ہے، اب قبر کو پوجنا کیسے صحیح ہو جائے گا، میں تو بدعتی مسلمانوں سے کہتا تھا، تم میں ہم میں کیا فرق ہے، ہم تم سے پھر بھی صحیح ہیں کہ ہمارے سامنے وہ دکھ رہا ہے، تم جس قبر والے

کو پوج رہے ہو، تو کیا خبر وہ آدمی کی قبر ہے یا گھوڑے کی، لکھنؤ میں ایک گھوڑے شاہ پیر تھے، بہت دنوں تک اس کا عرس ہوتا رہا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کسی نواب کا گھوڑا تھا، یہ تو میں ان سے کہتا ہوں تم سے ہم صحیح ہیں، مگر ظاہر ہے مورتی پوجا کس طرح صحیح ہو سکتی ہے، جس کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا تو ہم بنانے والے ہوئے، وہ خود ہماری پوجا کرے، بنانے والے کی پوجا کی جاتی ہے، میں اسلام لانے سے پہلے بھی اپنے ہندو بھائیوں سے کہتا تھا کہ وہ بھگوان کیسا بھگوان ہے جو شرم گاہ کی پوجا کروانے کو کہے، عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں، ورنہ ذرا آدمی عقل پر زور ڈالے تو اس اکیلے کے علاوہ کون پوجا کے لائق ہو سکتا ہے۔

سوال: اسلام میں آکر آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں، آپ کو اسلام کی کیا بات اچھی لگی؟

جواب: اسلام کی کون سی ایسی بات ہے جو اچھی نہ لگے، ہمارے نبی ﷺ کی تو چھوٹی سے چھوٹی سنت بھی ایسی نہیں کہ آدمی اس پر غور کرلے اور صرف اسی کو دیکھ کر مسلمان نہ ہو جائے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام پوری زندگی گزارنے کا مکمل طریقہ ہے، یہ نہیں کہ دھرم کو مندر تک رکھا جائے اور اپنے کاروبار، پریوار میں من مانی کرے، بلکہ اسلام نے پوری زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے اور طریقہ بھی ایسا پیارا کہ بس آدمی دیوانہ ہو جائے۔

سوال: ماشاء اللہ، اللہ نے آپ کے لئے خاص ہدایت کے دروازے کھول دیئے ہیں، جماعت سے آنے کے بعد آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: جماعت سے واپس آنے کے بعد میرا ارادہ اپنے گھر جا کر کام کرنے کا ہے، میرا ارادہ مسلمانوں میں بھی کام کرنے کا ہے، خصوصاً بدعتی مسلمانوں میں کام کرنے کا ہے اور پھر اپنے ہندو بھائیوں میں کام کرنے کا، ہمارے علاقہ میں بہت بھولے اور سچے

لوگ ہیں، دو چار جیالے بس اپنے کو کچھ دنوں کے لئے کھپا دیں، تو بس پورا علاقہ دوزخ سے بچ جائے گا، ابھی کچھ روز پہلے ہمارے علاقے میں ایک لالہ جی اسلام میں آئے تھے، انھوں نے رام مندر بنانے اور بابری مسجد شہید کرنے میں ۲۵/لاکھ روپے اپنی جیب سے خرچ کئے، اللہ کو ان پر ترس آگیا، شاید وہ رام مندر کو اللہ کی رضا کا ذریعہ سمجھ کر بنوانے کی کوشش کر رہے تھے، اللہ کو ان پر پیار آگیا، ان کا اکیلا جوان بیٹا ایکسیڈنٹ میں مر گیا، دوکان میں آگ لگ گئی خود بھی بیمار رہنے لگے۔

سوال: آپ اس کو اللہ کا پیار کہہ رہے ہیں؟

جواب: جی مولانا احمد صاحب، ان حادثوں سے دل میں خیال آیا کچھ غلطی ہوئی ہے، تو دل میں آیا کہ مالک کا گھر ڈھایا ہے اسلام پڑھنا شروع کیا، مسلمان ہونا چاہتے تھے لوگ ڈر کی وجہ سے ان سے ملتے نہیں تھے کلمہ پڑھوانے کو تیار نہیں تھے، حضرت مولانا کلیم صدیقی نے ایک ساتھی کو بھیجا کلمہ پڑھوایا، ایک مسجد بنوا رہے ہیں، اس کے ساتھ مدرسہ بھی، مولانا احمد صاحب ایک بیٹا اور کچھ مال اور صحت گنوا کر ایمان آگیا تو اس کو آپ اللہ کا پیار کہیں گے یا اللہ کا غضب۔

سوال: واقعی آپ صحیح کہتے ہیں۔

جواب: مجھ سے کئی مسلمان بھائیوں نے کہا کہ تو گھر بار چھوڑ کر کیوں جا رہا ہے؟ میں نے جواب دیا دھوکے کا گھر چھوڑ کر ہمیشہ کے جنت کے محل خریدنے جا رہا ہوں اور شاید میں گھر بار نہ چھوڑتا تو مجھے ایمان نہ ملتا، میرا گھر بار چھڑانا اللہ کی رحمت ہے پیار ہے یا غصہ؟

سوال: بلاشبہ۔ جزاکم اللہ، مسلمانوں کے لئے آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے۔

جواب: ہم کیا پیغام دے سکتے ہیں، ہم تو چھٹ بھیئے ہیں، ہمیں تو اپنے ایمان میں بھی شک ہے، ہاں اتنا ضرور کہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اپنے علاقہ کے غیر مسلم بھائیوں

کی فکر کریں ورنہ وہ حشر کے میدان میں پکڑیں گے ضرور، وہاں آپ پھنسیں گے، یہ سمجھنا کہ اسلام کون لائے گا، کل شام پنجاب کے ایک صاحب کا فون آیا تھا حضرت کے پاس، ایک صاحب جو سکھ تھے مسلمان ہوئے، وہ ان کو حضرت سے دوبارہ کلمہ پڑھوا رہے تھے، حضرت نے بتایا کہ کہہ رہے ہیں اس ہفتہ میں یہ سردار جی چالیسویں آدمی ہیں جنھوں نے میرے ہاتھ پر کلمہ پڑھا ہے، ایک ہفتہ میں ایک ایک آدمی چالیس کو کلمہ پڑھوا دے تو چند مہینوں میں دنیا کا حال کیا ہو جائے گا اور میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے دعا کریں، خاص طور پر بس ایمان باقی رہے اور میں ڈھلمل نہ ہو جاؤں، اس کی خاص دعا کی آپ سے درخواست ہے۔

سوال: بہت بہت شکریہ اکبر بھائی السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مئی ۲۰۰۹ء

(۴۴) بابری مسجد توڑنے والے کی کہانی

جناب سیٹھ محمد عمر (رام جی لال گپتا) سے ایک ملاقات

۶/دسمبر ۱۹۹۲ء میں تو میں خود ایودھیا گیا، میرے ذمہ ایک پوری ٹیم کی کمان تھی، بابری مسجد شہید ہوئی تو میں نے گھر آ کر ایک بڑی دعوت کی، میرا بیٹا یوگیش گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا، میں نے خوب دھوم دھام سے جیت کی تقریب منائی، رام مندر کے بنانے کے لئے دل کھول کر خرچ کیا، مگر اندر سے ایک عجیب سا ڈر میرے دل میں بیٹھ گیا اور بار بار ایسا خیال ہوتا تھا کوئی آسمانی آفت مجھ پر آنے والی ہے، ۶/دسمبر ۹۳ء آیا تو صبح صبح میری دوکان اور گودام میں جو فاصلے پر تھے بجلی کا تار شارٹ ہونے سے دونوں میں آگ لگ گئی، اور تقریباً دس لاکھ روپے سے زیادہ کا مال جل گیا اس کے بعد سے تو اور بھی زیادہ دل سہم گیا، ۶/دسمبر ۲۰۰۵ء کو میرا لڑکا یوگیش ایک کام کے لئے لکھنؤ جا رہا تھا، اس کی گاڑی ایک ٹرک سے ٹکرائی، میرا بیٹا اور ڈرائیور موقع پر انتقال کر گئے، ہر ۶/دسمبر کو ہمارا پریوار سہما سہما رہتا تھا اور کچھ نہ کچھ ہو بھی جاتا تھا۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد عمر : مولوی صاحب وعلیکم السلام

سوال : سیٹھ صاحب، دو تین مہینے سے ابی آپ کا بہت ذکر کر رہے ہیں، اپنی تقریروں میں آپ کا ذکر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ڈراتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ہر چیز سے کام لینے پر قادر ہیں۔

جواب : مولوی صاحب، حضرت صاحب بالکل سچ کہتے ہیں، میری زندگی خود اللہ

کی دیا و کرم کی کھلی نشانی ہے، کہاں مجھ جیسا خدا اور خدا کے گھر کا دشمن اور کہاں میرے مالک کا مجھ پر کرم، کاش کچھ پہلے میری حضرت صاحب یا حضرت صاحب کے کسی آدمی سے ملاقات ہو جاتی تو میرا لاڈلا بیٹا ایمان کے بغیر نہ مرتا، (رونے لگتے ہیں اور بہت دیر تک روتے رہتے ہیں، روتے ہوئے) مجھے کتنا سمجھاتا تھا اور مسلمانوں سے کیسا تعلق رکھتا تھا وہ اور ایمان کے بغیر مجھے بڑھاپے میں اپنی موت کا غم دے کر چلا گیا۔

سوال: سیٹھ صاحب، پہلے آپ اپنا خاندانی پریچے (تعارف) کرائیے؟

جواب: میں لکھنؤ کے قریب ایک قصبے کے تاجر خاندان میں پہلی بار اب سے ۶۹ر سال پہلے ۶ر دسمبر ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوا، گپتا ہماری گوت ہے، میرے پتاجی کرانہ کی تھوک کی دکان کرتے تھے، ہماری چھٹی پیڑھی سے ہر ایک کے یہاں ایک ہی اولاد ہوتی آئی ہے، میں اپنے پتاجی کا اکیلا بیٹا تھا، نویں کلاس تک پڑھ کر دکان پر لگ گیا، میرا نام رام جی لال گپتا میرے پتاجی نے رکھا۔

سوال: پہلی مرتبہ ۶ر دسمبر کو پیدا ہوئے تو کیا مطلب ہے؟

جواب: اب دوبارہ اصل میں اسی سال ۲۲ر جنوری کو چند مہینے پہلے میں نے دوبارہ جنم لیا اور سچی بات یہ ہے کہ پیدا تو میں ابھی ہوا، پہلے جیون کو اگر گنیں ہی نہیں تو اچھا ہے، وہ تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

سوال: جی! تو آپ خاندانی تعارف کرا رہے تھے؟

جواب: گھر کا ماحول بہت دھارمک (مذہبی) تھا، ہمارے پتاجی ضلع کے بی جے پی، جو پہلے جن سنگھ تھی، کے ذمہ دار تھے، اس کی وجہ سے اسلام اور مسلم دشمنی ہمارے گھر کی پہچان تھی اور یہ مسلم دشمنی جیسے گھٹی میں پڑی تھی، ۱۹۸۶ء میں بابری مسجد کا تالا کھلوانے سے لے کر بابری مسجد کی شہادت کے گھناؤنے جرم تک میں اس پوری تحریک میں آخری درجہ

کے جنون کے ساتھ شریک رہا، میری شادی ایک بہت بھلے اور سیکولر خاندان میں ہوئی، میری بیوی کا مزاج بھی اسی طرح کا تھا اور مسلمانوں سے ان کے گھر والوں کے بالکل گھریلو تعلقات تھے، میری بارات گئی، تو سارے کھانے اور شادی کا انتظام ہمارے سسر کے ایک دوست خاں صاحب نے کیا تھا اور دسیوں داڑھی والے وہاں انتظام میں تھے جو ہم لوگوں کو بہت برا لگا تھا اور میں نے ایک بار تو کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا کہ کھانے میں ان مسلمانوں کا ہاتھ لگا ہے ہم نہیں کھائیں گے مگر بعد میں میرے چچا جی کے ایک دوست تھے پنڈت جی، انھوں نے سمجھایا کہ ہندو دھرم میں کہاں آیا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا کھانا نہیں کھانا چاہئے، بڑی کراہیت کے ساتھ بات نہ بڑھانے کے لئے میں نے کھانا کھالیا، ۱۹۵۲ء میں میری شادی ہوئی تھی، نو سال تک ہمارے کوئی اولاد نہیں ہوئی، نو سال کے بعد مالک نے ۱۹۶۱ء میں ایک بیٹا دیا، اس کا نام میں نے یوگیش رکھا، اس کو میں نے پڑھایا اور اچھے سے اسکول میں داخل کرایا اور اس خیال سے کہ پارٹی اور قوم کے نام اس کو ارپت (وقف) کروں گا، اس کو سماج شاستر میں پی ایچ ڈی کرایا، شروع سے آخر تک وہ ٹاپر رہا، مگر اس کا مزاج اپنی ماں کے اثر میں رہا اور ہمیشہ ہندوؤں کے مقابلے مسلمانوں کی طرف مائل رہتا، فرقہ وارانہ مزاج سے اس کو الرجی تھی، مجھ سے بہت ادب کرنے کے باوجود اس سلسلہ میں بحث کر لیتا تھا، دوبارہ وہ ایک ایک ہفتہ کے لئے میرے رام مندر تحریک میں جڑنے اور اس پر خرچ کرنے سے ناراض ہو کر گھر چھوڑ کر چلا گیا، اس کی ماں نے فون پر رو رو کر اس کو بلایا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں ذرا تفصیل سے بتائیے؟

جواب: مسلمانوں کو میں اس ملک پر آکرمن (قبضہ) کرنے والا مانتا تھا، یا پھر مجھے رام جنم بھومی مندر کو گرا کر مسجد بنانے کی وجہ سے بہت چڑھ تھی اور میں ہر قیمت

پر یہاں رام مندر بنانا چاہتا تھا، اس کے لئے میں نے تن، من، دھن سب کچھ لگایا، ۱۹۸۷ء سے لے کر ۲۰۰۵ء تک رام مندر آندولن اور بابری مسجد گرانے والے کارسیوکوں پر وشو ہندو پریشد کو چندہ میں کل ملا کر ۲۵ر لاکھ روپے اپنی ذاتی کمائی سے خرچ کئے، میری بیوی اور یوگیش اس پر ناراض بھی ہوئے تھے، یوگیش کہتا تھا اس دیش پر تین طرح کے لوگ آکر باہر سے راج کرتے آئے، ایک تو آرین آئے انھوں نے اس دیش میں آکر ظلم کیا، یہاں کے شودروں کو داس بنایا اور اپنی ساکھ بنائی، دیش کے لئے کوئی کام نہیں کیا، آخری درجہ میں اتیاچار (ظلم) کئے، کتنے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا، تیسرے انگریز آئے انھوں نے بھی یہاں کے لوگوں کو غلام بنایا، یہاں کا سونا، چاندی، ہیرے انگلینڈ لے گئے، حد درجہ اتیاچار کئے، کتنے لوگوں کو مارا قتل کیا، کتنے لوگوں کو پھانسی لگائی۔

دوسرے نمبر پر مسلمان آئے، انھوں نے اس دیش کو اپنا دیش سمجھ کر یہاں لال قلعے بنائے، تاج محل جیسا دیش کے گورو کا پاتر (قابل فخر عمارت) بنائی، یہاں کے لوگوں کو کپڑا پہننا سکھایا، بولنا سکھایا، یہاں پر سڑکیں بنوائیں، سرائیں بنوائیں، خسرہ کھتونی ڈاک کا نظام اور آپ پاشی کا نظام بنایا، نہریں نکالیں اور دیش میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ایک کرکے ایک بڑا بھارت بنایا، ایک ہزار سال الپ سنکھیا (اقلیت) میں رہ کر اکثریت پر حکومت کی اور ان کو مذہب کی آزادی دی، وہ مجھے تاریخ کے حوالوں سے مسلمان بادشاہوں کے انصاف کے قصے دکھاتا، مگر میری گھٹی میں اسلام دشمنی تھی وہ نہ بدلی۔

۳۰ر دسمبر ۱۹۹۰ء میں بھی میں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء میں تو میں خود ایودھیا گیا، میرے ذمہ ایک پوری ٹیم کی کمان تھی، بابری مسجد شہید ہوئی تو میں نے گھر آکر ایک بڑی دعوت کی، میرا بیٹا یوگیش گھر سے ناراض ہوکر چلا گیا، میں نے خوب دھوم دھام سے جیت کی تقریب منائی، رام مندر کے بنانے کے لئے دل کھول کر خرچ کیا،

مگر اندر سے ایک عجیب سا ڈر میرے دل میں بیٹھ گیا اور بار بار ایسا خیال ہوتا تھا کوئی آسمانی آفت مجھ پر آنے والی ہے، ۶؍دسمبر ۱۹۹۳ء آیا تو صبح صبح میری دکان اور گودام میں جو فاصلے پر تھے بجلی کا تار شارٹ ہونے سے دونوں میں آگ لگ گئی اور تقریباً دس لاکھ روپے سے زیادہ کا مال جل گیا اس کے بعد سے تو اور بھی زیادہ دل سہم گیا، ہر ۶؍دسمبر کو ہمارا پورا پریوار سہما سا رہتا تھا اور کچھ نہ کچھ ہو بھی جاتا تھا، ۶؍دسمبر ۲۰۰۵ء کو یوگیش ایک کام کے لئے لکھنؤ جارہا تھا اس کی گاڑی ایک ٹرک سے ٹکرائی اور میرا بیٹا اور ڈرائیور موقع پر انتقال کرگئے اس کا نو سال کا ننھا سا بچہ اور چھ سال کی ایک بیٹی ہے، یہ حادثہ میرے لئے ناقابل برداشت تھا اور میرا دماغی توازن خراب ہوگیا، کاروبار چھوڑ کر دربدر مارا پھرا، میری بیوی مجھے بہت سے مولانا لوگوں کو دکھانے لے گئی، ہردوئی میں بڑے حضرت صاحب کے مدرسے میں لے گئی، وہاں پر بہار کے ایک قاری صاحب ہیں، تو کچھ ہوش تو ٹھیک ہوئے، مگر میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میں غلط راستہ پر ہوں، مجھے اسلام کو پڑھنا چاہئے اسلام پڑھنا شروع کیا۔

سوال: اسلام کے لئے آپ نے کیا پڑھا؟

جواب: میں نے سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ کی ایک چھوٹی سیرت پڑھی، اس کے بعد ''اسلام کیا ہے؟'' پڑھی ''اسلام ایک پریچے'' مولانا علی میاں جی کی پڑھی، ۵؍دسمبر ۲۰۰۶ء کو مجھے حضرت صاحب کی چھوٹی سی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' ایک لڑکے نے لاکر دی، ۶؍دسمبر اگلے روز تھی، میں ڈر رہا تھا کہ اب کل کو کیا حادثہ ہوگا، اس کتاب نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ مسلمان ہوکر اس خطرہ سے جان بچ سکتی ہے اور میں ۵؍دسمبر کی شام کو پانچ چھ لوگوں کے پاس گیا مجھے مسلمان کرلو مگر لوگ ڈرتے رہے، کوئی آدمی مجھے مسلمان کرنے کو تیار نہ ہوا۔

سوال: آپ ۶/دسمبر ۲۰۰۶ء کو مسلمان ہو گئے تھے، آپ تو ابھی فرما رہے تھے کہ چند مہینے پہلے ۲۲/جنوری ۲۰۰۹ء کو آپ مسلمان ہوئے۔

جواب: میں نے ۵/دسمبر ۲۰۰۶ء کو مسلمان ہونے کا پکا ارادہ کر لیا تھا، مگر ۲۲/جنوری کو اس سال تک مجھے کوئی مسلمان کرنے کو تیار نہیں تھا، حضرت صاحب کو ایک لڑکے نے جو ہمارے یہاں سے جا کر پھلت مسلمان ہوا تھا، بتایا کہ ایک لالہ جی جو بابری مسجد کی شہادت میں بہت خرچ کرتے تھے مسلمان ہونا چاہتے ہیں، تو حضرت نے ایک ماسٹر صاحب کو (جو خود بابری مسجد کی شہادت میں سب سے پہلے کدال چلانے والے تھے) بھیجا، وہ پتہ ٹھیک نہ معلوم ہونے کی وجہ سے تین دن تک دھکے کھاتے رہے، تین دن کے بعد ۲۲/جنوری کو وہ مجھے ملے اور انھوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور حضرت صاحب کا سلام بھی پہنچایا، صبح سے شام تک وہ حضرت صاحب سے فون پر بات کرانے کی کوشش کرتے رہے مگر حضرت مہاراشٹر کے سفر پر تھے، شام کو کسی ساتھی کے فون پر بڑی مشکل سے بات ہوئی ماسٹر صاحب نے بتایا کہ سیٹھ جی سے ملاقات ہوگئی ہے اور الحمد للہ انھوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے، آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ انھیں دوبارہ کلمہ پڑھوا دیں، حضرت صاحب نے مجھے دوبارہ کلمہ پڑھوایا اور ہندی میں بھی عہد کروایا۔

میں نے جب حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضرت صاحب، مجھ ظالم نے اپنے پیارے مالک کے گھر کو ڈھانے اور اس کی جگہ شرک کا گھر بنانے میں اپنی کمائی سے ۲۵ لاکھ روپے خرچ کئے ہیں، اب میں نے اس گناہ کی معافی کے لئے ارادہ کیا ہے کہ ۲۵ لاکھ روپے سے ایک مسجد اور مدرسہ بنواؤں گا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ جب اس کریم مالک نے اپنے گھر کو گرانے اور شہید کرنے کو میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا دیا ہے تو مالک میرا نام بھی اپنا گھر ڈھانے والوں کی فہرست سے نکال کر اپنا گھر بنانے والوں

میں لکھ لیں اور میرا کوئی اسلامی نام بھی آپ رکھ دیجئے، حضرت صاحب نے فون پر بہت مبارک باد دی اور دعا بھی کی اور میرا نام محمد عمر رکھا، میرے مالک کا مجھ پر کیسا احسان ہوا، مولوی صاحب اگر میرا رواں رواں، میری جان میرا مال سب کچھ مالک کے نام پر قربان ہو جائے تو بھی اس مالک کا شکر کیسے ادا ہو سکتا ہے کہ میرے مالک نے میرے اتنے بڑے ظلم اور پاپ کو ہدایت کا ذریعہ بنا دیا۔

سوال: آگے اسلام کو پڑھنے وغیرہ کے لئے آپ نے کیا کیا؟

جواب: میں نے الحمدللہ گھر پر ٹیوشن لگایا ہے، ایک بڑے نیک مولانا صاحب مجھے مل گئے ہیں وہ مجھے قرآن بھی پڑھا رہے ہیں سمجھا بھی رہے ہیں۔

سوال: آپ کی بیوی اور پوتے پوتی کا کیا ہوا؟

جواب: میرے مالک کا کرم ہے کہ میری بیوی، یوگیش کی بیوی اور دونوں بچے مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم سبھی ساتھ میں پڑھتے ہیں۔

سوال: آپ یہاں دہلی کسی کام سے آئے تھے؟

جواب: نہیں صرف مولانا نے بلایا تھا، ایک صاحب مجھے لینے کے لئے گئے تھے، حضرت صاحب سے ملنے کا بہت شوق تھا بار بار فون کرتا تھا مگر معلوم ہوتا تھا کہ سفر پر ہیں اللہ نے ملاقات کرا دی بہت ہی تسلی ہوئی۔

سوال: ابی سے اور کیا باتیں ہوئیں؟

جواب: حضرت صاحب نے مجھے توجہ دلائی کہ آپ کی طرح کتنے ہمارے خونی رشتہ کے بھائی بابری مسجد کی شہادت میں غلط فہمی میں شریک رہے، آپ کو چاہئے کہ ان پر کام کریں، ان تک سچائی کو پہنچانے کا ارادہ تو کریں، میں نے اپنے ذہن سے ایک فہرست بنائی ہے، اب میری صحت اس لائق نہیں کہ میں کوئی بھاگ دوڑ کروں مگر جتنا دم ہے وہ

تو اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ اس کے بندوں تک پہنچانے میں لگنا چاہئے۔

سوال: مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: میرے یوگیش کا غم مجھے ہر لمحہ ستاتا ہے، مرنا تو ہر ایک کو ہے، مولوی صاحب! موت تو وقت پر آتی ہے اور بہانہ بھی پہلے سے طے ہے، مگر ایمان کے بغیر میرا ایسا پیارا بچہ جو مجھ جیسے ظالم اور اسلام دشمن بلکہ خدا دشمن کے گھر پیدا ہو کر صرف مسلمانوں کا دم بھرتا ہو وہ اسلام کے بغیر مر گیا، اس میں مسلمانوں کے حق ادا نہ کرنے کا احساس میرے دل کا ایسا زخم ہے جو مجھے کھائے جا رہا ہے، ایسے نہ جانے کتنے جوان، بوڑھے موت کی طرف جا رہے ہیں ان کی خبر لیں۔

سوال: بہت بہت شکریہ سیٹھ عمر صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت مبارک فرمائے، یوگیش کے سلسلہ میں تو ابی ایسے لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ فطرت اسلامی پر رہنے والے لوگوں کو مرتے وقت فرشتے کلمہ پڑھوا دیتے ہیں، ایسے واقعات ظاہر بھی ہوئے ہیں، آپ اللہ کی رحمت سے یہی امید رکھیں یوگیش مسلمان ہو کر ہی مرے ہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کرے، مولوی احمد صاحب اللہ کرے ایسا ہی ہو، میرا پھول سا بچہ مجھے جنت میں مل جائے۔

سوال: آمین ثم آمین انشاء اللہ ضرور ملے گا، السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جون ۲۰۰۹ء

ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف

ماہنامہ ''ارمغان'' جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر یوپی کا ترجمان ہے جو داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی (جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے) کی زیر سرپرستی اور مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی کی ادارت میں نکلتا ہے ماہنامہ ارمغان گزشتہ انیس (۱۹) سالوں سے پابندیٔ وقت کے ساتھ مسلسل شائع ہو رہا ہے اور اس کی تعداد اشاعت میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ماہنامہ ارمغان اپنے مضامین کی افادیت اور دعوتی فکر کی وجہ سے واقعی ساری انسانیت کے لئے ایک ارمغان (تحفہ) ہی ہے اس میں ہر ماہ ایک خوش قسمت مہاجر بھائی یا بہن کی سرگزشت انٹرویو کی شکل میں شائع ہوتی ہے جو بڑی چشم کشا، دلچسپ اور دعوت کے کام پر ابھارنے والی ہوتی ہے انٹرویوز ملک و بیرون ملک بہت پسند کئے جاتے ہے ان کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہو رہے ہیں، رسالہ میں داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی کے ارشادات، افادات، خطبات شامل اشاعت ہوتے ہیں خصوصاً رسالہ کا ''آخری صفحہ'' تو رسالہ کی جان ہوتا ہے، ماہنامہ ارمغان کا سالانہ زر تعاون ۱۲۰/روپئے ہے جو رسالہ کی اہمیت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا اس عظیم دعوتی مشن میں اپنا حصہ لگانا ہے اس لئے پر خلوص گزارش ہے کہ خود بھی اس کے ممبر بنئے اور دوسروں کو بھی بنائیے۔

ارمغان جاری کرنے کے لئے پتہ

دفتر ارمغان پھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Dist Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob: +91-9359350312
9368512753, 9412411876
e-mail: arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
website: www.armughan.in
زر سالانہ: 120/- روپئے

الداعی الی الخیر
بندہ محمد روشن شاہ قاسمی
مہتمم دارالعلوم سونوری
۲۳/شعبان ۱۴۳۲ھ م ۲۱/جولائی ۲۰۱۱ء